نوادرِ امدادیہ

یعنی

حضرت حاجی محمد امداد اللہ فاروقی چشتی
کے غیر مطبوعہ خطوط کا نادر مجموعہ

ترتیب و تحقیق
پروفیسر نثار احمد فاروقی

حضرۃ سید محمد گیسو دراز تحقیقاتی اکیڈمی
روضۂ منورہ بزرگ، گلبرگہ شریف
(کرناٹک)

ذخیرہ کتب:- محمد احمد ترازی

نوادرِ امدادیہ

یعنی سید الطائفہ شیخ المشائخ

حضرت حاجی محمد امداد اللہ فاروقی چشتی صابری تھانوی

مہاجرِ مکی قدس اللہ سرہ العزیز کے غیر مطبوعہ خطوط کا مجموعہ
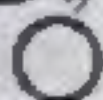
ترتیب و تحقیق

پروفیسر نثار احمد فاروقی

دہلی یونیورسٹی، دہلی ۷

حضرت سید محمد گیسو دراز تحقیقاتی اکیڈمی

روضۂ منورہ بزرگ۔ گلبرگہ شریف (کرناٹک)

۱۴۱۷ھ ۱۹۹۶ء

ذخیرہ کتب: محمد احمد ترازی

©
جملہ حقوق طباعت محفوظ
نثار احمد فاروقی، (۱۹۹۶ء)

بار اول : رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء
کتابت : نسیم اعظمی
طبع : روبی پرنٹنگ پریس، دہلی
تعداد : ایک ہزار
قیمت :

ناشر :

حضرت سید محمد گیسو دراز تحقیقاتی اکیڈمی
روضہ منورہ بزرگ، گلبرگہ شریف

نذرِ عقیدت

بہ حضور

تقدس مآب مخدوم عالمیاں

حضرت خواجہ سید محمد محمد الحسینی مدظلہ العالی

(سجادہ نشین حضرت خواجہ سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ)

بندۂ آصفِ عہدیم کہ در سلطنتش
صورتِ خواجگی و سیرتِ درویشانست

ذخیرہ کتب:۔ محمد احمد ترازی

فہرست مکتوبات

پیش لفظ

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین
رحمۃ للعٰلمین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ اما بعد:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ چشتی صابری امدادی سلسلے کے نہایت ممتاز بزرگ ہیں۔ اُن کے سلسلۂ طریقت سے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش ہی کے نہیں حجاز، شام، عراق، ترکی، مصر اور مراقش کے علماء اور درویش بھی وابستہ رہے ہیں۔ حیدرآباد کی سربرآوردہ علمی شخصیت حضرت الحاج الحافظ مولانا محمد انوار اللہ خان فضیلت جنگ علیہ الرحمہ، بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے بھی حضرت مہاجر مکی سے فیض پایا تھا۔

حاجی صاحبؒ کے مشرب میں اتنی وسعت تھی کہ طالب خواہ کسی مدرسۂ فکر کا متعلق ہو، یا غیر متعلق ہو، اُن کے فیضان سے محروم نہ رہتا تھا۔ حاجی صاحبؒ کے مریدین و خلفاء میں مدرسۂ دیوبند کے بعض علماء بھی شامل ہیں، مگر انھوں نے بعض فروعی مسائل کو اتنی اہمیت دی کہ انھیں اصل ایمان سمجھنے لگے، اور ان کے بارے میں اتنا شدید اور بے لچک رویہ اختیار کیا کہ اپنے پیر و مرشد کی ہدایات کی پروا بھی نہ کی۔ اس سے جو افتراق و انتشار اُمتِ مسلمہ میں پیدا ہوا وہ بڑھتا ہی گیا، اور اس گروہ کی پیروی کرنے والے آج بھی شرک، بدعت، فسق وغیرہ کے نام پر عام دیندار مسلمانوں کے دل و دماغ میں شک و ریب کے کانٹے بوتے رہتے ہیں اور اسے دین و اسلام کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں۔

"التصوف کلہ ادب": تصوف تمام تر ادب ہے اور اس کا خلاصہ مرید و مراد کے ارادے کا اتحاد ہے۔ یہی حافظ شیرازؒ نے کہا ہے:

بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید — کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

اگر کسی کا عقیدہ یہ ہو کہ مرشد احکامِ شریعت سے بے خبر ہے، اور جو کچھ اشغال و اعمال اُس
کے ہیں، اُن کی پیروی کے ہم مکلّف نہیں، تو اُس کی بیعت بھی سوالیہ نشان بن جاتی ہے۔
حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الفِ ثانیؒ ہوں یا حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ
محدث دہلویؒ، یا شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، نذر و نیاز، عرس، و مراسم
ورس، فاتحہ، مجلسِ میلاد وغیرہ مسائل میں اِن بزرگوں کا ہرگز وہ عقیدہ نہیں تھا جو آج اِن
سے منسوب کیا جاتا ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ کے ایک محترم مرید و خلیفہ مولانا عبد السمیع
بیدلؔ رامپوری نے اپنی کتاب "انوارِ ساطعہ" میں اِن حضرات کو مدلّل جواب دیا تھا،
جس کی تائید خود حاجی صاحبؒ نے بھی فرمائی تھی۔ اِن مسائل کے بارے میں اور کتاب
"انوارِ ساطعہ" کے موضوع پر جو خطوط مولانا عبد السمیع بیدلؔ کو لکھے گئے، وہ نہایت اہم اور
قابلِ قدر ہیں۔ اُن سے اِس پوری بحث کو سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے، اور حضرت کے
عقیدت مندوں کی نظر میں یہ ایک بیش بہا تحفہ ہیں۔ اِن خطوط کو عزیزِ گرامی محترم پروفیسر
نثار احمد فاروقی (صدر شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی دہلی) نے مولانا بیدلؒ کے صاحبزادے
حکیم محمد میاں مرحوم کے نواسے جناب رؤف الحسن (ایڈووکیٹ میرٹھ) کی عنایت سے
حاصل کر کے بہت محنت اور دیدہ ریزی سے مرتب کیا، اُن پر جا بجا مفید حواشی لکھنے
کے علاوہ ایک مفصّل، مدلّل اور عالمانہ مقدمہ بھی تحریر کیا، جس سے نہ صرف اِن خطوط کے
لکھنے والے اور مکتوب الیہ کے حالات کا علم ہوتا ہے، بلکہ جن مباحث سے متعلق یہ مکتوبات
ہیں اُن کی علمی اور مذہبی نوعیت بھی سامنے آتی ہے۔ فاروقی صاحب کے لب و لہجہ میں
اِن بزرگوں کے لیے عقیدت و محبت کے ساتھ ہی مخالفانہ عقیدہ رکھنے والوں کے لیے
بھی اعتدال، توازن اور رواداری کا رویّہ ہے، جس میں ذرّہ بھر بھی تُندی یا تُرشی نہیں
ہے۔ ایک علمی بحث اِسی شان سے ہونی بھی چاہیے جس میں نفسانیت اور انا کا دخل نہ ہو،
اور اپنی بات پوری محنت کے ساتھ کر دی جائے۔ فاروقی صاحب نے یہ خطوط مجھے دکھائے
تو میری خواہش ہوئی کہ انھیں "سید محمد گیسو دراز تحقیقاتی اکیڈمی، بارگاہِ بندہ نواز، گلبرگہ شریف" کی
جانب سے شائع کیا جائے۔ اِسے انھوں نے از راہِ کرم منظور کیا، اگرچہ اِن کی طباعت میں

غیر معمولی تاخیر ہو گئی، جس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ خطوط کی زیادہ صاف تصویریں دوبارہ حاصل نہیں ہو سکیں۔ جو تصویریں ایسی حالت میں تھیں کہ ان کی طباعت ہو سکے وہ مجموعے میں شامل کر لی گئی ہیں۔

"نوادرِ امدادیہ" کے اس بیش قیمت علمی تحفہ کی اشاعت کے سلسلے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالے ڈاکٹر نثار احمد صاحب فاروقی کو صحت و عافیت، اصلاح و فلاحِ دارین، علمِ نافع اور عملِ مقبول سے بہرہ ور رکھے، اور اس طرح کی خدمتوں کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جناب رؤف الحسن انصاری ایڈووکیٹ میرٹھ بھی ہمارے شکریہ اور دعاؤں کے مستحق ہیں جنھوں نے طویل عرصہ تک ان خطوط کی حفاظت کی، اور انھیں اشاعت کے لیے بہ طیبِ خاطر عنایت فرمایا۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

گلبرگہ:
یکم ذیقعدہ ۱۴۱۵ھ

سید شاہ محمد محمد الحسینی
سجادہ نشین حضرت خواجہ گیسو دراز
گلبرگہ شریف

مقدمہ

زیرِ نظر کتاب شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ فاروقی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض نادر خطوط کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے بیشتر خطوط مولانا عبدالسمیع بیدل انصاری (ساکن رامپور منیہاران وزنیل لال کرتی میرٹھ) کے نام ہیں چند خطوط کے مکتوب الیہم دوسرے حضرات بھی ہیں۔

انھیں "نوادر امدادیہ" نام اس لیے دیا گیا کہ یہ خطوط غیر مطبوعہ ہیں اور پہلی بار شائع ہو رہے ہیں دوسرے یہ ایک اہم بحث سے متعلق ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۳۰۲ھ/۸۵-۱۸۸۴ء میں مطبع ہاشمی میرٹھ سے ایک چار ورق کا فتویٰ شائع ہوا، جس پر تین غیر مقلد علماء کے دستخط تھے، اس کے علاوہ دیوبند، گنگوہ وغیرہ کے علماء نے بھی اس کی تائید کی تھی۔ اس کا عنوان تھا "فتوائے مولود و عرس وغیرہ"۔ اس میں یہ کہا گیا تھا کہ اموات کی فاتحہ اور ایصالِ ثواب کی رسمیں جیسے سوم چہلم وغیرہ، یا عرس کرنا، ایصالِ ثواب کی نیت سے کھانے پر فاتحہ دینا، میلاد شریف پڑھنا، اس کی مجلس میں قیام کرنا وغیرہ سب بدعت اور گمراہی ہے، شرعاً ناجائز ہے۔

اس کے چند ماہ کے بعد ایک اور ۲۳ ورقی رسالہ شائع کیا گیا جس کا عنوان تھا "فتوائے میلاد شریف یعنی مولود مع دیگر فتاویٰ" یہ بھی مطبع ہاشمی میرٹھ سے شائع ہوا۔ اس میں بھی فاتحہ، عرس، میلاد شریف وغیرہ کی مذمت اور ان کے جواز سے انکار کیا گیا تھا۔

ان فتاویٰ کی اشاعت سے عام مسلمانوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں، تائید و تردید ہر طرح کی باتیں سامنے آنے لگیں، تو کچھ حضرات نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مرید تلمیذ مولانا عبدالسمیع بیدلؒ سے اس کا مدلل جواب لکھنے کی درخواست کی۔ انھوں نے ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء میں ہی اس فتنے کی تردید میں کتاب "انوارِ ساطعہ در بیانِ مولود و فاتحہ" لکھی اور اُسے چار ابواب میں تقسیم کیا۔

پہلے چار ورقی فتوے میں کہا گیا تھا: "محفل میلاد اور قیام وقتِ ذکر پیدائش آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم — بدعت ہے ... ایسا ہی حال سوم، دہم، چہلم وغیرہ اور تیجہ آیتہ اور چنوں اور شیرینی وغیرہ کا ..... کہ بدعات محدثہ و ناپسند شرعیہ ہیں"

اس پر دستخط کرنے والوں میں مولوی حفیظ اللہ، مولوی شریف حسین، مولوی الٰہی بخش، مولوی محمد یعقوب نانوتوی (مدرس اول مدرسہ دیوبند) اور مولوی محمد محمود (مدرس مدرسہ دیوبند) شامل تھے۔

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے اس پر یہ فتویٰ دیا تھا:

"ایسی مجلس ناجائز ہے اور اس میں شریک ہونا گناہ ہے اور خطاب جناب فخر عالم علیہ السلام کو کرنا، اگر حاضر ناظر جان کر کرے کفر ہے۔ ایسی محفل میں جانا اور شریک ہونا ناجائز ہے اور فاتحہ بھی خلافِ سنت ہے اور سوم بھی کہ یہ سنت ہنود کہ رسم ہے" (رشید احمد عفی عنہ گنگوہی)

مولانا بیدلؒ نے سب امور زیر بحث پر کتاب و سنت اور علمائے سلف کے اقوال و آثار کی روشنی میں ایک مفصل جواب "انوار ساطعہ" کی شکل میں لکھا۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء میں شائع ہوا۔ چونکہ دونوں فتاویٰ میں بھی بعض الفاظ سخت اور درشت استعمال ہوئے تھے اُن کا رد کرتے ہوئے مولانا بیدلؒ نے بھی کہیں کہیں تلخ الفاظ میں تردید کی۔

یہ رسالہ حاجی صاحبؒ کی خدمت میں مکہ معظمہ پہنچا تو انہوں نے اس کو لفظاً لفظاً ملاحظہ کیا اور متعدد خطوط میں اس کا اظہار کیا کہ "جو باتیں انوار ساطعہ میں لکھی ہیں وہ فقیر کے مذہب و مشرب کے موافق ہیں"

مگر حاجی صاحبؒ نے مولانا بیدلؒ کو لکھا کہ جن الفاظ میں درشتی اور تیزی ہے وہ تبدیل کر دیئے جائیں اور اس کا لب و لہجہ نرم اور شیریں رکھیں۔ اپنے پیر و مرشد کے حکم کی تعمیل میں انہوں نے کتاب پر نظر ثانی کی اور ایسے سب الفاظ اور فقرے نکال دیئے جن میں کوئی ادنیٰ سا نفسانیت کی یا تلخی اور تعدی پیدا ہوگئی تھی۔ دوسرا ایڈیشن حذف و ترمیم کے ساتھ ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء میں شائع ہوا۔ جس کے بارے میں حاجی صاحب نے جن خیالات کا اور اپنی خوشی کا اظہار فرمایا وہ ان خطوط میں دیکھی

جا سکتا ہے جو زیرِ نظر کتاب "فتاویٰ امدادیہ" میں شامل ہیں۔

حاجی صاحبؒ نے مولانا رشید احمد گنگوہی کو بھی مشورہ دیا تھا کہ ان اختلافی مسائل کو مشتہر نہ کریں اور ان کے قائلین کو "ضال و مضل و کافر و مشرک بنانا کیونکر صواب و مصلحت ہے" (مکتوبات امدادیہ ص ۱۱) اور یہ بھی کہا کہ "اگر دنیا میں کوئی سچ عالم ہے تو مجھ یہ ہے کہ چند مسائل میں آپ کی رائے علمائے جمہور و مشائخ زمن کے خلاف ہے" (مکتوبات امدادیہ ص ۱۱)

مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا گنگوہی اس معاملے میں اتنے سخت تھے کہ انھوں نے حاجی صاحبؒ کو یہاں تک لکھ دیا کہ آپ چاہیں تو مجھے حلقۂ ارادت سے خارج کر دیں۔ اس پر حاجی صاحبؒ نے کہا ہے :

"خارج کرنا چہ معنی فقیر تو تم علماء و صلحاء کی جماعت میں اپنا داخل ہو جانا موجب فخر دارین و ذریعۂ نجات و وسیلۂ فلاح کونین یقین کرتا ہے" (مکتوبات امدادیہ ص ۱۱)

میلاد شریف پڑھنا، اُس میں قیام کرنا، ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ پڑھنا یا بزرگوں کا عرس کرنا قطعی طور پر اگر قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو تب بھی یہ اُمور فروعاتِ دین میں آتے ہیں اُصولِ دین میں نہیں۔ ان پر طویل زمانے تک اُمت کے علماء و مشائخ کا معمول رہا ہے لہٰذا اس کو ضلالت اور کفر و شرک کہنے سے اُن اسلاف کو گمراہ اور جاہل سمجھنا لازم آتا ہے۔ جب کہ قرآن کا فرمان تو یہ ہے کہ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (النحل ۱۲۵)

فروعی مسائل میں تشدد کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے حنفی مسلک والے بھی دو گروہوں میں بٹ گئے۔ مولانا اشرف علی تھانوی کا بیان ہے کہ "حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک واعظ دہلوی کی نسبت فرماتے تھے کہ تشدد بہت ہے اس قدر تشدد سے اصلاح نہیں ہوتی" (اشرف التنبیہ مطبع نامی پریس دہلی ۱۳۴۰ھ) کیا مولانا گنگوہی کا اس حد تک اصرار کہ چاہیں تو بیعت سے خارج کر دیں "تشدد" نہیں ہے؟

• اوامرِ شریعت کی بجا آوری سر آنکھوں پر، مگر بیعت بھی ایک عہد ہے جو اللہ سے کیا جاتا ہے۔ مولانا تھانوی ہی نے فرمایا : "بیعت کی حقیقت یہ ہے کہ طالب کی طرف سے التزام ہو اتباع کا اور شیخ کی طرف سے التزام ہو تعلیم و توجہ کا" (ذخیرۃ افادات ص ۸۸)

اگر یہ کہا جائے کہ غیرتِ دین کا تقاضا یہی تھا کہ پیر و مرشد کے حکم سے بھی مسائلِ شریعت کے بارے میں روگردانی کر لی جائے تو یہ دیکھا جائے گا کہ بزرگانِ سلف میں، اور گزرے ہوئے لاکھوں مسلمانوں میں، جو ان عقائد و اعمال پر رہ کر چلے گئے ان کا انجام کیا ہوا ہوگا؟

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے علم و فضل، فقہی مہارت، اتباعِ سنت اور غیرتِ دینی کے بارے میں بظاہر ان حضرات علماء کو بھی انکار نہیں ہے۔ ان کے عقائد "القول الجلی" سے بالکل واضح اور جلی ہو گئے ہیں۔ برسوں پردۂ گمنامی میں رہنے کے بعد یہ کتاب ابھی تین سال قبل چھپی ہے اور حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی علیہ الرحمۃ (سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ غلام علی نقشبندیؒ) نے اس کا متن شائع کیا ہے۔ اُسے دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ عرس، فاتحہ، نذر نیاز، سب کے قائل بھی تھے، عامل بھی۔ اُن کی تصانیف میں "انفاس العارفین" مشہور و مستند کتاب ہے جس سے اُن کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ کے عقائد اور اعمال کا علم ہوتا ہے۔ اسی کتاب میں حضرت خواجہ باقی باللہ دہلویؒ (پیر و مرشد حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ) کے جانشین و فرزند حضرت خواجہ خورد علیہ الرحمہ کے بارے میں شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں:

"خواجہ خورد بھی کبھار خواجہ محمد باقی باللہؒ کا عرس کرتے تھے۔ حضرت والد صاحب فرماتے تھے کہ عرس کی یہ دیکھی ہے کہ کوئی شخص اُن کے پاس آ کر کہتا ہے کہ چاول میرے ذمہ، دوسرا آ کر کہتا ہے، گوشت میرے ذمہ، تیسرا آ کر کہتا ہے کہ فلاں قوال کو میں لاؤں گا۔ اسی طرح دوسرے انتظامات بھی ہو جاتے۔ خواجہ خورد اس میں کوئی تکلف نہیں کرتے تھے"

(انفاس العارفین اردو ترجمہ ص ۹۳ طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

ایک اور اقتباس انفاس العارفین ہی سے ملاحظہ فرمائیے:

"حضرت والد ماجد (شاہ عبدالرحیم) پھلت میں تھے۔ عرس کا دن تھا۔ ایک بزرگ تشریف لائے تو انہوں نے ذکر شروع کیا۔ کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ شیخ ابوالفتح کی روح ظاہر ہو کر رقص کر رہی ہے۔ اہلِ مجلس پر بھی اس کا کچھ اثر

ہو اچا جاتا ہے۔ ایک لمحہ بھی نہ گزرا تھا کہ اہل مجلس کی حالت دگرگوں اور یاہو کے عجیب و غریب نعرے بلند ہونے لگے۔ (انفاس العارفین ص ۸۳)

یہاں یہ لکھنا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے والد بزرگوار شاہ عبدالرحیمؒ نے خواجہ خوردؒ (وفات ۱۰۷۴ھ/ ۶۳-۱۶۶۲ء) سے دینی و روحانی استفادہ کیا ہے اور خواجہ خورد کی تعلیم و تربیت حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کی نگرانی میں ہوئی ہے۔

القول الجلی میں حضرت شاہ ولی اللہ کا زائچہ بھی دیا ہے اور اس پر علم نجوم کی رو سے تبصرہ بھی کیا ہے مثلاً یہ کہ "نجومیوں کے مطابق جس سیارۂ فلکی میں آپ کی ولادت ہوئی اسی میں حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی کہ شمس و عطارد برج حوت میں تھے اور یقیناً یہی وجہ ہے کہ آپ وارثِ کمالاتِ نبوت ہوئے" (شاہ محمد عاشق پھلتی، القول الجلی مترجمہ حافظ تقی انور علوی، لکھنؤ ۱۹۸۸ء ص ۱۱)

شاہ صاحب کے بیشتر خطوط اور تالیفات میں نجوم کی اصطلاحات اور سیاروں کی تاثیر کا حوالہ ملتا ہے، یہ ممکن ہے اُس عہد کے ہندوستانی معاشرے کے عام رجحان کا اثر ہو، بہر حال اسلام کی تعلیم میں یہ شامل نہیں ہے کہ نجوم پر یقین رکھا جائے، اگرچہ قرآن کریم میں اس کی طرف ایک اشارہ ملتا ہے: فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ○ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ○ (الصافات ۸۸-۸۹) اس سے معلوم ہوا کہ علم نجوم میں انسان کی دلچسپی زمانۂ قبل تاریخ سے رہی ہے۔[1] مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ نے تقویۃ الایمان میں بے تکلف کہہ دیا کہ ستاروں کی تاثیر میں یقین رکھنے والا مشرک ہے، یہ بھی خیال نہ کیا کہ میرے جدّ امجد کیا لکھتے رہے ہیں۔ یہ بات سچ ہے کہ خدا کے سوا کوئی فاعل مطلق نہیں ہے مگر اسی بات کو ذرا مختلف انداز میں کہنا چاہیے تھا، فوراً شرک کا فتویٰ لگانے سے وہ بہتر ہوتا۔

یہاں زیادہ تفصیل میں جانے کی گنجائش نہیں، جو حضرات اس موضوع پر شرح و بسط کے

---

[1] ابن سعد جلد ۳ ص ۳۲۱ [illegible] عام الرمادہ میں حضرت عمرؓ نے [illegible] من النجوم وقال: العوا، قال: کم بقی منها؟ قال: ثمانیة ایام [illegible] نجوم کے اثرات پر حضرت عمرؓ [illegible] روایت [illegible]۔

غالب ہے اُن وہ اصول ایکل کو تمام و کمال خود سے پڑھیں، اُس پر حضرت مولانا ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ کا مقدمہ ملاحظہ فرمائیں، مسعود احمد برکاتی صاحب کی کتاب "شاہ ولی اللہ دہلوی اور اُن کا خاندان" کا مطالعہ کریں۔ انفاس العارفین کو نظر غائر سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ حضرت شاہ صاحبؒ کی کتابوں میں تحریف بھی کی گئی ہے، بعض جعلی کتابیں دوسروں نے لکھ کر اُن سے منسوب کر دی ہیں اور اپنے عقائد کو شاہ صاحب کے فرمودات بنا کر پیش کیا ہے۔ ورنہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے عقائد وہی تھے جو تمام ممتاز مشائخ و صوفیہ کے اعمال و معتقدات رہے ہیں۔

اسی طرح حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانیؒ کو عظیم مصلح، شیخ سنت اور مخالف بدعات کہا جاتا ہے، اور اُن کی خدمات جلیلہ اس پر گواہ ہیں، مگر اُن کے عقائد و اعمال کا بھی صرف وہی حصہ منظر عام پر لایا جاتا ہے جو اِن حضرات کے مفید مطلب ہو۔ دیکھیے حضرت سرہندیؒ کے ایک مقبول و ممتاز مرید و خلیفہ شیخ بدرالدین سرہندی علیہ الرحمۃ جو آخر وقت تک اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر رہے، لکھتے ہیں:

چوں حضرت ایشان بہ تقریب عرس حضرت خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہ بہ دہلی تشریف بردند شیخ تاج کہ از اکابر اصحاب و از اجلۂ خلفائے حضرت خواجہ قدس سرہ و از مشاہیر مشائخ ہند بود نیز بہ دہلی آمدہ بودند۔

(حضرات القدس ص ۷۵ طبع لاہور ۱۹۷۱)

جب آپ (حضرت مجددؒ) حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے عرس کی تقریب میں دہلی تشریف لے گئے تو شیخ تاج الدین سنبھلی بھی جو حضرت خواجہ قدس سرہ کے کامل اور ممتاز خلفا میں اور ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے تھے دہلی آئے ہوئے تھے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کا عرس ہوتا تھا، اس میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شیخ تاج الدین سنبھلیؒ (ف ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء) بھی شرکت کے لیے آتے تھے، یہی نہیں، حضرت بدرالدین سرہندیؒ کا بیان ہے:

"آں حضرت ہر سال در ایام عرس حضرت خواجہ قدس سرہ بہ دہلی تشریف می بردند"

(حضرات القدس ص ۷۵)

آں حضرت (مجدد) ہر سال حضرت خواجہؒ (باقی باللہ) کے عرس کے دنوں میں دہلی تشریف لے جاتے تھے۔

حضرات القدس

اور حضرات القدس کا بیان ہے کہ مجدد صاحب زیارت قبور کو جاتے تھے، قبر کو بوسہ دینا
ناجائز سمجھتے تھے مگر کبھی اپنے والد ماجد اور پیر و مرشد کے مزارات کو بڑھ کر چومتے تھے (ص ۹۰)
قبر پر اقرار توجہ کرتے تھے (ص ۹۳) مردہ عزیزوں کو ایصال ثواب اور فاتحہ کے لیے
کھانا پکواتے تھے؛

می گفتند کہ روزے بر روح یکے از فرزندان
متوفاے خود طعامے براے فقرا و درویشان
تیار کردہ بودم (حضرات القدس ۱۰۰)
مکاشفہ ۱۸ صفر ۸۵

فرماتے تھے کہ ایک دن میں نے اپنے مرحوم بیٹوں
میں سے ایک کی روح (کو ایصال ثواب) کے
لیے فقرا اور درویشوں کے واسطے کھانا تیار
کرایا تھا۔

مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ خواجگان معین الدین حسن سنجری اجمیری علیہ الرحمہ
کی درگاہ میں حاضری دینے کے لیے اجمیر کا سفر کیا، مزار خواجہ کے محاذ میں بہت دیر تک مراقبہ
میں بیٹھے رہے، پھر اس مراقبے کی کیفیات بیان فرمائیں اور کہا؛

حضرت خواجہ التفات و الطاف بسیار نمودند
و از برکات خاصہ خود ضیافت بہ ظہور آوردند
و سخنان اسرار درمیان کردند (حضرات القدس ۸۹)

حضرت خواجہ اجمیری نے بہت نوازشیں فرمائیں
اور اپنی خاص برکتوں سے ضیافت کا اظہار
کیا اور راز کی باتیں کیں۔ مکاشفہ ۴۹

اسی زمانے میں حضرت خواجہ خواجگان کے مزار کا سرپوش بدلا گیا تھا جو سال میں ایک بار
تبدیل ہوتا ہے، پرانا سرپوش مشائخ میں سے کسی کو یا بادشاہ وقت کو پیش کیا جاتا تھا
خدام درگاہ وہ سرپوش لے کر حضرت مجدد کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اس کا حقدار آپ سے
زیادہ کوئی نہیں۔ حضرت نے وہ چادر نہایت ادب سے وصول کی اور فرمایا کہ اس متبرک کپڑے
کو ہمارے کفن کے لیے محفوظ رکھو۔ (حضرات القدس ۹۰)

حضرت مجدد خود فاتحہ دلاتے تھے، نذر کا کھانا تقسیم کراتے تھے، محفل نذر کہیں
ہوتی تو اس میں شرکت کے لیے جاتے تھے۔

سماع و رقص کے بارے میں مجدد صاحب نے فرمایا کہ بی باوجود سے آسائش کی
ضرورت ہوتی ہے تو ایک گروہ سماع و رقص میں خود کو مشغول رکھتا ہے، دوسرا تعنیہ

حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ نے کوئی منت مانی تھی جسے پورا کرنے سے پہلے ان کا انتقال ہوگیا۔ حضرت سعدؓ کے سوال پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اقضہ عنہا (۳/۹۰) یعنی تم ان کی طرف سے ادا کردو۔

جب والدہ کا انتقال ہوا تو حضرت سعدؓ موجود نہیں تھے، وہ آئے تو انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر میں اپنی ماں کے نام پر کچھ صدقہ وخیرات کروں تو انھیں اس کا نفع پہنچے گا؟ آں حضرتؐ نے فرمایا کہ "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے انھوں نے اپنی والدہ کو ایصالِ ثواب کے لیے سبیل لگائی تھی۔ یہ کسی مسجد میں تھی اور اس سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی پانی پیتے تھے (۳/۴۱۵)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک لنگرخانہ بھی فقرا و مساکین کے لیے قائم کیا تھا (۵/۲۰۸) خانقاہوں میں لنگرخانے کا بھی یہی مقصود ہے۔ انھوں نے موت کے وقت یہ بھی وصیت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات (موے مبارک اور ناخن) ان کے کفن میں رکھے جائیں (۵/۳۰۶)

الواقدی ہمارے محدثین کے نزدیک معتبر راوی نہیں ہے مگر اس کے شاگرد ابن سعد کو محدثین نے بھی معتبر مانا ہے۔ اُسے کسی نے کذب سے متہم بھی نہیں کیا ہے۔ اس کی تصنیف الطبقات الکبریٰ سیرۃ، تراجم صحابہ و تابعین اور صدرِ اسلام کی تاریخ کے موضوع پر بڑا ہی معلومات کا خزانہ ہے۔ مناسب ہوگا کہ صرف اسی ایک کتاب سے کچھ جھلکیاں جستہ جستہ دکھا دی جائیں۔

نجدی علماء نے مکہ اور مدینے سے تاریخِ اسلام کے سارے آثار مٹا دیے ہیں۔ ابن سعد کہتا ہے کہ عہدِ جاہلیت میں قصی بن کلاب مزدلفہ میں آگ روشن کیا کرتے تھے۔ ابن سعدؒ نے بیان کیا کہ "کانت تلک النار توقد علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان" یہ آگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانے تک جلائی جاتی تھی۔ (طبقات ۱/۷۰، طبع بیروت ۱۹۶۰ء)

آثار مٹانے کے جواز میں وہ روایت پیش کی جاتی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے وہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اپنے موئے مبارک اور تراشے ہوئے ناخن بطور تبرک اصحاب کو عطا فرمائے جو بعد کے زمانے تک محفوظ رہے (۳/ ۵۳۶)

زیارت و اصلاحِ قبور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ مدینہ سے مکہ واپس آتے ہوئے الابواء کے مقام پر رحلت فرما گئی تھیں وہیں مدفون ہوئیں۔

فلما مرّ رسول الله صلى الله عليه وسلم في العمرة الحديبية بالأبواء قال: إن الله قد أذن لمحمد في زيارة قبر أمه، فأتاه رسول الله صلى الله عليه وسلم فأصلحه وبكى عنده، وبكى المسلمون لبكاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقيل له فقال: أدركتني رحمتها فبكيت۔

(طبقات ۱/۱۱۷)

جب عمرہ حدیبیہ کو جاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الابواء سے گزرے تو فرمایا اللہ نے محمدؐ کو اجازت دی ہے کہ اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کریں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والدہ ماجدہ کے مزار کے پاس آئے اُس کی درستی کرائی، اُس کے پاس بیٹھ کر روئے اور آپ کو روتا دیکھ کر دوسرے مسلمان بھی رونے لگے جب حضورؐ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: مجھے ماں کی شفقت محسوس ہوئی اس لیے میں رویا۔

حضرت حمزہؓ کے مزار پر حضرت فاطمہؓ جاتی تھیں اور اُس کی درستی کراتی تھیں لہ كانت فاطمة تأتي قبره وترمه وتصلحه (طبقات ۳/۱۱)

حضرت عثمان بن مظعونؓ مدینہ میں وفات پانے والے پہلے صحابی تھے اُن کی قبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر رکھا تھا اور علامت کے لیے: وعنده شيء مرتفع كأنه علم (اور اس کے پاس کوئی اونچی سی چیز تھی جیسے جھنڈا ہو۔ (۳/۳۹۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے سے قبل ہی البراء بن معرور انصاریؓ کی

لہ [illegible]

وفات ہو گئی تھی۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو سب سے پہلے اصحاب کو ساتھ لے کر ان کی
قبر پر گئے، صف باندھ کر بیٹھے اور فرمایا: اللهم اغفر له وارحمه وارض عنه وقد فعلت
(۳/۲۰۰) مسلمان اموات کو ایصالِ ثواب کے لیے جمع ہونا بھی اسی ذیل میں آتا ہے۔
یہ سب باتیں اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین کے عہد کی ہیں جسے
خیر القرون کہا جاتا ہے اگر یہ سخت گیر فتوے ہی اصل شریعت ہیں تو سابقین کا ایمان اور اعمال
سب مشکوک ہو جاتے ہیں۔

قبر پر چادر چڑھانے کو بھی حرام اور ناجائز بتایا جاتا ہے۔ ابراہیم النخعی کی روایت ہے کہ :

أنّ النبي عليه السلام مدّ على قبر سعد ثوبًا أو مُدَّ وهو شاهد۔ (طبقات ۳/۴۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کی قبر پر کپڑا پھیلایا یا کسی اور نے پھیلایا آپ دیکھتے رہے۔

یہ صحیح ہے کہ چادر چڑھانا ضروریاتِ دین میں سے نہیں ہے، مگر اسے حرام کہنا بھی ضرورت سے
زیادہ سختی ہے۔

حضرت عباد بن عبداللہ الزبیرؓ کی روایت ہے :

سددنا على قبر عائشة ثوبًا وخفنا حين بدأ فيه خرق ودفناها ليلًا بعد الوتر في شهر رمضان (طبقات ۸/۷۸)

ہم نے حضرت عائشہؓ کی قبر پر کپڑا پھیلایا اور اسے جھکا شامیں اٹھائیں جن میں سوراخ تھے انھیں رات کو وتر کے بعد ماہِ رمضان میں دفن کیا

حضرت محمد بن المنکدرؒ کی روایت ہے کہ حضرت زینب بنت جحشؓ کا انتقال ہوا تو گرمی کا
موسم تھا، ان کی قبر تیار کی جا رہی تھی۔ حضرت عمرؓ نے وہاں شامیانہ لگوا دیا (۸/۱۱۲)۔ پھر حضرت
عثمان کی خلافت کے زمانے میں، الحکم بن ابی العاصؓ کا انتقال ہوا تو حضرت عثمانؓ نے بھی شامیانہ
لگوایا، اس پر لوگوں نے چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔ حضرت عثمانؓ نے کہا: لوگ شر کی طرف
کتنی جلدی لپکتے ہیں اور ایک دوسرے کی نقل کرنے لگتے ہیں۔ کیا تمہیں معلوم ہے عمر بن
الخطابؓ نے زینب بنت جحشؓ کی قبر پر شامیانہ لگوایا تھا، لوگوں نے کہا: جی ہاں، حضرت عثمانؓ نے کہا:
کیا اس وقت کسی نے اعتراض کیا تھا؟ لوگوں نے کہا وہ نہیں۔

یہ دونوں شامیانے اس غرض سے لگائے گئے تھے کہ قبر تیار کرنے والوں کو دھوپ کی شدت اور دھوپ سے بچائیں۔ اگر اسی غرض سے مزار پر فاتحہ پڑھنے والوں کے لیے کوئی سایہ کر دیا جائے تو اُس میں کیا قباحت ہے؟

حضرت زینب بنت جحش کی قبر پر چادر بھی چڑھائی گئی اُس وقت حضرت عمرؓ اور دوسرے اکابر صحابہ قبر کے کنارے کھڑے ہوئے تھے (الطبقات ۸/۱۱۳)

بعض بزرگوں کے مزار کو غسل دیا جاتا ہے اس کی قرونِ اولیٰ میں بھی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو

أمر رسولُ الله بحجر فوُضع عند قبره ورُشّ عليه الماء (طبقات ۱/۱۴۴)[1] | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کی قبر پر پتھر رکھا جائے اور اُس پر پانی بھی چھڑکا گیا۔

مکے اور مدینے کی رسم تدفین میں فرق تھا۔ أهل مكة يشقون وأهل المدينة يلحدون (۲/۲۹۵) ابو طلحہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد تیار کی، اور دفن کے بعد قبر پر اینٹیں رکھی گئیں۔ حضرت علی بن حسینؓ سے روایت ہے: نُصب على اللحد واللبن نصبا (۲/۳۰۰) ابن جاشی کا قول ہے کہ قبر کے اندر ایک سرخ چادر قطيفة حمراء (۲/۲۹۹) بچھائی گئی جو آپ پہنا کرتے تھے۔ حضرت حسنؓ کی روایت ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

افرشُوا لي قطيفتي في لحدي فإن الأرض لم تُسلَّط على أجساد الأنبياء (۲/۳۰۰) میری لحد میں چادر بچھا دینا، زمین انبیاء کے جسموں کے اوپر غالب نہیں آتی ہے۔ دفن کے بعد قبر مبارک پر پانی چھڑکا گیا (۲/۳۰۶) مرقد مبارک اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی قبریں بھی زمین سے قدرے اونچی بنائی گئیں: جُعل على قبره شيءٌ مرتفعٌ من الأرض حتى يُعرف [illegible] (۲/۳۰۷) آج جنت المعلیٰ (مکہ) اور جنت البقیع (مدینہ) میں بیشتر قبریں زمین کے برابر کر دی گئی ہیں۔ اوپر سرخ کنکریاں ڈالی گئیں اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے عہد میں مرمت بھی کی گئی۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے ایک جبّہ نکالا اور کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ ہے جسے آپ پہنا کرتے تھے، آپ کے انتقال کے بعد یہ حضرت عائشہؓ کے پاس رہا۔ حضرت عائشہؓ کی وفات ہوئی تو میں نے اُسے اپنے قبضے میں لے لیا۔ جب کوئی مریض ہوتا تھا

[1] طبقات ابن سعد اردو صفحہ ۲۰۲ مطبوعہ [illegible] جلد ۲

تو ہم اس کا دھوون مریضوں کو پلاتے تھے (طبقات ۱/۴۸۰) آپ کا لباس اور حضرمی چادر بھی مدت تک محفوظ رہی جسے خلفاء عیدین کے دن پہنا کرتے تھے (۱/۴۵۰) حضرت انسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک محفوظ رکھے تھے (۱/۴۸۰) یہ سنہ ۱۰۰ھ یعنی تقریباً سو برس بعد بھی فاطمہ بنت عبداللہ بن عیاشؓ کے پاس محفوظ تھے (۱/۴۰۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس تھا جسے اپنے ہاتھ میں لے کر وہ جمعہ اور عیدین کے خطبے پڑھتے تھے (۱/۴۰۹)

یہ اعتراض بہت عام اور فرسودہ ہے کہ صدر اسلام میں نہ تصوف تھا نہ صوفی تھے۔ اس کے جواب میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ یہاں صرف ایک حوالہ ہی کافی ہوگا۔ حضرت مالک بن انسؒ کی روایت ہے :

كان زياد (بن زياد) مولى ابن عياش رجلاً عابداً معتزلاً لا يزال يكون وحده يذكر الله وكانت فيه لكنة وكان يلبس الصوف ولا يأكل اللحم

(۵/۳۰۵)

زیاد بن ابی زیاد مولیٰ ابن عیاش عبادت گزار خلوت نشین اور تنہائی میں اللہ کا ذکر کرنے والے شخص تھے اُن کی زبان میں لکنت تھی۔ صوف کا لباس پہنتے تھے اور گوشت نہیں کھاتے تھے۔

۲

حضرت حاجی امداد اللہ فاروقی مہاجر مکی قدس اللہ سرہ العزیز کی ذات منبع برکات اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی اُن کی مبارک زندگی کا مطالعہ کیجیے تو معلوم ہوگا کہ وہ پارس کے پتھر کی سی تاثیر رکھتے تھے، جسے اُن کی خدمت نصیب ہوگئی وہی کندن بن گیا اُن کی ذات سے چشتی صابری امدادی سلسلۂ طریقت کا فیضان ہندوستان سے باہر حجاز، ترکی اور شمالی افریقہ تک پہنچا۔ برصغیر پاک و ہند میں سیکڑوں مشائخ اور علما کو اُن سے روحانی فیض حاصل ہوا۔ اُن باکمال خلفا اور مسترشدین نے علوم ظاہری اور تربیت باطنی دونوں میدانوں میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

نسب اور خاندان

حضرت حاجی صاحب کا آبائی وطن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر (اتر پردیش) ہے، اُن کے والد ماجد کا اسم گرامی حافظ محمد امین تھا، والدہ ماجدہ حضرت بی بی حسینی (متوفی ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء) بنت شیخ علی محمد صدیقی تھیں جو قصبہ نانوتہ (ضلع سہارنپور) سے تعلق رکھتی تھیں۔

حاجی صاحب کا نسب ددھیال کی طرف سے امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور ننھیال کی جانب سے خلیفہ اول امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔[1]

ولادت

حضرت حاجی صاحب چہار شنبہ ۲۲ صفر المظفر ۱۲۳۳ھ/۱ دسمبر ۱۸۱۷ء کو اپنے ننھیال (نانوتہ) میں پیدا ہوئے۔[2] والد ماجد نے اپنے تیسرے فرزند کا نام امداد حسین رکھا تھا۔

---

[1] امداد المشتاق (مرتبہ) [illegible]

[illegible]

[2] حیات امداد [illegible]

بعد کو حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ نواسۂ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (ف ۱۲۶۲ھ/۱۸۴۶ء)
نے تبدیل کرکے امداد اللہ تجویز کیا۔ ظفر احمد آپ کا تاریخی نام ہے جس سے ۱۲۳۳ھ برآمد ہوتے ہیں۔
حاجی صاحبؒ کے دو بڑے بھائی ذوالفقار علی اور فدا حسین تھے، ایک بھائی بہادر علی
اور ایک ہمشیرہ وزیر النساء اُن سے چھوٹی تھیں۔

تعلیم

ابھی آپ سات سال کے تھے کہ والدہ محترمہ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا (۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء)
انھوں نے انتقال کے وقت وصیت کی تھی کہ اس تیسرے بچے پر سختی اور ڈانٹ ڈپٹ
نہ کی جائے، پڑھنے کے لیے بھی مارا نہ جائے۔ اُن کی وصیت کا پاس کرتے ہوئے کسی نے
حضرت کی تعلیم کے لیے زیادہ سختی نہیں کی۔ آپ نے عربی فارسی کی ابتدائی درسی کتابیں اپنے وطن
میں ہی پڑھیں، پھر قرآن شریف حفظ کیا، اور کچھ درسی کتابیں پڑھیں، مگر تعلیم ادھوری رہ گئی اس
لیے کہ خدا کو اُن کی ذات میں علمِ لدنی کا جمال دکھانا تھا۔ آپ نے مثنوی مولانا روم کا درس حضرت
مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ کے نواسے اور شاگرد شاہ عبدالرزاق جھنجھانویؒ (متوفی ربیع الاول ۱۲۹۲ھ
اپریل ۱۸۷۵ء) سے لیا، پھر خود حاجی صاحبؒ نے مدت العمر طلبہ کو مثنوی مولانا روم کا درس دیا
اور اُس کی شرح میں ایسے ایسے نکتے بیان فرماتے تھے جو ایک صاحبِ حال کی زبان سے نکل
سکتے ہیں۔ اُن کی لکھی ہوئی شرح مثنوی مطبع [illegible] کانپور سے چھپی بھی تھی۔ مولانا اشرف علی
تھانویؒ نے اپنی شرح "کلید مثنوی" میں جابجا حاجی صاحبؒ کے بیان کردہ نکات درج کر دیے ہیں۔
اپنی تعلیم کے بارے میں خود فرماتے تھے: "بھائی ہم نے ایک باب اور دیباچہ گلستاں کا اور
ایک باب بوستاں کا اور کچھ مفید نامہ اور کچھ دستور المبتدی اور چند ورق زلیخا کے پڑھے تھے اور
حصن حصین مولوی قلندر سے پڑھی بعد میں شوق ورد و وظائف کا ہوا۔"
قرآن شریف کا استظہار کرنے میں بھی کچھ رکاوٹ آتی رہی اور اس کی تکمیل ۱۲۵۸ھ/۱۸۴۲ء
میں ہو سکی۔[1] ۱۲۶۱ھ/۱۸۴۴ء [illegible] کسی زمانے میں آپ مولوی [illegible] (نزہۃ الخواطر [illegible] ص ۸۰۔ [illegible] ۱۸۵۱ء)

[1] امداد المشتاق میں لکھا ہے: "ہم پہلے [illegible] گئے کہ نوبت تکمیل حفظ کی نہ پہنچی [illegible] (۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء) [illegible] اس کی تکمیل ہو گئی۔" (ص ۹)
اور [illegible] حاشیہ [illegible] ہے [illegible] سکتے ہیں۔
[illegible]

[illegible]

کے ہمراہ دہلی آ گئے اور یہاں بعض اساتذہ سے چند عربی کتابیں پڑھیں۔ رسالہ تکمیل الایمان (مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ) کا درس مولوی رحمت علی تھانوی سے لیا، کچھ دنوں تک مشہور خطاط میر محمد پنجہ کش دہلوی (شہادت ۱۸۵۷ء) سے خوشنویسی بھی سیکھی تھی۔

اٹھارہ اُنیس سال کی عمر میں حدیث شریف کے مطالعے کا ذوق پیدا ہوا تو مشکوٰۃ کا ایک چوتھائی حصہ مولانا محمد قلندرؒ محدث جلال آبادی سے پڑھا۔ ان سے ہی کافیہ کا درس بھی لیا۔ نحو میں بعض حصن حصین اور فقہ اکبر مولانا عبدالرحیم نانوتویؒ سے پڑھیں۔

کتابی علم تو حضرت کا بس اتنا ہی تھا مگر قرآنی آیات، احادیث، مثنوی مولانا روم کے اشعار اور وحدت الوجود کے مسائل کی تشریح نیز سلوک کی اصطلاحوں کی تشریح میں ایسے چٹکلے اور لطیف نکتے بیان فرماتے تھے کہ بڑے بڑے عالموں کو حیرت ہوتی تھی۔ ایک بار مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے سامنے کسی نے کہہ دیا کہ "حاجی صاحب عالم تو نہیں تھے" مولانا نانوتوی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا: "عالم کیا ہوتا ہے؟ وہ عالم گر تھے"۔

حاجی صاحبؒ کا نام ہی سن کر مولانا اشرف علی تھانویؒ وجد میں آ جاتے تھے۔ ایک بار کسی نے پوچھا: "آخر حاجی صاحب کے پاس کیا ہے جو لوگ علماء کو چھوڑ کر ان کی خدمت میں جاتے ہیں"؟ مولانا تھانویؒ نے کہا: "ہمارے پاس الفاظ ہیں اور وہاں معانی ہیں"۔

ابھی آپ کی تعلیم پوری نہ ہوئی تھی کہ طبیعت کا میلان سلوک و تصوف کی طرف ہوا اور آپ نے شاہ نصیر الدین نقشبندیؒ کے ہاتھ پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کر لی۔ انہیں حضرت شاہ محمد آفاق مجددی نقشبندیؒ سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔ وہ حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ کے شاگرد اور داماد تھے۔ شاہ محمد اسحاق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد رشید

راہِ سلوک میں

حاجی صاحبؒ نے شاہ نصیر الدینؒ کی خدمت میں رہ کر کچھ دنوں تک سلسلہ نقشبندیہ کا سلوک طے کیا۔ مگر ابھی روحانی تشنگی باقی تھی اور تکمیل سلوک کا تقاضا طبیعت میں موجود تھا۔ ایک رات کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسالت

٭ سلسلہ نقشبندیہ کے [illegible] تکمیل [illegible] درست نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں پہنچ گئے ہیں، مگر رعب ایسا غالب ہے کہ قدم نہیں اٹھ رہے ہیں۔ اس وقت آپ کے جدِ امجد حافظ بلاقی صاحبؒ تشریف لائے ہیں اور انھوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں پیش کر دیا ہے۔ آں حضرتؐ کے پاس میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ حاضر ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حاجی صاحبؒ کو انھی کے حوالے کر دیا ہے۔

اس وقت تک آپ نے میاں جی نور محمدؒ کو دیکھا بھی نہ تھا، نہ ان کی شخصیت سے کوئی تعارف تھا۔ کئی سال تک اسی کشمکش میں رہے کہ وہ شخصیت کون تھی جس سے بیعت کرنے کا خواب میں اشارہ ملا تھا۔

میاں جی نور محمدؒ کی خدمت میں

جس زمانے میں آپ مولانا محمد قلندرؒ جلال آبادی کی خدمت میں رہا کرتے تھے، انھوں نے ایک دن فرمایا تمھارے قریب ہی موضع لوہاری میں میاں جی نور محمد ہیں، ان سے ملو تو شاید تمھارا مقصود حاصل ہو جائے۔ آپ پیدل ہی لوہاری کی طرف روانہ ہو گئے اور اس مسجد میں پہنچے جہاں میاں جی نور محمدؒ بچوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ جیسے ہی ان کے چہرۂ مبارک پر نظر پڑی آپ کو اپنے خواب کی تعبیر سمجھ میں آ گئی، فوراً ان کے قدموں میں گر پڑے۔ میاں جی نے دونوں ہاتھوں سے آپ کا سر اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا اور بس اتنا کہا: "تمھیں اپنے خواب پر پورا یقین ہے؟"

میاں جی نور محمد جھنجھانہ (ضلع مظفر نگر) میں ۱۲۰۱ھ/ ۱۷۸۶ــ۸۷ء میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ حضرت شاہ عبدالرزاق علوی جھنجھانوی شاہ العالمینؒ (متوفی ۲۳ ذی الحجہ ۹۴۹ھ/ ۲۱ مارچ ۱۵۴۳ء) کی نویں پشت میں ہیں۔ میاں جی کے والد جمال محمد میاں علوی ایک متوسط درجے کے زمیندار تھے۔ میاں جی نے بچپن ہی میں قرآن شریف حفظ کیا۔ آغازِ شباب میں تحصیلِ علم کے لیے دہلی کا سفر کیا۔ مگر اس کا علم نہیں کہ وہاں کون سی کتابیں پڑھیں اور کن علما سے استفادہ کیا۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ اس وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (ف ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۴ء) کی مسند درس آراستہ تھی اور ان کے افادہ علمی کا بہر طرف غلغلہ تھا، آپ بھی ان کے حلقۂ درس میں ضرور حاضر رہے ہوں گے۔

۱؎ ملاحظہ تفصیل: نسیم احمد فریدی، نور محمدی، دستیاب کتب خانہ مدرسہ نور محمدیہ جھنجھانہ

اجازت خلافت مرحمت فرمائی۔

خلافت دیتے ہوئے میاں جی نے (بطور امتحان) پوچھا: "کیا چاہتے ہو؟ تسخیر یا کیمیا؟ جو تمہیں مطلوب ہو وہ دوں" حاجی صاحبؒ یہ سن کر رونے لگے اور عرض کیا: "حضرت میں نے آپ کا دامن دنیا کی طلب میں نہیں، خدا کی تلاش کے لیے تھاما ہے، وہی میرے لیے بس ہے" میاں جی بہت خوش ہوئے، بلند ہمتی کی داد دی اور آپ کے لیے بہت سی دعائیں دیں۔

میاں جی نور محمدؒ کا انتقال چہارشنبہ ۴۔ رمضان ۱۲۵۹ھ/ ۲۶ ستمبر ۱۸۴۳ء کو ہوا۔ ان کے دوسرے ممتاز خلیفہ حضرت حافظ محمد ضامنؒ ہیں جو ۲۴ محرم ۱۲۷۴ھ/ ۱۳ ستمبر ۱۸۵۷ء کو انگریزوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ حکیم ضیاء الدین انصاریؒ ساکن رامپور منیہاران (وفات ۲۶ رمضان ۱۳۱۳ھ/ ۱۲ مارچ ۱۸۹۶ء) مصنف رسالہ "مونس مہجوراں" کو حافظ صاحب سے بھی بیعت و اجازت تھی۔

مرشد کے بعد

میاں جی نور محمدؒ کے انتقال کے بعد آپ پر وحشت کا غلبہ ہوا اور آبادی سے دور ویرانوں میں رہنے لگے پھر زمانہ پنجاب کے جنگلوں میں گزارا جہاں کئی کئی دن کا مسلسل فاقہ بھی ہو جاتا تھا۔ اسی زمانے میں بہت سے اسرار بھی آپ پر مکشوف ہوئے اور بزرگانِ سلسلہ سے بشارتیں بھی ملیں۔ ایک دن آپ نے مراقبے کی حالت میں خواجۂ خواجگان حضرت معین الدین حسن سجزی اجمیریؒ (م ۶۳۳ھ) کو دیکھا کہ فرماتے ہیں: "ہم نے تمہارے ہاتھوں سے زر خیر کا خرچ مقرر کیا ہے" یہ سن کر حاجی صاحبؒ رونے لگے اور عرض کیا کہ "میں نے آپ کے مبارک قدم اس لیے نہیں پکڑے ہیں اور میں اس ذمہ داری کے تحمل کی طاقت بھی نہیں رکھتا، ہاں تو آپ کے معارف کا ایک ذرہ بھی عطا ہو جائے تو وہی کافی ہے" حضرت خواجہؒ نے تسلی دی اور فرمایا کہ تمہاری کوئی دنیوی حاجت بند نہ رہے گی"

اسی دن حاجی صاحب مولانا قطب علی جلال آبادیؒ کی والدہ ماجدہ کی فاتحہ میں تشریف لے گئے تو وہ بہت اخلاق سے پیش آئے اور اپنا خواب بیان کر کے مبارک باد دی جس میں خواجگانِ چشت نے حاجی صاحبؒ کے حق میں ایسی ہی بشارت دی تھی۔

پہلا سفر حج

صحرا نوردی اور جذب کی یہ کیفیت تقریباً چھ ماہ تک طاری رہی۔[۱] ۱۲۶۱ ہجری (۱۸۴۵ء) اس زمانے میں آپ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آں حضرتؐ نے فرمایا: "تم ہمارے پاس آؤ" آنکھ کھلی تو مدینہ طیبہ دل و دماغ پر چھایا ہوا تھا۔ زاد و راہ کی فکر کیے بغیر آپ سفر حجاز پر روانہ ہو گئے۔ ۶ ذی الحجہ ۱۲۶۱ھ / ۶ دسمبر ۱۸۴۵ء کو جمعرات کے دن بندر لیس پر جہاز سے اترے جو بندر جدہ کے پاس واقع ہے یہاں سے سیدھے میدان عرفات کی طرف گئے اور سب ارکان حج ادا کیے۔

ان دنوں مولانا محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مکیؒ اور مولانا سید قدرت اللہ بنارسیؒ بھی مکہ معظمہ میں مقیم تھے۔ ان حضرات سے علمی و روحانی استفادہ کیا۔ مولانا محمد اسحاقؒ نے فرمایا کہ فی الحال مصلحت یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کی زیارت کر کے ہندوستان واپس چلے جاؤ پھر ان شاء اللہ تمام تعلقات قطع کر کے یہاں آؤ گے۔ آپ کو مولانا قدرت اللہ بنارسی نے اپنے چند دوسرے مریدوں کی نگرانی میں مدینہ منورہ کی زیارت کے لیے روانہ کیا۔

مدینہ منورہ میں آپ کی ملاقات شاہ غلام مرتضیٰ جھنجھانوی اور شاہ گل محمد خان رامپوری سے بھی ہوئی۔ اسی سفر میں آپ نے سید زین الدینؒ سے حزب البحر کی اجازت حاصل کی۔ آپ کے نقل کردہ نسخہ حزب البحر پر یہ عبارت درج تھی:

اجازت این حزب البحر از سید زین الدین بن محمد از اولاد حضرت خواجہ ابوالحسن شاذلیؒ بتاریخ ہفدہم ربیع الثانی ۱۲۶۲ھ روز یکشنبہ بمقام مخا رسیدہ گرفتہ شدہ است۔

اس حزب البحر کی اجازت سید زین الدین بن محمد سے جو خواجہ ابوالحسن شاذلیؒ کی اولاد میں ہیں ۱۷ ربیع الثانی ۱۲۶۲ھ روز یکشنبہ کو مخا کے مقام پہ جا کر حاصل کی گئی ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ کے پہلے حج کی تاریخ کے تعین میں خاصا التباس رہا ہے۔ اجازت حزب البحر کی یہ تحریر خود حاجی صاحب کے قلم سے ہے اور تقویم سے بھی ثابت ہے کہ

---

[۱] جذب اور صحرا نوردی کی یہ روایت امداد المشتاق میں درج ہوئی ہے۔ اگر یہ کیفیت بیان ہی نمبر ۲ کے حاشیہ کے بعد پیدا ہوئی تو رمضان ۱۲۶۱ھ سے ربیع الاول ۱۲۶۲ھ تک چھ ماہ کی مدت پوری ہوتی ہے اور ربیع الثانی ۱۲۶۲ھ میں آپ حجاز مقدس میں موجود ہیں جیسا کہ حزب البحر کی اجازت سے ظاہر ہوتا ہے اس لیے یہ خیال ہے کہ سفر حج ۱۲۶۱ھ میں نہیں بلکہ تقریباً ربیع الاول ۱۲۶۲ھ میں ہوا ہوگا۔

۱۸ ربیع الثانی ۱۲۹۰ھ کو اتوار کا دن تھا (مطابق ۱۵ مئی ۱۸۷۳ء) مگر امداد المشتاق میں لکھا ہے کہ ۵ ذی الحجہ ۱۲۹۱ھ کو بندر لیس پر اترے اور سیدھے میدانِ عرفات کی جانب گئے۔

(۱) اگر ذی الحجہ ۱۲۹۱ھ میں حجاز مقدس پہنچے تو ۱۲۹۰ھ میں اجازت حزب البحر کیسے مل گئی؟

(۲) اگر ۱۲۹۰ھ کو صحیح مانا جائے تو آپ ربیع الثانی میں حجاز پہنچ چکے تھے۔ حج اس کے آٹھ ماہ کے بعد ہوا ہوگا۔ یہ آٹھ ماہ آپ نے مکہ معظمہ میں گزارے۔ اندریں صورت یہ صحیح نہیں کہ بندر لیس پر اتر کر سیدھے میدانِ عرفات کی جانب چلے گئے۔

(۳) یہ بھی ممکن ہے کہ ۵ ذی الحجہ ۱۲۸۹ھ/ ۳ دسمبر ۱۸۷۲ء کو آپ بندر لیس پر اترے ہوں اور اس سال کے حج میں شرکت کی ہو، پھر واپسی کے وقت حزب البحر کی اجازت حاصل کی (۱۲۹۰ھ) اسی سال ہندوستان کو واپسی ہوئی اندریں صورت یہ بیان غلط ہو جاتا ہے کہ آپ کی واپسی ۱۲۹۲ھ میں ہوئی۔

چند ممتاز خلفاء

بہر حال یہ ثابت ہے کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے سفر حج سے واپسی کے بعد بیعت لینا شروع کیا۔ اسی زمانے میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (ف ۱۳۲۳ھ) مرید ہوئے اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ ان کے بعد مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (ف ۱۲۹۷ھ) نے بیعت کی۔

دوسرے ممتاز علماء اور صوفیہ اور مشائخ سلسلہ جن کو حاجی صاحبؒ سے بیعت و اجازت کی سعادت نصیب ہوئی اُن کی ایک نہایت سرسری فہرست یہ ہے:[1]

(۱) علامہ مولانا انوار اللہ خاں فضیلت جنگؒ (بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد و [illegible] حیدرآباد)

(۲) مولانا عبدالسمیع بیدل رامپوری (ف ۲ محرم ۱۳۱۸ھ/ یکم مئی ۱۹۰۰ء مدفن میرٹھ)

(۳) مولانا صوفی محمد حسین چشتی الہ آبادیؒ (ف ربیع ۱۳۲۲ھ/ ستمبر ۱۹۰۴ء مدفن اجمیر)

(۴) حضرت صوفی پیر مہر علی شاہ چشتی نظامیؒ (گولڑہ، پاکستان) (ف ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ/ ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء)

(۵) حضرت شاہ محمد سلیمان پھلواروی (پھلواری، بہار) (ف صفر ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء)

---

[1] امداد المشتاق مرتبہ شاہ اشرف علی تھانوی کے مقدمہ میں حاجی صاحب کے ممتاز خلفاء و مجازین کی فہرست دی گئی ہے۔ تحقیق کرنے والوں کے لیے یہ فہرست مفید ہے اس سے رجوع کیا جائے۔

(۲۵) مولانا امیر حمزہ دہلوی (ف ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء)

(۲۶) مولانا فدا الغفار علی بریلوی ف ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء مدفن دیوبند

(۲۷) حاجی عابد حسین دیوبندی ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ/۲۷ نومبر ۱۹۱۲ء

جہاد شاملی میں شرکت

حضرت حاجی صاحبؒ کو ابتدا سے ہی راہِ خدا میں جہاد کرنے کی آرزو تھی۔ یہ اُس زمانے کے حالات اور انگریزوں کے بڑھتے ہوئے ظلم کا اثر تھا کہ دینی غیرت و حمیت رکھنے والے جہاد فی سبیل اللہ کی تمنا کرتے تھے۔ عام مسلمانوں کے دل میں سلگنے والی اس چنگاری کو ایک معمولی سے واقعہ نے شعلہ بنا دیا۔ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ چھاؤنی سے برطانوی سامراج کے خلاف اہلِ ہند کی پہلی جنگِ آزادی کا آغاز ہوا۔ یہ تحریک اتنی منظم نہ تھی جتنی ہونی چاہیے تھی مالی وسائل اور جدید آلاتِ حرب کا فقدان بھی تھا، مگر انگریزوں کے خلاف نفرت کی یہ آگ اچانک اور دور دور تک پھیل گئی۔ میرٹھ سے ملا ہوا ضلع مظفر نگر ہے، وہاں بھی علمِ بغاوت بلند ہوا۔ تھانہ بھون، گنگوہ، شاملی وغیرہ قصبات میں مجاہدوں نے اپنی حکومت قائم کر لی۔

حضرت حاجی صاحبؒ نے شاملی (ضلع مظفر نگر) کے معرکے میں عملی حصہ لیا۔ آپ کو اس وقت تک بندوق چلانے کی مشق بھی نہیں تھی، اُس زمانے کی بندوق بھی خاص وضع کی تھی جسے ٹھونک کر بھرا جاتا تھا حاجی صاحبؒ نے پہلی بار بندوق چلائی تو اس کی آواز سے بیہوشی طاری ہو گئی تھی، مگر جہاد کا جذبہ ایسا قوی تھا کہ آخر تک میدانِ جنگ میں ثابت قدم رہے۔

روپوشی

شاملی کے اس معرکے میں حافظ محمد ضامن تھانوی ۲۴ محرم ۱۲۷۴ھ/۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کو شہید ہوئے[1]۔ ۱۸۵۷ء کی تحریکِ آزادی ناکام ہو گئی اور [illegible] دہلی پر انگریزوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا تو داروگیر کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت حاجی صاحبؒ [illegible]

۱۔ شاملی کے جہاد کی تفصیل تذکرۃ الرشید کی جلد اول میں ملے گی۔

حافظ محمد ضامن شہید کے حالات میں منظوم رسالہ [illegible] حکیم ضیاء الدین [illegible] مولانا نسیم احمد فریدی [illegible] (۱۹۸۵ء)

زمانے میں روپوش ہو گئے۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اپنا نام خورشید حسین رکھ لیا تھا (یہی
کا تاریخی نام بھی ہے) وہ انبالہ، گنگوہ، لاڈوہ، پنجلاسہ وغیرہ مقامات پر چھپ رہے۔ حاجی صاحبؒ
انبالہ، انگہری وغیرہ ہوتے ہوئے پنجلاسہ میں اپنے پیر بھائی راؤ عبداللہ خاں کے ڈیرے میں
جا کر مقیم ہو گئے۔ حاجی صاحب کے وارنٹ جاری ہو چکے تھے، انہیں گرفتار کرانے والے
کے لیے انعام کا اعلان بھی ہو چکا تھا۔ کسی مخبر نے ضلع کلکٹر کو پرچہ دیا کہ حاجی صاحبؒ
راؤ عبداللہ خاںؒ کے اصطبل میں چھپے ہوئے ہیں۔ کلکٹر چند سپاہیوں کو ساتھ لے کر خود
راؤ صاحب کے ڈیرے پر پہنچا۔ راؤ صاحب سمجھ گئے کہ معاملہ نازک ہے، خون خشک ہو گیا
اور اس صدمے سے دل بیٹھ گیا کہ اب حاجی صاحبؒ میرے گھر سے ہتھکڑیاں پہن کر رخصت
ہوں گے۔ مگر انہوں نے خود کو سنبھالا، چونکہ اُس علاقے کے بڑے رئیس اور زمیندار تھے
حکام سے بھی واقفیت رکھتے تھے، انہوں نے کلکٹر کو بڑے تپاک سے بٹھایا اور پوچھا:
کیسے تکلیف کی؟ کلکٹر نے بہانہ بنایا کہ ہم نے سنا تھا آپ کے اصطبل میں ایک بہت اعلیٰ نسل
کا گھوڑا آیا ہے، ہم نے سوچا کہ آپ کو تکلیف دینے کی بجائے ہم خود ہی جا کر دیکھ لیں۔

یہ کہہ کر انگریز کلکٹر نے اصطبل کا رخ کیا۔ حاجی صاحبؒ ایک حجرے میں، جس میں بھس بھرا
ہوا تھا، ایک طرف وضو کر کے چوکی پر بیٹھے چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ کلکٹر نے اسی حجرے
کے پاس جا کر یہ کہتے ہوئے کہ اس پر لات ماری کہ "راؤ صاحب اس میں کیا ہے؟" راؤ صاحب
نے کہا: "اس میں مویشیوں کا چارہ رہتا ہے۔"

اُس نے دیکھا تو چوکی خالی پڑی تھی۔ پوچھا: "یہاں یہ چوکی کیسی ہے؟" کہنے لگے: "نماز
پڑھنے کے لیے ہے" اُس نے پھر کہا: "نماز تو مسجد میں یا گھر میں پڑھی جاتی ہے۔ یہ بھس کی
کوٹھری میں نماز کیسی؟"

راؤ صاحبؒ نے جب دیکھا کہ حاجی صاحبؒ وہاں موجود نہیں ہیں تو ان کی جان میں جان آ چکی
تھی، لہجے میں بھی تیزی پیدا ہو گیا تھا، کہنے لگے: "مسجد میں فرض نمازیں ادا کی جاتی ہیں، نفل نمازیں
خلوت ہی میں پڑھی جاتی ہیں۔" کلکٹر نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی، پھر واپس جاتے ہوئے کہنے لگا: "ہم
اچھے گھوڑوں کی شہرت سن کر آئے تھے مگر کوئی گھوڑا پسند نہ آیا۔ خیر! آپ کا شکریہ۔"

حجاز کو ہجرت اس واقعے کے بعد حاجی صاحبؒ نے سوچا ایسا نہ ہو اُن کی وجہ سے کسی شخص کی قسمت پر آنچ آئے اب وہ پھلاسہ سے نکلے، پنجاب کی درگاہوں میں حاضری دیتے ہوئے پاک پٹن میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ (ت م ۶۶۴ھ) کے دربار میں آئے، یہاں سے سندھ کی درگاہوں کا رخ کیا اور کراچی بندر تک پہنچ گئے، جہاز تیار تھا، اس میں بیٹھ کر مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ (۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء)

مکہ معظمہ میں قیام مکہ معظمہ میں شروع میں چند سال تک جبل صفا پر اسماعیل سیٹھ کے رباط میں ایک خلوت میں معتکف رہے پھر محلہ حارۃ الباب کے ایک مکان میں منتقل ہو گئے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں کبھی شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ (ت ۶۳۸ھ/۱۲۴۰ء) بھی رہ چکے تھے[1]۔

یہ زمانہ سخت عسرت اور عزلت میں گزرا۔ کبھی کبھی صحن حرم میں علماء و شیوخ کے ساتھ صحبت رہتی تھی جن میں شیخ یحییٰ پاشا داغستانی نقشبندی، شیخ قاسمی شاذلی، شیخ ابراہیم رشیدی، شیخ احمد دحلان مکی وغیرہ ممتاز حضرات شامل ہیں۔

عبادات مراقبہ و مجاہدات کے علاوہ حضرت حاجی صاحبؒ کتب تصوف کا بھی برابر مطالعہ کرتے تھے مثنوی مولانا رومؒ سے خصوصی شغف تھا اور اس کا درس بھی دیتے تھے۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے درس مثنوی شریف میں جو نکات زبانی شیخ سے سنے تھے انہیں ان کی تالیف "کلید مثنوی" عبارت ہے۔

انتقال کے بعد آپ کے کچھ تبرکات اور ذخیرہ کتب کا ایک حصہ مدرسہ صولتیہ کے کتب خانے میں محفوظ رہا ہے۔

---

[1] حضرت کے بعض خلفاء نے ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء میں حرم شریف کے قریب محلہ حارۃ الباب میں ایک مکان خریدا، کچھ ترمیم کے بعد حضرت کی خدمت [illegible] اس میں قیام فرمانے کی درخواست کی۔ آپ نے مخلصوں کی دلداری کے لیے اس مکان میں منتقل ہو گئے [illegible] یہ مکان مدرسہ صولتیہ کے نزدیک ہے حاجی صاحب [illegible] کرتے تھے۔ [illegible] نماز کے لیے [illegible] حرم شریف تک جاتے تھے۔

[2] [illegible] (مولانا اشرف علی تھانوی) [illegible]

پھر دن گزرا، رات آئی۔ بعد عشاء سب اخوان اپنے اپنے معمولی اوقات پر حاضر ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نہایت فصیح زبان سے وصیت کو اعادہ فرما کر مستغرق و مشغول بحق ہو گئے۔ بہت دیر کے بعد فرمانے لگے: "اللہ واحد سب کو معلوم ہے" پھر پڑھا، وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پھر مشغول الی اللہ ہو گئے۔

جب وقت وصال قریب پہنچا، ارشاد ہوا: "حسن خاتمہ کے واسطے دعا کرو" مولوی محب الدین صاحب دعا میں مشغول ہوئے اور سب اخوان نہایت تضرع سے آمین کہتے رہے۔ قریب دو بجے رات کے کروٹ بدلی اور پھر چت لیٹ کر جان بحق تسلیم ہوئے۔

تیرھویں ماہ مذکور[1] روز چہارشنبہ ۹ بجے دن کو جنت المعلیٰ میں زینت افروز ہوئے۔

عمر شریف بحساب قمری ۸۴ سال تین ماہ ۲۲ یوم ہوئی۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے خلّہٗ دخل الخُلد سے تاریخ وفات برآمد کی۔ حاجی صاحبؒ نے ترکے میں ایک عصا، تکیے، دو جوڑے سردی کے اور دو گرمی کے سب ملا کر ستر ریال کا سامان چھوڑا تھا جو اس وقت تقریباً ستر روپوں کے برابر ہی تھا۔

۱۔ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۹ء چہارشنبہ

مسلک کی وسعت

حاجی صاحب کے مسلک میں بڑی وسعت تھی۔ سنّتِ نبوی کے اتباع کا تمام عمر اہتمام رہا، مگر عقائد میں کسی پر سخت گیری یا زجر و توبیخ یا استفادہ نہ کرتے تھے، اُس کی اصلاح کے لیے باطن سے توجہ فرماتے تھے۔ ایک شخص آپ سے مرید ہونے کو آیا اور یہ شرط کی کہ ناچ دیکھنے کا مجھے شوق ہے وہ نہیں چھوڑوں گا۔ آپ نے فرمایا: "اچھا، مگر یہ ایک وظیفہ ہے اسے تھوڑا سا روز پڑھ لیا کرنا۔" جب نماز کا وقت آیا تو اُس کے بدن میں خارش شروع ہوئی، وضو کر کے نماز پڑھ لی تو خارش بھی جاتی رہی۔ آخر اُس نے دونوں عہد توڑ دیے یعنی ناچ دیکھنے سے توبہ کر لی اور نماز کا بھی پابند ہو گیا۔[1]

بھوپال کے ایک غیر مقلد (اہلِ حدیث) حج کو گئے تھے۔ اُنھوں نے حاجی صاحبؒ سے بیعت کرنے کی خواہش ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ میں غیر مقلدی نہ چھوڑوں گا۔ حضرتؒ نے فرمایا: "کیا مضائقہ ہے۔ مگر ایک شرط ہماری ہے کہ کسی غیر مقلد سے مسئلہ نہ پوچھنا بلکہ مولوی ایوب سے پوچھنا (جو حنفی تھے)۔" اس کے بعد حضرتؒ نے بیعت فرمایا۔ ایک دو رات کے بعد یا [illegible] یکلخت آمین بالجہر اور رفعِ یدین چھوڑ دیا۔ حضرتؒ کو اطلاع دی گئی تو انھیں بلا کر فرمایا: "اگر تمھاری رائے بدل گئی ہے تو خیر یہ بھی سنت ہے وہ بھی سنت ہے، اور اگر میری وجہ سے چھوڑا ہے تو میں ترکِ سنت کا وبال اپنی گردن پر لینا نہیں چاہتا۔"[2]

ایک بزرگ کے بارے میں عام شہرت تھی کہ وہ نماز نہیں پڑھتے۔ حضرتؒ کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو فرمایا: "جی ہاں وہ یہاں (مکۂ معظمہ میں) بھی آئے تھے، میں نے بھی دیکھا تھا کہ نماز نہیں پڑھتے تھے لیکن باندھے ہوئے نماز کعبہ کو دیکھتے رہتے تھے۔ خدا ہی جانتا ہے کہ کس مقام پہ نماز پڑھتے تھے۔"

یہ جواب حاجی صاحبؒ کے مسلک کی بہترین مثال ہے کہ اُن کے بارے میں راوی کے قول کی تصدیق بھی کر دی، اور خود کو اُن کا مقام دیکھنے سے قاصر بتا دیا، اُس مقام کا کوئی

---

[1] [illegible] ۱۰۶ [2] امداد المشتاق ۳۲۱

تعین نہیں کیا، نہ اُن کے عمل کے بارے میں فقہی مسئلہ بیان کیا۔

حضرت حاجی صاحبؒ نے بارہا فرمایا کہ "فقیر وہ ہے کہ حنفی المذہب صوفی المشرب ہو جو کوئی میرے یاروں میں سے اس سے تجاوز کرے گا میرے رابطے و واسطے سے اُس کو کچھ حصہ نہ ملے گا اور جو کوئی کہ فقیر سے اخلاص رکھتا ہو جس پر لازم ہے کہ صوفی المشرب و حنفی المذہب ہو"

مولانا تھانویؒ نے حاجی صاحبؒ کا ایک ملفوظ نقل کیا کہ "جس قدر نظر وسیع ہوتی جاتی ہے اعتراض کم ہوتا جاتا ہے" (کمالات اشرفیہ)

• حاجی صاحب کے نزدیک اس قدر حسن ظن تھا کہ اتنا کسی کے اندر نہیں دیکھا جن لوگوں کو ہم کافر سمجھتے ہیں حضرت اُن کو "صاحب باطن" فرماتے تھے۔

حاجی صاحبؒ کے پاس ایک شخص کی شکایت کی گئی کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے۔ حضرتؒ نے بے ساختہ فرمایا کہ "اُس پر اس وقت تجلی جلالی غالب تھی"

مولانا ظفر احمد تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اس حکایت میں جو صرف تجلی جلالی کا ذکر ہے اور زناکار کو فعل و ارادہ پر ملامت نہیں تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ شخص خود حضرتؒ کے سامنے حاضر نہ تھا بلکہ دوسروں نے پیٹھ پیچھے اُس کی غیبت کی تھی۔ حضرتؒ نے تجلی جلالی کا ذکر کر کے اپنے کو غیبت سننے سے بچا لیا۔ اور اگر وہ شخص سامنے ہوتا تو حضرتؒ اُس کو ملامت ضرور فرماتے۔

حاجی صاحبؒ فرماتے تھے کہ جب کوئی مدعی تم سے جھگڑا کرے تو سب دلائل و باتیں اُس کے سامنے رکھ کے یہ کہہ کر الگ ہو جاؤ کہ تم حق و باطل کا خود فیصلہ کر لو۔

اس پر مولانا تھانویؒ لکھتے ہیں: "واقعی اس قیل و قال و ردّ و کد میں نفسانیت ضرور کھلتی ہے۔ اور ایک باطل کا رد ہوتا ہے نیک نیتی سے اور حدود کے اندر۔ تو یہ مامور بہ ہے اور ایک ہوتا ہے محض جدال اور بدنیتی سے ایسا مامور بہ نہیں، بلکہ اندیشہ ہے کہ اس پر مواخذہ ہو۔

۱۔ امداد المشتاق ص [illegible]
۲۔ [illegible]
۳۔ [illegible]
۴۔ کمالات اشرفیہ [illegible]

حاجی صاحب کے عقائد

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولوی محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ سب نے اعتراف کیا ہے کہ "کثرتِ معلومات کا نام علم نہیں ہے۔" مولانا نانوتویؒ کہتے تھے کہ لوگ دوسرے کمالات کی وجہ سے حاجی صاحبؒ سے اعتقاد رکھتے ہیں، میں علم کی وجہ سے اُن کا معتقد ہوا ہوں۔ مولانا تھانویؒ نے کہا کہ ہماری معلومات تو زیادہ ہیں، مگر بصیرتِ قلب زیادہ نہیں، اور حاجی صاحبؒ کی معلومات گو قلیل ہیں مگر بصیرتِ قلب بہت زیادہ ہے۔ اس لیے ان کے جتنے علوم ہیں سب صحیح ہیں، وہ ہر معلوم کی حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں اور ہم حقیقت تک نہیں پہنچتے۔"

اسی فرق کو ایک بار یوں بیان فرمایا کہ "ہمارے ذہن میں تو اوّل مقدمات ہیں پھر اُن سے نتیجہ خود نکالتے ہیں جو کبھی صحیح ہوتا ہے اور کبھی غلط۔ اور حاجی صاحب کے قلب میں اوّل نتائجِ صحیح وارد ہوتے ہیں اور مقدمات اُس کے تابع ہوتے ہیں۔" [1]

مگر ان سب اعترافات کے باوجود یہ حضرات بعض فروعی مسائل میں بھی حاجی صاحبؒ کے مسلک سے اتفاق نہ کر سکے، یہ عجب طرح کا تضاد ہے۔ چنانچہ میں بطور مثال یہاں لکھتا ہوں۔

(۱) بعض علماء جو حضرت کے خدام و مریدین میں شامل ہیں، ندائے لغیر اللہ (خدا کے سوا کسی کو پکارنا) کو ناجائز کہتے ہیں جیسے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ، یا غریب نواز، یا بندہ نواز، یا محبوبِ الٰہی وغیرہ کہنا ناجائز ہے۔ حد یہ کہ انہیں "یا رسول اللہ" کہنے پر بھی اعتراض ہے، مگر جس شیخ سے وہ اپنی باطنی نسبت کا رشتہ جوڑتے ہیں اُس کی کہی ہوئی ایک منقبت کے اشعار یہ ہیں:

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا   تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا   آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا
اے شہِ نور محمدؐ وقت ہے امداد کا

یہ منقبت کسی نے حاجی صاحبؒ سے میاں جی نور محمدؒ کو سنوائی تو میاں جیؒ نے فرمایا "خدا اور

[1] معارف امداد ص ۹۰

اُس کے رسولؐ کی صفت و ثنا بیان کرنی چاہیے؟ حاجی صاحب نے عرض کیا: میں
نے بجز خدا و رسول کی مدح نہیں کی ہے۔[1]

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے ایک عربی قصیدے میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اِس طرح پکارا گیا ہے۔

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے کسی نے فتویٰ طلب کیا: یا رسول اللہؐ دور سے یا نزدیک
قبر شریف سے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ مولانا نے جواب دیا: جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب
نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب
علم غیب کے تو خود کفر ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر کلمہ مشابہ بہ کفر ہے۔
(فتاویٰ رشیدیہ طبع دیوبند ۱۹۸۸ء ص ۹۲)

مگر نافع مولیٰ عمر کی روایت ہے:

كان عبد الله بن عمر اذا قدم
من سفر بدأ بقبر النبي صلى الله عليه وسلم
وابي بكر وعمر فيقول:
السلام عليك يا رسول الله
السلام عليك يا ابا بكر
السلام عليك يا ابتاه
(المغنی ۳/۵۰۰)

عبد اللہ بن عمرؓ جب کسی سفر سے واپس آتے تھے
تو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ کی
قبروں پر جاتے تھے اور کہتے تھے:
السلام علیک یا رسول اللہ
السلام علیک یا ابابکر
السلام علیک۔ میرے ابا جان

مولانا گنگوہیؒ سے یہ سوال کیا گیا کہ جو شخص کہ رسوم عرس وغیرہ کو اچھا جانتا ہے اس
کے پیچھے نماز میں کچھ نقصان ہے یا نہیں؟ یا اولیٰ تو ضروری ہے؟ یا یہ کہ ان رسموں کو بُرا جانتا
ہے مگر کرتا ہے اس کے پیچھے نماز میں کچھ نقصان ہے یا نہیں؟
مولانا نے جواب میں فرمایا: ان دونوں کے پیچھے نماز مکروہ ہے مگر اعادہ واجب
نہیں ہے۔ (الفتاویٰ ۱/۴۸)

۱؎ [illegible]

دوسرے سوال کے جواب میں فرمایا: بدعتی کے پیچھے نماز گردو تحریمی ہے (فتاویٰ/۱۰۹)۔
مگر قاتل نے اگر اپنے فعل سے توبہ کر لی ہے تو اُس کے پیچھے نماز درست ہے (فتاویٰ/۳۰۲)

حضرت نافع مولیٰ عمر کی روایت یہ ہے:

قیل لابن عمر زمن ابن الزبیر والخوارج والخشبیة: أتصلی مع هؤلاء، وبعضهم یقتل بعضاً؟ قال فقال: من قال حی علی الصلاة أجبته.....

(الطبقات ۴/۱۶۹)

حضرت ابن عمرؓ سے ابن الزبیرؓ خوارج اور خشبیہ کے زمانے میں پوچھا گیا: کیا آپ ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں جب کہ ان میں سے بعض، بعض کو قتل کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا جو بھی حیّ علی الصلاۃ کہتا ہے میں اُس کو قبول کرتا ہوں۔

مولانا حیدر علی ٹونکی نے کہا ہے کہ ضیافت وجہانی خوشی کے موقع پر درست ہے، غمی کے موقع پر اور دفن میت کے بعد حاضرین کو کھانا کھلانا رسوم و عادات جاہلیت میں سے ہے، اس تقریر کی تائید مولانا گنگوہی نے بھی کی ہے (فتاویٰ/۱۵۰)

ابن سعد کہتا ہے کہ مشہور صحابی عمران بن حصینؓ نے مرتے وقت وصیت فرمائی:

إذا أنا مت فشدوا علی سریری بعمامتی فإذا رجعتم فانحروا وأطعموا.

(الطبقات ۴/۲۹۱)

جب میں مر جاؤں اور جب (مجھے دفن کر کے) لوٹو تو قربانی کرو اور لوگوں کو کھانا کھلانا۔

(۲) بعض علماء نے اپنے مسلک میں اتنی شدت اختیار کی ہے کہ اپنے حلقہ اثر کے لوگوں کو درگاہوں میں فاتحہ خوانی کے لیے جانے سے بھی روکتے ہیں۔ حضرت حاجی صاحبؒ جب تک ہندوستان میں رہے اکثر سفر بھی کرتے رہتے تھے اور اُس کا مقصد اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دینا ہوتا تھا۔ اکثر کلیر شریف میں حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری قدس سرہٗ کے آستانے پر تشریف لے جاتے تھے یا دہلی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ (ف ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ)، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ (ف ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ) خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی (ف ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ) اور دوسرے اکابر اولیاء کے

مزارات پر جاکر روحانی برکتیں حاصل کرتے تھے۔ پانی پت میں حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاءؒ اور اُن کے مرشد حضرت شمس الدین تُرکؒ کی درگاہوں میں اکثر حاضری ہوتی تھی۔ امروہہ میں اپنے سلسلے کے مشائخ حضرت شاہ عضدالدین چشتیؒ (ف ۲۷ رجب ۱۱۸۰ھ/ [illegible] ۱۷۶۶ء) حضرت خواجہ شاہ عبدالہادی چشتیؒ (ف ۳ رمضان ۱۱۹۰ھ/ ۱۸ اکتوبر ۱۷۷۶ء) اور حضرت خواجہ شاہ عبدالباری چشتیؒ (ف ۱۰ شعبان ۱۲۲۶ھ/ ۳۰ اگست ۱۸۱۱ء) کے مزارات پر بھی حاضر ہوئے اور حضرت شاہ عبدالباری کی خانقاہ میں قیام بھی فرمایا۔ حاجی صاحب کے زمانے میں حضرت شاہ عبدالباریؒ کے تیسرے سجادہ نشین حضرت شاہ غلام مصطفےٰ چشتیؒ (ف ۲ جمادی الاولیٰ [illegible]/ ۱۸ نومبر ۱۸۵۵ء) خانقاہ ہادویہ میں رونق افروز تھے۔

زیارتِ قبور کے مسئلے میں مولانا تھانوی لکھتے ہیں "زیارت قبور اولیاء، مطلقاً قبور مسلمین کی زیارت مستحب و مسنون ہے اور اولیاء اللہ کی زیارت میں اور زیادہ برکات ہیں، صرف بعض لوگوں کو اس کے لیے سفر کرنے میں خلجان ہے..... حدیث شدِ رحال مساجد کے ساتھ خاص ہے"۔

(۴) حضرت حاجی صاحب نیاز اور فاتحہ خود بھی کرتے تھے اور عرس کی بعض مجالس میں بھی شرکت فرماتے تھے۔ مولوی قطب علی جلال آبادی کی والدہ ماجدہ کی فاتحہ میں شرکت کا ذکر امداد المشتاق میں بھی موجود ہے۔ ایک بار آپ نے درگاہ شاہ صابر بخش دہلویؒ (واقع صیاد گنج دہلی) کے عرس میں بھی شرکت فرمائی جہاں محفل سماع بھی ہوتی ہے۔

کسی کو مرید کرنے کے بعد، یا مثنوی شریف کا درس ختم ہونے پر آپ کھانا پکوا کر یا شیرینی منگا کر نیاز دیتے تھے اور وہ تبرک حاضرین میں تقسیم فرماتے تھے۔[1]

مولانا تھانوی نے فرمایا، "حضرت حاجی صاحب کے وجدان میں مُردوں کو برابر ثواب پہنچتا ہے، لیکن حضرت مولانا گنگوہی کا گمان اس کے خلاف تھا۔"[2]

---

[1] حضرت حاجی صاحب کو مثنوی سے [illegible] خصوصی شغف تھا [illegible] مثنوی کا درس [illegible] [illegible] حاجی صاحب کے [illegible]

[2] کمالات اشرفیہ ۱۱۱

حضرت حاجی صاحبؒ نے ایصالِ ثواب کے بارے میں - جس کے تقسیم و عدم تقسیم کے باب میں کوئی نصِ قطعی نہیں اور اسی وجہ سے اس میں اختلاف ہوا ہے - یہی فرمایا تھا کہ ہم کو اللہ تعالےٰ سے اُمید یہی ہے کہ جب ہم چند آدمیوں کو ایک عمل کا ثواب پہنچاتے ہیں تو سب کو برابر ہی پہنچتا ہے - اللہ تعالےٰ کے ہاں کچھ کمی تھوڑا ہی ہے ؎ لہ

(۴) محفلِ سماع میں خود حاجی صاحبؒ نے شرکت کی ہو یا نہ کی ہو، مگر ان کے بعض متوسلین مثلاً صوفی محمد حسین الٰہ آبادیؒ، مہر علی شاہ گولڑویؒ، مولانا عبد السمیع بیدلؒ وغیرہ خوب سماع سنتے تھے - حاجی صاحبؒ نے اپنے کسی مرید کو نہ سماع سننے سے روکا نہ اس فعل کی مذمت میں کچھ کہا -

کسی شخص نے حضرت حاجی صاحبؒ کو کچھ اشعار سنانے کی خواہش کا اظہار کیا (اشعار سننے میں تو کوئی قباحت نہ تھی غالباً وہ ساز کے ساتھ سنانا چاہتا ہوگا) حضرتؒ نے حافظ محمد حسین الٰہ آبادی مرحوم کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ میں تو اس فن (موسیقی) سے بالکل بیگانہ ہوں یہ اس سے واقف ہیں، اپنے ہنر کی داد تمہیں اِن سے مل سکتی ہے -

اس روایت میں بھی حضرتؒ کا محتاط رویہ صاف جھلک رہا ہے اُس نے خواہش ظاہر کی تو غنا کے حرام یا حلال ہونے کا کچھ تذکرہ نہیں کیا اور حافظ صاحبؒ کی طرف اس کی رہنمائی کر کے دلداری کا حق بھی ادا کر دیا -

(۵) تبرکات وغیرہ کے بارے میں بھی حاجی صاحبؒ کا عقیدہ مخالفانہ نہیں تھا - مولانا اشرف علی تھانویؒ نے لکھا ہے : "حاجی صاحب کا عقیدہ تھا کہ جائے بزرگاں بجائے بزرگاں" اس سے ظاہر ہے کہ بزرگوں کی خانقاہ، اُن کی مسند، جائے عبادت یا جائے نماز وغیرہ میں بھی انوار و برکات ہوتے ہیں اسی طرح تبرکات مثلاً تسبیح، عصا، خرقہ، پیراہن بھی

لہ آدابُ الملعب لتشفیۃ الاحباب ۴۴

لہ ایک مرتبہ میلاد میں جانا ہوا، وہاں جمعِ کثیر، مسند شیخ و سجادہ حضرت صابر بخشؒ نے [illegible] کو [illegible] مجلس کا [illegible] سواری کو بھیجا جب میں اُن کے مکان پر پہنچا تو دیکھا کہ لوگ بڑی شان و شوکت سے جمع ہیں
(کراماتِ امدادیہ ص ۲۰)

۴

تصانیف | فارسی اور اُردو زبانوں میں، نظم و نثر دونوں میں، حاجی صاحبؒ کی کچھ تصانیف بھی ہیں۔ ان میں سے بیشتر شائع ہو چکی ہیں۔ ان کی مختصر کیفیت یہ ہے:

(۱) ضیاء القلوب: حاجی صاحبؒ نے اپنے خواجہ تاش حافظ محمد ضامن شہیدؒ کے فرزند اور اپنے خلیفہ حکیم حافظ محمد یوسف [illegible] کی فرمائش پر غالباً ۱۲۸۲ھ/ ۶۵-۱۸۶۴ء میں فنِ سلوک کے موضوع پر یہ رسالہ لکھا تھا۔ اس کا عربی میں ترجمہ بھی ہوا تھا جو مولانا حافظ محمد حسین الٰہ آبادی کی طرف سے طبع ہوا۔ (صد فوائد) اسے[1]

ایک خط میں حاجی صاحبؒ نے لکھا ہے:

"مولوی محمد حسین الٰہ آبادی کو تحریر کریں کہ اگر ضیاء القلوب عربی طبع ہوگئی ہو تو بہت جلد مطلع کریں۔ اکثر مشائخِ عرب و شام و استنبول اس کے منتظر ہیں۔ فقیر بھی دیکھ کر خوش ہوگا۔" (مکتوب ۱۱ مشمولہ صد فوائد)

اس کتاب میں خاندانِ چشتیہ صابریہ امدادیہ کے اکثر اذکار و اشغال درج کیے ہیں۔

(۲) ارشادِ مرشد: حاجی صاحبؒ کا یہ مختصر رسالہ اُردو زبان میں تھا۔ اس کا بھی عربی میں ترجمہ ہوا، جسے اشاعت کے لیے مولانا اشرف علی تھانویؒ کے پاس بھیجا گیا تھا (صد فوائد)۔ اس میں ذکر و شغل اور مراقبہ و پاسِ انفاس کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ آخر میں شجرہ ہائے طریقت بھی دیے ہیں۔

(۳) حواشی بر مثنوی مولانا رومؒ: عارفانہ نکات سے بھرپور یہ کتب حاجی صاحبؒ کے عمر بھر کے مطالعۂ مثنوی کا حاصل ہے۔ اس کا دفترِ اول ۱۳۱۳ھ/ ۹۶-۱۸۹۵ء میں مولانا احمد حسن کانپوری کی زیرِ نگرانی مطبع نامی

---

[1] ضیاء القلوب کا ایک قلمی نسخہ جو حاجی صاحب کی حیات ہی میں مولوی عبدالعزیز [illegible] ذخیرے میں ہے (اوراق ۴۹)۔ اس کا ترقیمہ یہ ہے: "تمام شد نسخہ ضیاء القلوب تصنیف حاجی امداد اللہ صاحب [illegible] فقیر محمد عبدالعزیز [illegible] ۱۲۹۳ھ"

کانپور میں طبع ہوا۔ دوسرا دفتر غالباً ۱۳۱۶ھ/۹۸-۱۸۹۹ء میں چھپا۔ دفتر ششم ۱۳۲۱ھ میں طبع ہوا۔ حاجی صاحبؒ کی حیات میں غالباً پہلا اور دوسرا دفتر ہی چھپا تھا۔

(۴) فیصلہ ہفت مسئلہ : اس رسالے میں علمائے احناف کے دو گروہوں (بریلوی دیوبندی) کے درمیان سات بڑے اختلافی مسئلوں کا نہایت اعتدال اور انصاف کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ رسالہ بارہا شائع ہو چکا ہے اور کلیات امدادیہ میں بھی شامل ہے۔ پاکستان کے محکمہ اوقاف نے بھی اس کو وسیع پیمانے پر شائع کیا ہے۔

اس کتاب کے بارے میں مولانا اشرف علی تھانوی نے ایک مجلس میں یہ انکشاف کیا:

"(۱۳- رمضان ۱۳۱۶ھ/۲۴- جنوری ۱۸۹۹ء کو کانپور میں ایک شخص نے مولانا تھانویؒ سے) یہ پوچھا تھا کہ سنا گیا ہے کہ فیصلہ ہفت مسئلہ حضرت حاجی صاحبؒ کا نہیں ہے۔ فرمایا: ہاں اس معنی کر نہیں ہے کہ حضرتؒ نے خود نہیں لکھا۔ عبارت میری ہے اور مضمون حضرتؒ کا۔ حضرتؒ کے حکم سے لکھی گئی اور بعد لکھنے کے سنایا گیا تو فرمایا کہ اس کو میری طرف سے شائع کرو۔ حضرتؒ کے یہاں اسی طرح کتابیں لکھی جاتی تھیں اور آپ کا نام ڈالا جاتا تھا حضرتؒ بوجہ کثرت مشاغل خود نہیں لکھتے تھے۔"[1]

(۵) کلیاتِ امدادیہ : یہ سب رسائل نظم و نثر کا مجموعہ ہے۔ پہلی بار ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۹ء میں شائع ہوا۔ اس میں تحفۃ العشاق، گلزار معرفت، رسالہ دردنامۂ غمناک، جہادِ اکبر اور رسالہ امداد وغیرہ شامل ہیں۔ بعد کو بھی کئی بار شائع ہوا۔

(۶) رسالہ دردنامۂ غمناک : یہ ۱۴۴- اشعار کی ایک مثنوی ہے جس میں جذبۂ عشق اور سوزِ دروں کا بیان ہے۔

(۷) جہادِ اکبر : یہ بھی ایک مثنوی ہے جو کسی نے فارسی زبان میں لکھی تھی۔ حاجی صاحبؒ نے ۱۲۶۸ھ/۵۱-۱۸۵۲ء میں اسے اردو نظم میں منتقل کیا۔ اس کا موضوع مجاہدۂ نفس ہے۔ اس میں (۷۰۹) اشعار ہیں۔

---

[1] مجالس حکمت (مرتبہ حکیم محمد مصطفیٰ بجنوری) امداد المطابع تھانہ بھون ص ۲۵

(۸) **تحفۃ العشاق** : اس مثنوی میں بی بی تحفہ مغنیہ اور حضرت سید ... کی داستان نظم کی ہے۔ اس کی تالیف ۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء-۱۸۶۵ء میں مکہ معظمہ میں ہوئی۔ تعداد اشعار (۱۳۲۲) ہے۔

(۹) **غذائے روح** : یہ بھی ایک منظوم تمثیل ہے۔ اس میں متعدد حکایات تہذیب نفس اور اصلاح اخلاق کے لیے بیان کی گئی ہیں۔ حمد و نعت کے بعد حضرت میاں جی نور محمدؒ کی منقبت اور احوال میں بھی کچھ اشعار نظم کیے ہیں۔ یہ ۱۲۶۴ھ/۱۸۴۸ء کی تالیف ہے۔ کل اشعار (۲۱۵۰) ہیں۔

(۱۰) **گلزارِ معرفت** : اس رسالے میں حاجی صاحبؒ کا منظوم کلام ہے جس میں کچھ نعت و مناجات، چند غزلیں، ایک سہ حرفی اور قادریہ چشتیہ شجرۂ منظوم وغیرہ شامل ہیں۔ اسے حضرتؒ کے ایک مرید نیاز احمد نے مرتب کیا تھا۔

(۱۱) **رسالۂ وحدت الوجود** : امروہہ ضلع مراد آباد کے ایک بزرگ مولوی حمید الدین چشتی صابریؒ نے مسئلہ وحدت الوجود پر حاجی صاحبؒ سے استفسار کیا تھا، اُن کے جواب میں یہ رسالہ لکھا گیا (۲۱۔ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ/۲۔ نومبر ۱۸۸۲ء)

حاجی صاحبؒ کی نسبت باطنی

حاجی صاحبؒ عوام کو اشغال نہیں بتاتے تھے۔ ترک لذات کی تعلیم بھی نہ دیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ خوب کھاؤ پیو اور کام بھی خوب کرو۔ ہم لوگ عاشق احسانی ہیں، جب تک نعمتیں ملتی رہیں محبت رہتی ہے، مشقت اور تکلیف میں وہ حالت نہیں رہتی۔

حاجی صاحبؒ کی نسبت کا خلاصہ یہ تھا کہ باطن میں عشق و سوز ہو اور ظاہر میں اتباع شریعت۔ مگر ظاہری محاسبہ زیادہ نہ کرتے تھے۔ حکمت، موعظت اور باطنی تصرف سے اصلاح فرماتے تھے۔ طالب کو داخل سلسلہ کر کے اصلاح شروع کرتے تھے یہ نہیں تھا کہ پہلے اصلاح اخلاق کریں پھر سلسلۂ طریقت میں داخل کریں۔

(۱) نماز میں وسوسوں کا ہجوم ہو تو فرماتے تھے قلب کو آئینہ جمال الٰہی سمجھ لو کہ سبحان اللہ قلب بھی کیا چیز بنائی ہے کہ اس میں طرح طرح کے وسوسے دریا کے پانی میں خس و خاشاک

کی طرح بہتے چلے آتے ہیں، خیالات اور وسوسوں کی کوئی حد و انتہا نہیں، اِسی طرح
صفاتِ الٰہی کے مراقبے کی کیفیت حاصل ہو جائے گی۔

(۲) ہر کام میں سہولت کو پسند کرتے تھے۔ ایک شخص نے افسوس کا اظہار کیا کہ بیماری
کی وجہ سے حرم میں نماز نہ پڑھ سکا۔ اُس کے جانے کے بعد اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اگر
یہ حالت ہوتا تو اِس پر قلق ظاہر نہ کرتا۔ جس طرح وصول کی ایک صورت یہ ہے کہ حرم میں
نماز پڑھو، یہ بھی ایک صورت ہے کہ خدا سے گھر میں نماز پڑھ کر حرم کو ترستے رہو۔ اِس
لیے عارف کی نظر میں دونوں حالتیں وصول کا سبب ہیں، اور یکساں ہیں۔[1]

(۳) فرماتے تھے کہ رذائلِ نفس کا ازالہ کرنے کی کوشش نہ کرے بلکہ امالہ کرے جو چیزیں
بظاہر مذموم ہیں، کبھی وہ ہر وقت محمود ہو جاتی ہیں۔ مثلاً بخل کو کم کر کے سخاوت پیدا ہو جائے اس
سے بہتر یہ ہے کہ بخل کا امالہ کرکے اُسے اُس کے محل پر کام میں لائے ورنہ بخل نہ ہو تو سارا
دولت رنڈیوں اور بدمعاشوں میں لٹا دے اور مستحقین کا حق مارا جائے، غیر مستحقین کو نہ
دینا بخل ہی کی برکت ہے۔

(۴) لذات کو کم کر دینا ہی زہد کے لیے کافی ہے، ترکِ لذات کی ضرورت نہیں۔
بلا اہتمام جو لذت اور نعمت میسر ہو اُس سے استفادہ کرے، یہ زہد کے منافی نہیں۔
(کہا) جس طرح ٹھنڈا پانی نعمت ہے اِسی طرح پیاس بھی نعمت ہے کیوں کہ اِس سے
اُس نعمت کی قدر ہوتی ہے۔

(۵) فرمایا دنیا کی مثال پرندے کی ہے اور آخرت اس پرندے کا سایہ ہے۔ سایہ
پکڑنے کی کوشش کرو گے تو وہ ہاتھ نہ آئے گا، پرندے کو پکڑ لو تو سایہ خود قابو میں آ جائے گا۔

حاجی صاحبؒ کے منتخب ملفوظات

(۱) ارشاد فرمایا: جس درویش کی طرف بہ نسبت طالبانِ دین کے طالبانِ دنیا کا
ہجوم زیادہ ہو، معلوم ہوتا ہے کہ خود اُس میں ابھی شعبۂ دنیا کا موجود ہے اس لیے ایسے
لوگوں کا اُس کی طرف زیادہ میلان ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: بھائی، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے

۱ معارف امدادیہ ۴۳

ہمارے یہاں تو زیادہ تعداد غرباء اور مساکین اور جھکار اور طالب علموں کی ہے۔ دنیا کے بڑے آدمی ہمارے یہاں کم ہیں۔"

(۲) فرماتے تھے کہ مجھ سے جناب مولانا محمد قاسم صاحبؒ (نانوتوی) نے پوچھا کہ "حضرت میرا ایک جگہ نوکری کا تعلق ہے، اگر ارشاد ہو تو چھوڑ دوں؟" میں نے جواب دیا کہ "مولوی صاحب معلوم ہوتا ہے کہ ابھی طبیعت میں تردد ہے اور یہ دلیل ہے خامی کی، اور ایسی حالت میں تعلق کا ترک کرنا موجب تشویش قلب ہوتا ہے۔ جس وقت پورا توکل پیدا ہو جاوے گا خود بخود طبیعت تعلقات سے ایسی نفور ہوگی کہ کسی کے منع کیے سے بھی آپ نہ مانیں گے!"

(۳) کوئی مرید حاجی صاحبؒ سے عرض کرتا کہ دنیا چھوڑ دوں؟ تو فرماتے تھے کہ اگر دنیا معطل ہے تو خود مت چھوڑو، اللہ کا نام لیے جاؤ، جب اُس کا ظہور ہوگا خود ہی چھڑا دے گا۔

(۴) حضرت سلطان ابراہیم ادہمؒ کے مزار سے متعلق کچھ اوقاف ہیں جن کی آمدنی کثیر ہے۔ اُس کے متولی کا انتقال ہو گیا تھا اور بعض مشائخ نے اُس کو حضرت حاجی صاحبؒ کے لیے اس لیے تجویز کیا کہ متولی خود بھی اپنے مصارف کے لیے اُس سے بطریق شرع لے سکتا ہے اور حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے تو اس سے اطمینان کی ایک صورت پیدا ہو جاوے گی۔ اور حضرت صاحبؒ میں ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اُن کی اولاد میں سے تھے اور انہیں وہاں رہنے کی ضرورت بھی نہیں تھی، کوئی نائب کام کرتا اور احکام یہاں سے پہنچتے رہتے۔ غرض یہ تجویز کر کے حضرت صاحبؒ سے عرض کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: "اولاد میں ہونے کی خصوصیت سے جو میرے لیے تولیت تجویز کی گئی ہے تو حضرت سلطانؒ نے تو سلطنت بلخ پر لات ماری تھی، اگر میں اس دنیا کو اختیار کروں تو اُن کی اولاد خلف کب رہا؟ اور اس خدمت کے لیے خلف ہونا ضروری ہے اور اگر خلف بننا چاہوں تو اُن کا اقتداء کرنا ضرور ہے۔"

(۵) مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ بانی مدرسہ صولتیہ کو جب حضرت سلطان المعظم عبدالحمید خان والیٔ ترکی نے بلایا تو اس درجہ اکرام کیا کہ کسی بادشاہ کا بھی اتنا اعزاز نہ ہوتا تھا، جب مولوی صاحب سلطان کے یہاں سے لوٹ کر مکہ معظمہ تشریف لائے تو ملاقات کے وقت حضرت حاجی صاحبؒ

دل میں ہے وہ خدا کے سوا ہے) اگر نفی کا منشا ہوتا تو یہ کبھی سوال نہ کرتی۔

(۹) ایک بار حضرتؒ یہ بیان فرما رہے تھے کہ بلا بھی نعمت ہے اور حاضرین پر خاص اثر تھا اتنے میں ایک شخص آیا جس کا ایک ہاتھ گل رہا تھا اور سخت تکلیف تھی۔ عرض کیا کہ حضرت سخت مصیبت میں گرفتار ہوں، ایک سال ہوا ایک شخص نے لڑائی میں دانت سے کاٹ لیا تھا اس کا زہر پھیل گیا۔ للہ دعا کیجیے کہ اس سے نجات ہو۔ اس وقت مولانا اشرف علی تھانویؒ حاضر تھے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے وسوسہ پیدا ہوا کہ اس وقت حضرت کیا کریں گے، اگر دعا کی تو اس بیان کے موافق اس دعا کے معنی یہ ہوں گے کہ اس نعمت کو زائل کر دیجیے کیونکہ بلا بھی نعمت ہوتی ہے اور اگر دعا نہ کی تو ایک اُمیدوار کا نا امید کرنا ہے۔ پھر یہ کہ شیخ جامع کو درجۂ حال پر نزول کرنا چاہیے کہ اس کو اپنے درجے پر لانے کا تکلف کرے۔ غرض میں اسی الجھن میں تھا کہ حضرتؒ نے فرمایا: بھائیو اس کے لیے دعا کرو اور ہاتھ اٹھا کر پکار کر دعا کی جس کا مضمون دعا یہ تھا کہ یا الٰہی ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ بلا بھی نعمت ہے، مگر ہم اپنے ضعف سے اس نعمت کا تحمل نہیں کر سکتے، اس لیے التجا ہے کہ آپ اس نعمت کو مبدل بہ نعمت صحت فرما دیجیے۔ میں اس مضمون کو سن کر دنگ رہ گیا کہ ان حضرات کو کون بتا دیتا ہے خود قلب سے انوار علوم و معارف جوش زن ہوتی ہیں۔

(۱۰) کسی شخص نے حضرتؒ کی طرف سے جعلی خط بنا کر کسی امیر سے کچھ روپیہ وصول کر لیا تھا۔ کسی نے حضرتؒ سے مشورۃً عرض کیا کہ ایسے شخص کو تنبیہ ہونا چاہیے۔ حضرتؒ نے ارشاد فرمایا: "بھائی مجھ سے دین کا نفع تو کسی کو ہوا نہیں اگر میرے ذریعے سے ہی دنیا ہی کی کچھ حاصل ہو جاوے تو مجھ کو حق تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ اس میں بھی خلل کروں اور اس سے بھی نہ بچا کروں۔"

اشاعتِ علوم سے دلچسپی

حاجی صاحبؒ نے خود بھی تصنیف و تالیف کا کام کیا، اگرچہ انھیں اپنے باطنی مشاغل سے اس کے لیے زیادہ وقت نہ ملتا تھا۔ انھوں نے دوسروں سے بھی بہت سے علمی کام لیے اور فرمائش کر کے بعض کتابیں لکھوائیں۔ اُن کی فرمائش سے سر سید احمد خاں مرحوم نے بھی ایک رسالے کا اردو میں ترجمہ کیا تھا

شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کی کتاب "فصوص الحکم" کا ایک ترجمہ دیوبند میں حاجی صاحبؒ کی فرمائش سے ہوا تھا۔ اسی طرح انھوں نے شیخ نجیب الدین سہروردیؒ کی کتاب "آداب المریدین" کا اُردو ترجمہ کرنے کی فرمائش مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ سے کی۔ یہ شائع بھی ہوا تھا۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ کو اُن کے مکہ معظمہ میں قیام کے زمانے میں احمد بن عطاء اللہ اسکندری کی تصنیف "التنویر" کا اُردو ترجمہ "اکسیر فی اثبات التقدیر" ۱۳۱۲ھ میں کرنے پر مامور فرمایا۔ قطب الدین دمشقیؒ (ف ...ھ) کی تالیف "رسالہ مکیہ"[1] کا ترجمہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے کرایا جو امداد السلوک کے نام سے چھپا۔

کتاب اکمال الشیم کا اُردو ترجمہ بھی حاجی صاحبؒ کی فرمائش سے ہوا تھا[2]۔

مولانا انوار اللہ خاں فضیلت جنگؒ کی کتاب "انوار احمدی" کا نام حاجی صاحبؒ نے ہی تجویز کیا تھا[3] اور مولانا انوار اللہ خاں کو یہ مشورہ بھی دیا کہ وہ اس کا ایک باب "لمعۃ الانوار" کے نام سے علیحدہ کتابی صورت میں طبع کرائیں۔

اس کے علاوہ دینی مدارس کے قیام میں وہ بہت دل چسپی لیتے تھے۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ، دار العلوم دیوبند، جامعہ قاسمیہ مراد آباد جیسے مدارس کی خود بھی کچھ نہ کچھ مالی امداد فرماتے تھے اور اپنے مخلصین سے بھی اُن کو عطیات دلواتے تھے۔

---

[1] رسالہ مکیہ کا ترجمہ موسوم بہ امداد السلوک مولوی محمد یحییٰ کاندھلوی نے بلالی پریس ساڈھورہ سے ...ھ میں شائع کیا تھا۔ اس کے دیباچے سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ محمد ضامن شہیدؒ نے اس کی فرمائش کی تھی۔

[2] یہ شیخ علاء الدین اسکندری (ف ...ھ) کی کتاب "حکم العطائیہ" کا اُردو ترجمہ ہے۔ اس کو مولانا علی متقی برہان پوری [illegible] (ف ...ھ) نے ابواب میں مرتب کر کے "تبویب الحکم" نام رکھا تھا۔ حاجی صاحب کی فرمائش پر مولوی خلیل احمد سہارنپوری (ف ...ھ) نے اُردو میں ترجمہ کیا۔ حاجی صاحبؒ نے اس کا نام "اکمال الشیم" تجویز کیا۔ مولانا محمد حبیب اللہ گنگوہی (ف ...ھ) نے اُردو ترجمے کو بعض مقامات پر سہل بنایا اور پھر [illegible] "اکمال الشیم" کے نام سے شائع کیا گیا۔ [illegible] یہ کتاب بطور نصاب پڑھائی جاتی تھی۔ اس کا تیسرا ایڈیشن ...ھ میں دہلی سے چھپا تھا۔ ہمارے سامنے اس کا ادارہ اسلامیات لاہور کا شائع کردہ اپریل ۱۹۸۲ء کا ایڈیشن ہے۔

[3] مترجم مولوی انوار اللہ صاحب حیدرآبادی [illegible] صاحب [illegible] جو کہ فقیر کے [illegible] ہیں۔ [illegible] ایک بڑی کتاب مسمیٰ بہ "انوار احمدی" [illegible] تالیف کی ہے۔ فقیر نے [illegible] اس کا [illegible] کی زبانی۔ [illegible] کتاب [illegible] ایک جمعہ [illegible] نہایت مفید [illegible] مولانا اشرف علی تھانوی [illegible]

۵

حالات و ملفوظات کے مصادر

حاجی صاحبؒ کے حالات و ملفوظات زیادہ تر مولانا اشرف علی تھانویؒ کی بدولت ہم تک پہنچے ہیں۔ اس سلسلے میں مندرجۂ ذیل کتابیں بنیادی مآخذ کی حیثیت رکھتی ہیں:

(۱) امداد المشتاق : مرتبہ مولانا اشرف علی تھانویؒ

حاجی صاحبؒ کے حالات، کرامات، ملفوظات، مکتوبات وغیرہ کا مجموعہ۔ اس کا نیا ایڈیشن راقم الحروف کے ایک طویل مقدمے کے ساتھ ۱۹۸۰ء میں دہلی سے شائع ہو چکا ہے۔

(۲) مرقوماتِ امدادیہ[1] : حاجی صاحبؒ کے مکتوبات کا یہ مجموعہ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں مولانا وحید الدین رامپوری نے ترتیب دیا تھا۔ فارسی خطوط کا اردو ترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کے پروفیسر عبدالباری صاحب نے کیا۔ اس پر کچھ حواشی مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اور کچھ مولانا وحید الدین کے فرزند مولوی سعید الدین رامپوری (ف ۱۹۲۹ء) نے لکھے۔ اسے امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق کے ساتھ شامل کیا گیا تھا۔ راقم الحروف نے ایک طویل مقدمہ کا اضافہ کر کے اس کا نیا ایڈیشن ۱۹۸۰ء میں دہلی سے شائع کیا۔

(۳) کمالاتِ امدادیہ : مرتبہ مولانا اشرف علی تھانویؒ

اس مختصر رسالے میں مولانا تھانویؒ نے حاجی صاحبؒ کے حالات و روحانی کمالات کا بیان کیا ہے۔ کئی بار شائع ہو چکا ہے۔

(۴) کراماتِ امدادیہ : مرتبہ مولانا اشرف علی تھانویؒ

اس میں حاجی صاحبؒ کے بعض واقعات اور کرامات کا بیان ہوا ہے۔ البتہ اس میں

---

[1] اس کے علاوہ حاجی صاحبؒ کے خطوط متفرق کتب و رسائل میں بھی بکھرے ہوئے ہیں۔ مثلاً: تبرکات رزینہ [illegible] (کانپور ۱۹۰۰ء) میں ایک خط، مکتوبات [illegible] مرتبہ عاشق الٰہی میرٹھی (میرٹھ [illegible]) میں [illegible] خطوط شامل ہیں۔ مولوی [illegible] نے [illegible] شائع کرائے تھے۔ ایک خط [illegible] میں ۱۹۰۰ء میں چھپا۔ وغیرہ

[illegible] ایک مستقل کتاب کی صورت میں خطوط کے عکس کے ساتھ شائع ہوا ہے۔

مولانا تھانوی نے کرامت سے متعلق مسائل پر کچھ ضروری باتیں لکھی ہیں۔ پھر حاجی صاحبؒ کی کرامتوں کا بیان ہے جن کے راویوں میں حافظ عبدالقادر تھانوی، قاری احمد مکی، شاہ ۱۳۸ محمد حسین الہ آبادی، حکیم مقبول احمد، مولوی نظام الدین کیرانوی، مولانا محمد منیر نانوتوی، مولوی محمد علی کانپوری، عبدالغنی بہاری، وغیرہ شامل ہیں۔ بعض روایات شمائم امدادیہ سے لی ہیں پھر ضمیمہ کرامات امدادیہ میں مولانا گنگوہیؒ کی بیان کردہ روایات ہیں۔ یہ کتاب کئی بار طبع ہوئی ہے ہمارے سامنے کتب خانہ ہادی دیوبند کا ایڈیشن ہے۔

(۵) مکتوبات امدادیہ مع صد فوائد : مرتبہ مولانا اشرف علی تھانویؒ

یہ (۵۰) خطوط کا مجموعہ مولانا تھانویؒ نے مرتب کیا اور اس پر توضیحی حاشیے وضاحت کے لیے لکھے تھے۔ کئی بار شائع ہو چکی ہے۔

(۶) شمائم امدادیہ : یہ نفحات کریہ من ماثر امدادیہ (فارسی) کا اردو ترجمہ ہے۔ جو حاجی محمد مرتضیٰ خاں قنوجی کی تالیف ہے۔ اس کے حصہ اول میں سات نفحات (ابواب) ہیں اور حاجی صاحبؒ کا ایک خط بنام مولوی عبدالعزیز امروہوی بھی شامل کر دیا گیا ہے جو مسئلہ وحدت الوجود سے متعلق ہے۔ یہ کئی بار شائع ہوئی ہے ہمارے سامنے کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ مغربی پاکستان کا ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء کا ایڈیشن ہے۔

(۷) امداد الصادقین : مرتبہ مولوی صادق الیقین ساکن کرسی (۱۸۹۴ء)

اس میں حاجی صاحبؒ کے ملفوظات بزبان فارسی جمع کیے گئے تھے۔ ان کا ترجمہ شمائم امدادیہ کے آخر میں شامل کیا گیا (۱۳۱۴ھ/۹۷-۱۸۹۶ء) اور اُسے شمائم امدادیہ حصہ دوم کہا گیا ہے۔ اس کے بعد بعض خطوط نو شتہ مولانا اشرف علی تھانویؒ بھی شامل ہیں۔

(۸) مجموعہ ملفوظات : مرتبہ مولانا احمد حسن کانپوری

یہ ملفوظات مولانا احمد حسن کانپوری نے جمع کیے تھے ان کا ترجمہ شمائم امدادیہ میں بطور حصہ سوم شامل کر دیا گیا (۱۳۱۴ھ/۹۷-۱۸۹۶ء)

(۹) معارف امدادیہ : مرتبہ محمد اقبال قریشی شائع کردہ

لاہور

۱۹۸۲ء

اس میں مولانا تھانوی کے ملفوظات اور مواعظ کے مختلف مجموعوں سے حاجی صاحبؒ کے ملفوظات کا انتخاب کیا گیا ہے۔

(۱۰) حیاتِ امدادیہ : پروفیسر محمد انوار الحسن انور (مدینہ پبلشرز کراچی ۱۹۶۵ء)

یہ حاجی صاحبؒ کی سوانح عمری اور ان کی تصانیف کے تعارف پر مشتمل ہے۔ بعض غیر ضروری مباحث بھی اس میں آگئے ہیں۔ بظاہر مصنف نے کسی نئے ماخذ سے استفادہ نہیں کیا۔

نوادرِ امدادیہ کے مکتوب الیہم

اس مجموعے میں حضرت حاجی صاحبؒ کے ۴ خطوط شامل ہیں، یہ تین حضرات کے نام لکھے گئے ہیں:

(۱) مولانا عبدالسمیعؒ بیدلؔ ؎
(۲) شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ
(۳) مولانا خلیل احمد انبیٹھوی
(۴) نذیر احمد خاں

ان مکتوب الیہم میں فی الحال نذیر احمد خاں کے بارے میں معلومات فراہم نہ ہو سکیں۔ باقی مذکورہ حضرات کا کچھ حال علیحدہ لکھنا ضروری نہیں، مناسب ہوگا کہ صرف مولانا بیدلؒ کے بارے میں کچھ باتیں یہاں درج کر دی جائیں۔

(۱) مولانا عبدالسمیع بیدلؒ رامپوری

مولانا عبدالسمیعؒ بیدلؔ جن کی تالیف انوارِ ساطعہ مشہور رہی ہے، رامپور منہیاران (ضلع سہارنپور) کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد حکیم محمد یوسف انصاری تھے۔ بیدلؔ کی تعلیم نجی طور پر ہوئی، کچھ استفادہ مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ سے بھی کیا۔ ۱۲۷۰ھ (۵۴-۱۸۵۳ء) میں مزید تعلیم کے لیے دہلی گئے اور مولانا امام بخش صہبائیؔ سے فارسی پڑھی، عربی کا درس مفتی صدرالدین آزردہؔ سے لیا۔ اسی زمانے میں شاعری کا ذوق ہوا اور میرزا غالبؔ کی شاگردی اختیار کی۔ (رازِ سخن کے دیباچے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غالب سے تلمذ کا علاقہ ۱۲۷۰ھ/۵۴-۱۸۵۳ء میں قائم ہوا۔

حصولِ تعلیم کے بعد ۱۳۰۸ھ (۹۱-۱۸۹۰ء) میں میرٹھ کی ضلع سہارنپور میں ایک رئیس کے بیٹے ناہر سنگھ کی تعلیم و تربیت پر مقرر ہوئے۔ وہ ان کی بزرگی اور سیرت کی خوبیوں سے اتنا متاثر ہوا کہ ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ خلیل الرحمٰن نام رکھا گیا۔ بیدلؔ دہلی

؎ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے۔ مالک رام : تلامذۂ غالب ص ۵۳ – ۵۸
محمد ایوب قادری : غالب اور عصرِ غالب ۱۲۵ – ۱۲۹
سالنامہ صدق (دہلی یونیورسٹی) غالب نمبر حصہ اول ۱۹۶۰ء
؍ : حیاتِ بشیر ۴۹ – ۵۰

خلیل الرحمٰن ہیں جو علوم دینیہ کے ماہر ہوئے، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے ہاتھ پر بیعت کی، خلافت و اجازت پائی۔ یہ ہجرت کر کے مکہ معظمہ میں مقیم ہو گئے تھے وہیں انتقال ہوا اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔ مالک رام صاحب نے کہا ہے:

"مولوی عبدالسمیع سڑکی سے نکلے تو اپنے وطن پہنچے۔ حسن اتفاق سے انہیں ایام میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ہندستان آئے ہوئے تھے۔ اپنی تعلیم و تربیت اور افتادِ طبع کے زیر اثر عبدالسمیع ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حاجی صاحب نے ان کے علم و تقویٰ سے متاثر ہو کر انہیں اپنے حلقۂ ارادت میں شامل کر لیا۔
روایت ہے کہ عبدالسمیع صاحب نے موصوف کی بیعت قصبہ جھنجھانہ (ضلع مظفرنگر) میں اسی درخت کے نیچے کی تھی جہاں کسی زمانے میں خود حاجی صاحب نے اپنے پیر طریقت حضرت میاں نور محمد جھنجھانوی کی بیعت کی تھی۔"[1]

اس بیان میں یہ بات صحیح نہیں کہ "حسن اتفاق سے" حاجی صاحب ہندستان آئے ہوئے تھے، وہ یہاں سے ہجرت کر کے گئے تو کبھی واپس نہیں آئے، مولانا عبدالسمیع نے ان کی ہجرت سے قبل بیعت کی ہوگی۔ حاجی صاحب خط و کتابت کے ذریعے غائبانہ بیعت بھی قبول فرما لیا کرتے تھے۔ یہ واقعہ پہلے سفر حج کے بعد کا ہو سکتا ہے۔

لال کرتی میرٹھ کے ایک ممتاز رئیس شیخ الٰہی بخش (ف ۲۱ مئی ۱۸۸۲ء) کے اولاد نہیں تھی، اپنے بھتیجوں کی تعلیم و تربیت کے لیے انہوں نے مولانا عبدالسمیع کو طلب کیا اور نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے پاس رکھا۔ کوٹھی کے احاطے میں ہی ایک وسیع مسجد ہے اسی سے متصل حجرے میں مولانا عبدالسمیع رہتے تھے اور شیخ عبدالکریم کے بیٹوں شیخ غلام محی الدین، خان بہادر وحید الدین، خان بہادر بشیر الدین کو تعلیم دیتے تھے۔

مولانا بیدل ۴۴ سال تک خان بہادر کی کوٹھی (لال کرتی میرٹھ) میں مقیم رہے وہیں سہ شنبہ یکم محرم ۱۳۱۸ھ / یکم مئی ۱۹۰۰ء کو انتقال فرمایا اور خان بہادر کے خاندانی قبرستان میں مدفون ہوئے۔[2]

---

[1] گنجینۂ غالب (دسمبر ۱۹۹۹ء) ص ۵۸-۶۰

[2] محمد ایوب قادری مرحوم نے مولانا امداد صابری کی تالیف "سیرت ساقی سلسلۂ آزاد رازیہ کے حقائق" (دہلی ۱۹۸۵ء) کا جو اقتباس دیا ہے اس میں تاریخ وفات یکم ربیع الاول ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ء بحوالہ "قبر" بتائی ہے۔ مگر اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے۔

ان کی اولاد میں صرف ایک صاحبزادے حکیم محمد میاں تھے انھوں نے حکیم عبدالمجید خاں (فرزند حکیم محمود خاں) سے علم طب سیکھا تھا میرٹھ میں مطب کرتے تھے وہیں ۲۰ محرم ۱۳۵۹ھ ۱۲ (فروری ۱۹۴۰ء) کو انتقال ہوا اور اپنے والد کے پہلو میں آسودہ ہوئے۔

مولانا عبدالسمیع بیدل کی بارہ تصنیفات کی فہرست مالک رام صاحب نے دی ہے:

(۱) دافع الاوہام فی محفل خیر الانام (لکھنؤ ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء) محفل میلاد کی تائید میں ہے

(۲) انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ (میرٹھ ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵-۸۴ء) [1]

(۳) راحۃ القلوب فی مولد المحبوب (دہلی ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء)

(۴) بہار جنت (میلاد شریف) (کانپور ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳-۹۲ء)

(۵) سلسبیل فی مولد ہادی السبیل (میرٹھ ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵-۹۴ء) [2]

(۶) نور ایمان (نعتیہ کلام) (میرٹھ ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵-۹۴ء)

(۷) حمد باری (دہلی ۱۹۱۲ء - بارہا چھپی ہے) بچوں کے لیے نصابی کتاب ہے

(۸) راز نہاں (مجموعہ کلام) (میرٹھ ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۷-۹۶ء) [3]

(۹) جوہر لطیف (نعتیہ مثنوی) (میرٹھ ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء)

(۱۰) فیضان قدسی (فضائل آیۃ الکرسی) (دہلی ۱۹۲۶ء)

(۱۱) وسیلۂ مغفرت (مجموعہ ادعیہ) نماز کی تعلیم اور ماثور دعاؤں پر مشتمل ہے

(۱۲) مظہر الحق (اس کی تفصیل معلوم نہ ہو سکی)

مولانا بیدل کا بیشتر کلام اور بعض دوسری تالیفات ضائع ہو گئیں۔

انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ

مولانا عبدالسمیع بیدل کی تصانیف میں یہ کتاب علمی اور دینی اعتبار سے بہت اہم ہے۔

---

[1] خلاصہ اور اس میں شامل فتاوی کا تعلق اسی کتاب سے ہے اس کی تفصیل ہم نے علیحدہ پیش کی ہے۔

[2] ہمارے مصنفات کا سلسلہ [illegible] کئی بار شائع ہوا۔ ہمارے ذخیرہ میں جو قدیم ایڈیشن ہے [illegible]

[3] [illegible] کا رسالہ جس میں [illegible] (۱۹۳۹ء) میں چھپا تھا۔ عبدالسمیع بیدل کا مجموعہ کلام [illegible] شائع ہوا تھا۔

فوائد امدادیہ میں شامل خطوط کا پس منظر سمجھنے کے لیے اس کتاب کا تعارف کسی قدر تفصیل سے کرانا ضروری ہے۔

۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء میں دیوبند، گنگوہ، سہارنپور وغیرہ کے بعض علماء کی طرف سے یکے بعد دیگرے دو فتوے شائع ہوئے۔ مولانا بیدل نے ان فتووں کی تردید میں یہ کتاب لکھی۔ انوارِ ساطعہ کے مقدمے میں وہ لکھتے ہیں:

> "۱۳۰۲ھ میں دہلی کے تین علماے غیر مقلد اور علماے دیو بند و گنگوہ و سہارنپور کی حسنِ توجہ سے اور مطبع ہاشمی میرٹھ کی سعی سے ایک فتویٰ چار ورق پر چھپ کر اکثر اطراف میں تشہیر کیا گیا۔ اس کی لوح سرنوشت یہ تھی: "فتویٰ مولود و عرس وغیرہ"۔ خلاصہ مضمون اس کا یہ ہے کہ محفل مولد شریف ... بدعت ضلالت اور اسی طرح اموات کی فاتحہ مروجہ جو ہندوستان میں رائج ہے یہ سب حرام اور رسم بد اور معصیت ہے۔
>
> کچھ دن اس پر نہ گزرے کہ دوسرا فتویٰ چار ورق کا اسی مطبع ہاشمی میں چھپ کر مشتہر ہوا۔ اس کا نام لوح پر یہ لکھا: "فتویٰ میلاد شریف یعنی مولود مع دیگر فتاویٰ"۔
>
> اس فتوے میں زیادہ تر مذمت میلاد شریف کی ہے اور وہ چو ورقہ جو پہلے چھپا تھا پھر دوبارہ اس میں چھپا۔ مجھ سے بعض اخوانِ طریقت نے بہ تاکید تمام یہ فرمائش کی کہ اس فتوے کے سبب بچے دل کے آدمی تشکیکات میں پڑ جاتے ہیں اور معاندین اس فتوے کو جا بجا دکھاتے ہیں، ادھر اس فتوے کو پڑھ پڑھ کر اپنے مسلمان بھائیوں کو بے ہودگی سے چڑاتے ہیں اور فتنے کی آگ جو اس قسم کی تحریکات نفسانی سے بھڑکتی ہے بھڑکاتے ہیں۔ اب تم کو چاہیے کہ تم خبر لو اور ایک قولِ حق افراط و تفریط سے خالی اس باب میں لکھ دو، ورنہ عوام بچارے گرداب ضلالت میں ڈوب جائیں گے اور پھر کبھی ساحلِ ہدایت کی ان کو ہوا نہ پائیں گے۔ تب حضرت ملہم الصدق والصواب نے جس کے

قبضۂ قدرت میں بنی آدم کا دل ہے، میرے دل میں یہ ڈال دیا کہ بالفعل اس مقدمے میں ایک حکم فیصل لکھنا چاہیئے اور عوام کو تشکیکات رد و جدال میں نہ رکھنا چاہیئے۔ تب میں نے یہ رسالہ لکھا اور نام اس کا "انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ" رکھا۔"

مولانا بیدلؒ کی اس کتاب پر جن علماء نے تصدیق و تائید میں دستخط کیے یا تقریظیں لکھیں ان کے نام یہ ہیں :

(۱) مولانا مفتی لطف اللہ علی گڑھیؒ (ف ۱۹۱۶ء)
(۲) مولانا فیض الحسن سہارنپوری (ف ۱۸۸۷ء)
(۳) مولانا غلام دستگیر قصوریؒ (ف ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء)
(۴) مولانا ارشاد حسین رامپوریؒ (ف ۱۸۹۳ء)
(۵) مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ (ف ۱۹۲۱ء)
(۶) مولانا عبدالقادر بدایونیؒ (ف ۱۹۰۱ء)
(۷) مولانا وکیل احمد سکندر پوریؒ (ف ۱۳۲۲ھ)
(۸) مولانا محمد فاروق چڑیاکوٹیؒ (ف ۱۹۰۸ء)
(۹) مولانا عبدالحق حقانیؒ (ف ۱۹۱۷ء)

کتاب کے آخر میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور حضرت مولانا محمد عصمت اللہ محمد حنفیؒ کی تصدیق و تائید بھی شامل ہے۔

براہین قاطعہ انوار ساطعہ کا دوسرا ایڈیشن ۱۳۰۷ھ/۸۹-۱۸۹۰ء میں شائع ہوا تھا کہ اس کے رد میں کتاب "البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ" مولانا خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے شائع ہوئی۔ یہ دراصل مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے لکھی تھی اور مولانا خلیل احمد کے نام سے چھپی۔

اس کا پورا نام "البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ الملقب بالدلائل الواضحہ علی کراہۃ المروج من المولود والفاتحہ" ہے۔ بڑے سائز کے ۲۰۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب

مولوی محمد یحییٰ کاندھلوی تاجر کتب گنگوہ ضلع سہارن پور نے مولانا رشید احمد گنگوہی کی فرمائش سے بلالی اسٹیم پریس ساڈھورہ میں ۱۳۰۳ھ میں چھپوائی۔ اس کا لب و لہجہ ابتداء سے ہی تلخ اور جارحانہ ہے۔ چند فقرے ملاحظہ ہوں:

"اس سنہ تیرہ سو تین (۱۳۰۳ھ) ہجری کے ماہ شعبان میں ایک کتاب مسمّٰی بہ انوار ساطعہ کہ فی الواقع وہ ظلمات باطلہ ہے، اس احقر کی نظر سے گزری کہ اس کے مؤلف نے صراحۃً علمائے ربانیین اور اولیائے مقبولین پر طعن و تشنیع کر کے خود "من عادیٰ لی ولیاً فقد اٰذنتہ بالحرب" کا مصداق ہوا ہے۔ اور علاوہ ازیں کہ وہ خود علم و فہم سے بالکل عاری، جہل مرکب کا مبتلا ہے، نہ مسائل کی مراد سے واقف ہوا، نہ مجیب کے جواب کو سمجھا... باوصف اس زعم و تجبر و ناز اپنے علم کے، کہ جہل مرکب ہے، اپنے نام کو سترِ اخفا میں مکنون کیا ہے[1]۔ چونکہ مؤلف بہیچ مدان فخراً اس تالیف کو بہ زعم خود بے مثل تصور کر کے... واہ چاہتا ہے۔ برین فہم و دانش و علم چند جہلاء کی تحسین پر اپنے جامے میں نہیں سماتا۔ مؤلف اس کا مولوی عبد السمیع رامپوری ہے جو میرٹھ میں برمکان شیخ الٰہی بخش مرحوم رہتا ہے۔"

مولانا عبد السمیع بیدل کی تائید میں حضرت حاجی صاحب کی یہ تحریر بھی ملاحظہ طلب ہے۔

کلمات طیبات مرشدنا ہادی دوران حضرت مرشدی و مولائی الشیخ المشتہر بالالسنۃ والافواہ۔

الحافظ الحاج المہاجر مولانا شاہ امداد اللہ شیخ المشائخ المسلمین بامعہم و ارشادہم

بعد حمد و صلوٰۃ فقیر حقیر امداد اللہ عرض می نماید کہ دریں وا چیزے کیفیت اعتقاد مذہب و مشرب خود کہ جامع شریعت و طریقت می دانم برقلم آوردن مناسب شد۔

باید دانست و بغور باید شنید کہ فقیر قدیمی مذہب حنفی و مشرب صوفی است اگرچہ دعویٰ خود کامل نباشد مگر خود را حنفی مذہب و صوفی مشرب میگوید و می شمارد۔ زیرا کہ فقیر را از علماء

---

[1] بعد میں مصنف کی وضاحت سے صاحب کی ہی ذات سے جنگ کرنے کی اجازت دینا ہیں تھا بعد کتابوں میں لکھا گیا ہے۔ لہٰذا انوار ساطعہ کے پہلے ایڈیشن پر مصنف کا نام درج چھپا ہے۔

عقل و نقل محقق و معلوم شده که هر قدر که فہم معانی قرآنی و ادراکِ حقائق و معارف کلام الٰہی
جل شانہ و فہم و ادراک حدیثِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم این دو گروہ یعنی علمائے مجتہدین حنفیہ و
محققان و مشائخ صوفیہ را حاصل و نصیب است دیگران این درجہ ندارند کہ از یک مسئلہ مسائل
کثیرہ استخراج کردہ اند و پشت و پناہ دینِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم گشتہ اند رضوان اللہ علیہم
اجمعین۔ لہٰذا فقیر بدل معتقد ہر دو فریقِ موصوف گشتہ مذہب و مشرب ایشان اختیار کردہ است
و فوائد بسیار ظاہری و باطنی حاصل کردہ است و می کند و ھو الموفق و بہ نستعین۔

پس معتقد و مختار فقیر آنست کہ در آن مسئلہ کہ این ہر دو فریق متفق اند یعنی احناف و
صوفیہ فقیر بے تکرار و بحث قبول نمودہ بران کاربند مشغول شدہ در آن مسئلہ کہ فی مابین
را اختلاف واقع شدہ در آن مسئلہ دیدہ خواہد شد کہ اگر آن اختلاف در حقائق و معارف و
توحید است رجوع بہ صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالےٰ کردہ خواہد شد زیرا کہ این گروہ محقق و اہلِ
کشف ہستند و فریقِ ثانی نظر و فکر عقلی را دخل می دہند و اگر اختلاف در مسائلِ عبادات و معاملات
است در آن نیز غور کردہ خواہد شد پس اگر آن اختلاف در مسائلِ اعمالِ جوارح تعلق دارد
بالہام مذہب حنفی رجوع کردہ آید و اگر اختلاف در اعمالِ قلبی است رجوع بہ صوفیہ
خواہد شد۔ (دستور العمل حضور پرنور ۱۳۰۶ھ)[1]

(ترجمہ)

حمد و صلوٰۃ کے بعد فقیر حقیر امداد اللہ عرض کرتا ہے کہ اس زمانے میں اپنے مذہب و
مشرب کے بارے میں جسے شریعت و طریقت کا جامع جانتا ہوں کچھ کہنا مناسب معلوم ہوا۔
جاننا چاہیے اور غور سے سننا چاہیے کہ فقیر حنفی مذہب اور صوفی مشرب ہونے کا مدعی
ہے، خواہ اپنے دعوے میں کامل نہ ہو مگر خود کو حنفی مذہب و صوفی مشرب کہلواتا ہے اور ایسا
ہی کہتا ہے اس لیے کہ فقیر کو عقل و نقل سے یہ بخوبی معلوم ہوا ہے کہ معانی قرآنی کا جیسا فہم
اور کلام الٰہی کے حقائق و معارف کا ادراک اور حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھ ان دو
فریقوں یعنی حنفی علمائے مجتہدین اور محققین مشائخ صوفیہ کو حاصل اور نصیب ہے دوسروں کو

[1] مسعود احمد، مظہر دہلی (بیت ۱۳۰۳ھ) ص ۲۳۴ - ۲۳۵

یہ وجہ نہیں ہے کہ ایک مسئلے سے بہت سے مسائل نکالے ہیں اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پشت و پناہ بن گئے ہیں۔ اللہ اُن سب سے راضی ہو۔

لہٰذا فقیر ان ہر دو فریق کا دل سے معتقد ہے اور ان کا مذہب و مشرب اختیار کیا ہے اور بہت سے ظاہری و باطنی فوائد پائے ہیں اور پا رہا ہے۔ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اسی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔[لہ]

لہٰذا فقیر کا عقیدہ اور مذہب مختار یہ ہے کہ جن مسائل میں یہ دونوں فریق متفق ہیں۔ یعنی علمائے احناف و صوفیہ — فقیر بحث و تکرار کے بغیر اُن پر کاربند ہوتا ہے اور جس مسئلے میں ان دونوں فریقوں کا اختلاف واقع ہو تو اُس مسئلہ میں یہ دیکھا جائے گا کہ اگر وہ اختلاف حقائق و معارف و توحید میں ہے تو صوفیۂ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے گا کیوں کہ گروہ اہل تحقیق اور اہل کشف کا ہے اور فریق ثانی (علماء) عقلی دلیلوں کو دخل دیتے ہیں اور اگر اختلاف عبادات و معاملات کے مسائل میں ہے تو اس میں بھی غور کیا جائے گا۔ اگر وہ اختلاف اُن اعمال سے تعلق رکھتا ہے جو اعضاء و جوارح سے سرزد ہوتے ہیں تو علمائے احناف کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اگر اختلاف اعمال قلبی میں ہے تو صوفیہ کی طرف رجوع ہوگا۔ (۱۳۰۶ھ)

رسالہ انوار ساطعہ پر اپنی تقریظ میں مجاہد جلیل حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی (مہتمم مدرسہ صولتیہ، حارۃ الباب کے متصل) نے لکھا تھا:

لہ حاجی صاحب نے مولانا رشید احمد گنگوہی کو اپنے مکتوب [illegible] میں تحریر کی تھا۔
... فقیر کو یہ ہے کہ سب برکات و حسنات واقعی اور اعمال کو نتیجہ حسنات و برکات و موافق شریعت و اتباع سنت جانتا ہے اور [illegible] مخلص و صادق یقین کرتا ہے [illegible] اس بات کو بہت [illegible] رہتا ہے، بلکہ اگر دنیا میں کوئی [illegible] ہے تو یہی ہے کہ چند مسائل میں آپ کی رائے [illegible] زمانہ کے خلاف ہے۔ فقیر کو خلاف ماسبق کا [illegible] اختلاف امت مرحومہ کے لئے رحمت ہے [illegible] متقدمین و متاخرین [illegible] اختلاف ماسبق تھا [illegible] خلاف مصلحت [illegible] وقت تشویش پیدا ہو گئیں۔ [illegible] دشمن کو اپنے [illegible] مطلب کا موقع ملا اور مسلمانوں کو [illegible] فقیر کے نزدیک یہی مصلحت و نیک صلاح ہے کہ [illegible]
[illegible] (مکتوبات [illegible])

٭ اس رسالے کو میں نے اوّل سے آخر تک اچھی طرح سنا۔ اسلوب عجیب اور طرز غریب
بہت ہی پسند آیا۔ اگر اس کے وصف میں کچھ لکھوں تو لوگ اُسے مبالغے پر حمل کریں گے۔ اس
لیے اس کو چھوڑ کر دعا پر اکتفا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس کے مصنف کو اجر جمیل اور ثواب
جزیل عطا فرماوے اور اس رسالے سے منکروں کے تعصب بے جا کو توڑ کے ان کو راہ
راست پر لاوے اور مصنف کے علم اور فیض اور تندرستی میں برکت بخشے اور میرے
اساتذۂ کرام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کے باب میں قدیم سے یہی تھا... سچ بات ظاہر کرتا ہوں
کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ ع : برین زیستم ہم برین بگذرم
... انعقاد مجلسِ میلاد بہ شرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے ... بے ہودہ نہ ہو بلکہ روایات
صحیحہ کے موافق ذکر ... صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جاوے اور بعد اس کے ... اس میں کچھ حرج
نہیں، بلکہ اس زمانے میں جو ... میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین کی مذمت کرتے
ہیں اور دوسری طرف سے آریہ لوگ جو — خدا اُن کو ہدایت کرے — پادریوں کی طرح
بلکہ ان سے زیادہ شور مچا رہے ہیں ایسی محفل کا انعقاد اُن شروط کے ساتھ جو میں نے
اوپر ذکر کیں، اس وقت میں فرض کفایہ ہے میں مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کے کہتا
ہوں کہ ایسی مجلس کے کرنے سے نہ رکیں اور اقوال بیجا منکروں کی طرف جو تعصب
سے بکتے ہیں ہرگز التفات نہ کریں۔ اور تعیینِ یوم میں اگر یہ عقیدہ نہ ہو کہ اس دن کے
سوا اور دن جائز نہیں تو کچھ بھی حرج نہیں اور جواز اس کا بخوبی ثابت ہے اور قیام
وقتِ ذکرِ میلاد کے چند سو برس سے جمہور علمائے صالحین نے متکلمین اور صوفیا اور
علمائے محدثین نے جائز رکھا ہے اور صاحبِ رسالہ نے اچھی طرح ان امور کو ظاہر کیا
ہے۔ اور تعجب ہے ان منکروں سے ایسے بڑے کہ خاکبانی مغربی کے مقلد ہو کر جمہور
سلف صالح کو متکلمین اور محدثین اور صوفیہ کے ایک ہی لڑی میں پرو دیا اور ان کو ضالّ
مُضل بتلایا اور نہ ڈرے کہ اس میں ان لوگوں کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے مثل
حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ اور انہی کے صاحبزادے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے
صاحبزادے شاہ رفیع الدین دہلویؒ اور ان کے بھائی شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اور ان کے

ہمارے حضرت مولانا محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ اسرارہم، سب کے سب انہیں ضال مضل میں
داخل ہوتے جاتے ہیں۔ اُف ایسی تیزی پر کہ جس کے موافق جمہور متکلمین اور محدثین و صوفیہ
سے حرمین اور مصر اور شام اور یمن اور اور دیار عجم میں لاکھوں گمراہی میں ہوں اور یہ
حضرات چند ہدایت پر۔ یا اللہ ہمیں اور ان کو ہدایت کر اور سیدھے رستے پر چلا۔ آمین ثم آمین۔

اور وہ جو بعضے میری طرف نسبت کرتے ہیں کہ ڈر کے خوف سے تقیہ کے طور پر
سکوت کرتا ہوں اور ظاہر نہیں کرتا، بالکل جھوٹ ہے اور ان کا قول مغالطہ دہی ہے۔
میں بہ حلف کہتا ہوں کہ میں نے کبھی حضرت سلطان کے سامنے، جو میرے نزدیک خلاف
واقع ہو، ان کی عنایت یا اُن کے وزراء و امراء کی رعایت سے کبھی نہیں کہا بلکہ صاف
صاف دونوں دفعہ میں، جو میں بلایا گیا ہوں کہتا رہا ہوں اور کبھی خیال نہیں کیا کہ حضرت
سلطان المعظم یا اُن کے وزراء و امراء ناراض ہوں گے اور میرا جھگڑا اور گفتگو جو خان زوری پاشا تھا
کہ بڑے بادشاہ ہیبت اور زبردست تھے اور اپنے حکم کی مخالفت کو بدترین امور کا سمجھتے تھے
میری گفتگو سخت جو مجلس عام میں آئی تمام حجاز والے خاص کر حرمین کے بڑے چھوٹے
سب کے سب بخوبی جانتے ہیں، بلکہ اگر میں تقیہ کرتا تو ان حضرات منکرین کے خوف سے
تقیہ کرتا، بلکہ یقین ہے کہ جب ان کے ہاتھ سے امام سبکیؒ اور جلال الدین سیوطیؒ اور ابن حجرؒ
اور ہزارہا علماء تقویٰ شعار خاص کر ان کے استادوں اور پیروں میں شاہ ولی اللہ وغیرہ
قدس اللہ اسرارہم۔ نہ چھوٹے تو میں غریب دان کے سلسلہ استادوں میں شامل ہوں اور
سلسلہ پیروں میں، کس طرح چھوٹوں گا؟ یہ تو ہر طرح سے تفسیق اور بلکہ تکفیر میں قصور
نہ کریں گے۔ پس میں اُن کی ان حرکات سے نہیں ڈرتا اور جو میرے ان اقوال کی تائید اور
سند مؤلف رسالہ نے جابجا تحریر فرمائی ہے اسی پر اکتفا کرتا ہوں واللہ اعلم وعلمہ اتم۔
خطہ المذنب بقلمہ وقالہ بفمہ الراجی رحمۃ ربہ المنان محمد رحمۃ اللہ
ابن خلیل الرحمٰن غفر لہما اللہ المنان۔

محمد رحمت اللہ ۱۲۵۲ محمد

انوارِ ساطعہ کے مضامین کی تائید میں حاجی صاحبؒ نے متعدد خطوط میں مولانا عبدالسمیع بیدلؒ کو واضح الفاظ میں لکھا ہے۔ مثلاً :

(۱) "میں خود مولود شریف پڑھواتا ہوں اور قیام کرتا ہوں اور ایک روز میرا حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا۔ بعد دیر کے مجھ کو ہوش آیا تب بیٹھا۔"

(بنام مولوی عبدالسمیع بیدلؒ ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۰۳ھ بحوالہ انوارِ ساطعہ ص ۳۲۰)

(۲) "انوارِ ساطعہ را از اول تا آخر شنیدم و بہ غور و تدبر نظر کردم۔ ہر تحقیق را موافق مذہب و مشرب خود و بزرگان خود یافتم۔"

(بنام مولوی عبدالسمیعؒ بیدل مکتوب ۱۱ رجب ۱۳۰۳ھ انوارِ ساطعہ ص ۳۲۰)

(۳) فی الحقیقت نفس مطلب کتاب انوارِ ساطعہ موافق مذہب و مشرب فقیر و بزرگان فقیر است۔ خوب نوشتید۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ما و شما و جمیع مومنان را در ذوق و شوق و محبت خود و رشتہ حسن خاتمہ نصیب کند۔ آمین

(بنام مولوی عبدالسمیعؒ بیدل مکتوب ۲۰ شوال ۱۳۰۳ھ بحوالہ انوارِ ساطعہ ص ۳۲۰)

(۴) "انوارِ ساطعہ کے اکثر مسائل میں فقیر دل سے متفق ہوا تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت التجا و دعا کی یا اللہ اگر یہ ان مسائل میں صراطِ مستقیم پر ہوں اور حق بجانب ہوں تو اس کتاب کو مقبول علمائے دیار و امصار و اہل اسلام کر۔ چنانچہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا کہ تمام علمائے حرمین شریفین و بلادِ اسلام اس کے مسائل میں متفق ہیں اور خود کتاب کو بہت پسند کرتے ہیں۔" ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ

(بنام مولانا عبدالسمیعؒ بیدل مکتوب ۸ رمضان ۱۳۰۸ھ مطابق اپریل ۱۸۹۱ء)

مَکتوبات

(۱)

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت عزیزم مولوی عبد السمیع صاحب دام محبتہ و معرفتہ باللہ

بعد سلام مسنون و دعاے ترقی درجات عالیات مطالعہ نمایند مکاتبہ عزیزہ مع
پارچہ محل ( ) بعد مدت دو سال رسیدہ مسرور ساخت جزاکم اللہ خیر الجزاء
اللہ تعالےٰ آن عزیز را با ذوق شوق خود و تعلیم علم و عمل و ہدایت خلق اللہ سلامت بکند
دارد۔ مارا سال گذشتہ باستماع خبر آمدن میاں حاجی معین الدین صاحب یقین بود کہ
آن عزیز نیز بہ معیت اوشان بیایند چونکہ اوشان تشریف آوردند و با فقیر ملاقی شدند زبانی
شان معلوم شد کہ آن عزیز بروقت روانگی اوشان این طرف بوطن رفتہ بودند خیریت
معلوم شد۔ اللہ تعالےٰ آن عزیز را از فضل خویش سبب سازد کہ حج بیت اللہ و زیارت مدینہ
منورہ میسر آید و باین بہانہ فقیر ہم از ملاقات شما سرور حاصل نماید۔ رسالہ ارشاد مرشد کہ
برائے عزیزان خود نوشتہ بودم بخدمت آن عزیز خواہد رسید درآن اوراد و اشغال معمولہ خود
از نوشتہ ام بفقرہ ( )

بخدمت حافظ عنایت اللہ صاحب و مکرمی حاجی حافظ عبد الکریم صاحب و میاں حاجی
معین الدین صاحب و حاجی عبد اللہ خاں صاحب وغیرہ دیگر دوستاں سلام برسد۔

بحاشیہ:

از مولوی محمد عفی عنہ و ملا عبد اللہ سلام برسد۔ و شاہ مولوی عبد الغنی صاحب مرحوم نقشبندی
بمدینہ منورہ ... انا للہ وانا الیہ راجعون
... حق تعالیٰ ... آمین۔

[illegible]

(۲)

مہر محمد امداد اللہ فاروقی
۱۲۷۹ھ

عزیزی و محبی مولوی عبد السمیع صاحب دام محبتکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بعد دعائے ازدیاد علم و اخلاص مکشوف باد کہ (. . . . . . .) کہ بہ خلیل الرحمن نوشتہ بودید بہ نہایت محظوظ شدم چونکہ آخر کار معاملہ بہ خدائے علیم (. . . . .) لازم کہ از کتاب انوار ساطعہ خود کلامیکہ دران تیز قلمی و غیظ نفسانی شدہ باشد کہ این از طور تحریر اصحاب تحقیق و ارباب تہذیب بعید است بو اسمائے برادران طریقت خود و جملات دیگر کہ از فور نفسانی صادر شدہ باشند اخراج نمایند و مضمونیکہ فیما بینکم و بین اللہ تعالیٰ باخلاص و برائے اظہار امر حق باشد باقی دارند ان شاء اللہ تعالیٰ مقبول خواہد شد و اگر کسے بر تردید آن چیزے نویسد شما در پے تحریر جواب الجواب نشوید چرا کہ قصد شما اظہار حق بود ظاہر شد و بس ( ) نفس مطلب کتاب موافق مذہب و مشرب فقیر و بزرگان فقیر است خوب ( ) خیر الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ما و شما و جمیع مومنان را در ذوق و شوق و محبت خود ( ) آمین

و نام ... ہم ازان علیحدہ کنند کہ ازان نیز اعتراض بر ما می آید فقط محررہ ۲۲ شوال سنہ ...
در مکہ معظمہ محلہ حارۃ الباب

بہ حاشیہ :

و فقیر از دعائے عزیزان ناقل بیعت شما ہم از ... فقط
از راقم
فقیر امداد اللہ عفی عنہ

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت بابرکت عزیز القدر مولوی عبد السمیع صاحب سلمہ

بعد سلام مسنون و دعاء ترقی درجات دو جہانی واضح دلائے، فرحت نامہ مع دہ روپیہ مدد از آن عزیز رسیدہ مسرور نمود، اللہ تعالیٰ آن عزیز را باین عقیدت واخلاص سلامت دارد و بہر حال برضامندگی خود و ذوق شوق دارد آمین۔ عزیز من با استماع اختلاف در برادران طریقت فقیر را رنج است مناسب کہ باہم یکدیگر خلق باشند و کدورت دلی را دور سازند و با یکدیگر شیر شکر مانند کہ موجب ازدیاد معارف است واخلاص است۔ فقط۔ باقی حال این جا بزبانی حجاج معلوم خواہد شد مولوی رحمت اللہ صاحب باعزاز تمام از اسطنبول واپس تشریف آوردند خوش خرم ہستند، اطلاعاً قلم آمدہ۔ ۱۲

مہر

محمد امداد اللہ فاروقی

لہ [illegible]

؎ [illegible]

(۴۱)

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت سراپا فیض و برکت عزیزم مولوی عبد السمیع صاحب زاد اللہ فیضہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مسرت نامہ مورخہ پانزدہم ذی الحجہ سنہ [illegible] ہجری بذریعہ ڈاک مع پرچہ اخبار پہنچا
مسرت ہوئی آپ کی یادآوری کا ممنون ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو گزند و آسیب ظاہر و باطن سے
محفوظ رکھ کر اپنی محبت و رضا عنایت کرے اور آپ کی ذات و صفات کو خلائق کی اصلاح
دارین و فلاح کونین کا ذریعہ بنا دے۔ آپ کے دو قطعہ مسرت نامجات یکم مرقومہ ہشتم
رمضان شریف بذریعہ رجسٹری و دوم ہشتم شوال بمعرفت شیخ شفیع الدین صاحب سوداگر
مع مبلغان تعدادی دو صد شش روپیہ پہنچے۔ آپ کے خط اول رجسٹری شدہ کا جواب بذریعہ
ڈاک روانہ ہوا اور شیخ شفیع الدین صاحب کی معرفت کے خط کا جواب مع رسید مبلغ
ان کے ہی ذریعہ سے بذریعہ ڈاک ارسال ہو چکا ہے۔ اور تیسرا خط بدست عزیزم حاجی حافظ
کرامت اللہ صاحب دہلوی و حاجی محمد اسحاق صاحب سوداگر دہلی ترسیل خدمت ہے۔ آپ کے
خط کے مضامین دریافت ہونے سے افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ سب کی اصلاح فرما کر آپس میں
اتفاق و محبت بخشے۔ آپ نے جو میری صلاح و تحریر کے موافق تحریر جوابات ورد کے
سکوت اختیار کی ہے و اتفاق و صدق سے تحقیق مسائل کا ارادہ کر لیا ہے میں آپ کے اس
نیک ارادہ و حسن نیت سے بہت راضی و خوش ہوں۔ اور آپ کی محبت و ارادت کا شکر گزار۔
حتی الوسع سوال و جواب سے الگ کنارہ کرنا چاہیے اگر اتفاق سے صورت تحریر و تقریر
پیش آوے تو اس کو نہایت لینت و نرمی سے بہ نیت اصلاح و دفع مخالفت و رفع نزاع
جواب دینا چاہیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ صدق و اخلاص کو ہمیشہ غلبہ ہے آیندہ آپ
اپنی طرف سے ظاہر و باطن آپس میں صلح و موافقت و دفع مخالفت و مخاصمت کی تدبیر و
کوشش و نیت کرتے رہیں ان شاء اللہ تعالیٰ نیک نیتی کا نتیجہ نیک ہوگا اور طول دی

وغیرہ کی کیفیت متعلقین کے خط سے معلوم ہوگی۔ آیندہ میرے حسن خاتمہ کی دعا کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو دنیا سے ساتھ ایمان اور اپنی رضامندی کے اٹھا کر اپنے صدیقین و مقربین کے زمرہ میں داخل کرے۔ اپنے فرزند و عزیزوں و میرے دوستوں و ملاقاتیوں کو بشرط ملاقات سلام علیک فرما دیجئے۔ فقط

عزیزم حافظ عبد اللہ مرحوم نے شوال گزشتہ میں انتقال کیا۔ پہلے بھی کی اطلاع دی گئی ہے۔

از گنگوہ ہشتم محرم سنہ ۱۳۰۰ ہجری

لفافہ:

بعون تعالیٰ در کیمپ میرٹھ لال کرتی بازار کوٹھی حافظ عبد الکریم خان بہادر
ملک ہندوستان
بخدمت سراپا محبت و عنایت عزیزم مولوی عبد السمیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
از گنگوہ
ہشتم محرم سنہ ۱۳۰۰

حاشیہ : [illegible]

جناب مولانا صاحب مخدوم و مکرم بندہ و جناب مولوی عبد السمیع صاحب دامت فیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضور کی متبرک تحریر و مبارک یاد فرمائی کمترین کی ہمیشہ سعادت و برکت کا باعث ہے
اللہ تعالیٰ ہمیشہ حضور کے فیوض و برکات سے مستفید و مستفیض رکھے۔ حضور کے سب خطوں کے
جواب روانہ ہوئے ہیں اور پہلے خط کے جواب کی وجہ توقف کی عرض کر چکا ہوں اور سب کے
جواب بروقت روانہ ہوتے رہے ہیں۔ ایک قطعہ عریضہ معرفت جناب مولوی کرامت اللہ صاحب
دہلوی مع دو قطعہ استفتاء میلاد شریف و قیام وغیرہ و قطعہ کرامت نامہ جناب مولانا رحمت اللہ
صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ملفوف بہ عریضہ مذکور ارسال خدمت عالی کیا ہے۔ جناب مولانا عبد الحق
صاحب نے بہ نسبت اثبات میلاد شریف وغیرہ ایک رسالہ حسب درخواست کے لکھا ہے وہ
بھی ہدیہ جناب مولوی صاحب ممدوح آپ کی نظر مبارک میں گذریں گے۔ حضور اپنے اہتمام
سے اس کے مضامین عربی وغیرہ کا ترجمہ و شرح حاشیہ بمعرفت جناب مولوی کرامت اللہ
صاحب فرما دیں۔ اور جناب مولوی رحمت اللہ صاحب کی تقریظ کی نقل اس میں سے اگر
فرصت ہو چھپوا لیں۔ اور آپ اس رسالہ پر اور اپنی انوار ساطعہ پر ہندوستان کے
کل علمائے متقدمین سے تقریظ حتی الوسع مزید لکھوا لیں۔ آپ نے بعض علماء کے تقریظ لکھنے
کا حال لکھا بھی ہے لیکن اس میں صرف معدودے چند علماء کے نام ہے حتیٰ کہ مولانا قاری
عبد الرحمن صاحب پانی پتی جن کی تقریظ کی بہت ضرورت ہے نام درج نہ تھا۔ حضرت اقدس دام
ظلہم سلمہ اللہ تعالیٰ آپ کی محبت و ارادت کا تذکرہ اکثر فرماتے رہتے ہیں اور تذکرہ کے ساتھ
دعائے خیر و ہمت مقدس سے ہمیشہ مدد و برکت بخشتے رہتے ہیں۔ اور حضرت سیدی دام ظلہ
یہ ارشاد و ہدایت فرماتے ہیں کہ اگر آپ مطابق ہدایت و ارشاد و مشورہ حضرت مخدوم الملک
کے عمل کرتے رہیں گے تو ہمیشہ ان شاء اللہ تعالیٰ منصور و غالب رہیں گے۔ کمترین نے جناب
مولوی کرامت اللہ صاحب سے و جناب مولوی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی سے عرض کیا

ہے کہ آپ لوگوں سے جہاں تک ممکن ہو اس بات کی کوشش کریں کہ جناب حضرت مولانا
رشید احمد صاحب و جناب مولانا عبدالحق صاحب کے رسالہ پر صرف اس قدر بطور تقریظ تحریر
فرما دیں کہ اگر مجلس میلاد شریف منکرات سے خالی ہو جیسا کہ مصنف رسالہ ہذا نے لکھا ہے تو
میرے نزدیک بھی وہ مستحسن و مندوب ہے۔ مگر میں قیام میں بلا قیود کے ان کی رائے سے
متفق نہیں ہوں۔ بس اتنی تحریر سے بالکل اختلاف و فساد جاتے رہیں گے اور حضرت
اقدس سے اور جناب مولانا صاحب ممدوح سے ان مسائل میں اختلاف ہونا جو مشہور ہے
وہ بھی جاتا رہے گا۔ اعلیٰ حضرت نے بھی اس مشورہ کو بہت پسند فرمایا۔ آئندہ و تقدیرہم فی
مولیٰ (بر بہر اولیٰ)۔ آج کل طحطاوی یہاں صرف دو ایک نسخے ہیں اس لیے قیمت دوچند
ہو گئی ہے یعنی پندرہ ریال قیمت ہے اور شاید تیس روپیہ کو جناب مولوی کرامت اللہ صاحب
بھی خرید کر لے گئے ہیں اس کی قیمت بیس روپیہ اعلیٰ حضرت نے میرے پاس امانت کر دی
تھی میں منتظر نسخوں کے آنے کا ہوں، بعض نے وعدہ بھی کیا ہے۔ اگر حسب خواہ کوئی
نسخہ مل گیا فبہا، ورنہ اس باب میں جیسا ارشاد ہو تعمیل کروں۔ پہلے قیمت سات آٹھ ریال
تھی یہ معلوم ہوا کہ انوار ساطعہ مکہ میں چھاپا گیا ہے۔ جب چھپ جائے تو دو تین نسخے بھی
بھی عنایت فرمایا جائے۔ یہ معلوم ہوا کہ حضرت سیدی و مولائی دام ظلہم کی مبارک
تصنیفات کو میرٹھ میں ایک جا مجموعہ بنا کے چھاپا ہے۔ احقر کو اس کی بڑی آرزو و تمنا ہے
اگر مل سکے تو عنایت کیا جائے۔ زیادہ حد ادب و تسلیم و التماس دعا و جواب فقط

راقم کمترین محمد علی عفی اللہ عنہ

از مکہ معظمہ ۱۳ محرم سنہ ۱۳۰۳ ہجری

حاشیہ: [illegible] میں بھی چھپ گئی ہے۔

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت سراپا اخلاص و محبت عزیزم حاجی مولوی عبدالسمیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

دوازدہم صفر ۱۳۰۳ھ کو مرحومہ مغفورہ گھر میں کا انتقال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل عطا فرماکر اس کا نعم البدل عنایت فرمادے مرحومہ کے متعلقین کو سخت صدمہ ہے۔ مرضی مولیٰ بر ہمہ اولیٰ۔ جتنی مصیبتیں ہیں ان کی حقیقت و معنی نعمتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ عم نوالہ فانی مصائب کے بدلے باقی اخروی نعمتیں اپنی رحمت و شفقت سے بندہ کو عنایت فرماتا ہے۔

نسخہ طحاوی کامل چار جلدوں میں مجلد خرید ہوکر بھیجی جاتی ہے۔ حق الوسع غلطی دیکھ لی گئی ہے آیندہ آپ ہمیشہ اپنی خیر و عافیت (سے) مطلع فرماتے رہیں۔ ایک قطعہ خط جناب مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی کا بنام مولوی عبدالحکیم صاحب جاتا ہے آپ یہ خط اُن کے پاس پہنچا کر میرا سلام اور یہ پیغام فرمادیں کہ جناب بی بی صاحبہ ممدوحہ کو بار امانت سے ہلکا کردیں اور اُن کی حالت پر بغور خیال فرمادیں ہم لوگ تمام مسلمانِ ہند اُن کے بزرگوار کے احسانوں و کرم (کذا) کے ممنون و مرہون ہیں اور حالات منور علی کے خط سے روشن ہوں گے اور جناب مولانا محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کی بڑی صاحبزادی کی نسبت بھی مولوی صاحب ممدوح سے سعی فرماناوہ اور بھی زیادہ تکلیف و تنگی میں ہیں۔

فقط

دوازدہم صفر ۱۳۰ھ

از مکہ معظمہ

(۵

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت سراپا خیر و برکت عزیزم مولوی عبد السمیع صاحب زاد اللہ عرفانہٗ و مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قبل اس کے چار قطعات خطوط آپ کی خدمت میں روانہ ہوئے ہیں ایک قطعہ بدست حاجی مولوی کرامت اللہ صاحب دہلوی اور دو قطعہ بذریعہ ڈاک۔ ایک قبل روانگی مولوی صاحب موصوف و دوم بعد جانے مولوی صاحب کے۔ اور ایک قطعہ بدست حاجی محمد شفیع الدین صاحب سوداگر میرٹھ، اس سے سب حالات معلوم ہوئے ہوں گے۔ انتظار جواب ہے۔ بالفعل ضعف و نقاہت بہت ہے اور ہمیشہ ترقی پر ہے، اب صبح و شام معلوم ہوتا ہے میرے حسن خاتمہ کی دعا کیجئے۔ اب حرم محترم میں بھی جانا صرف جمعہ کو ہوتا ہے ورنہ جانا موقوف ہوگیا۔ عزیزم حافظ احمد حسین صاحب کا نکاح بفضلہ ہوگیا ہے، اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ بردہٗ رقیمہ دعا مولوی محمد عبد الرحمن صاحب نازی کی بہت صالح و نیک متدین شخص ہیں کچھ اشیاء تجارت کی لیے جاتے ہیں، اگر آپ کی سعی و سفارش سے کچھ ان کی چیزوں کا بک جانا ممکن ہو تو آپ ان کے واسطے سعی فرمادیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مسلمان بھائی درنگی صالح کے ساتھ سعی کرنے کا اجر عظیم دے گا۔ آئندہ اللہ تعالیٰ میرا اور تمہارا خاتمہ بالخیر با ایمان کرے اور اپنے مقربین صدیقین کے زمرہ میں داخل فرمادے، زیادہ سلام و دعا۔ فقط

از مکہ معظمہ

۲۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۰ ہجری قدسی

برحاشیہ

ایک ضروری اطلاع یہ ہے کہ عزیزم مولوی عزیز الرحمن صاحب مدرس مدرسہ عربی میرٹھ جو علاوہ عالم و صالح جوان، ہونے کے صاحب تاثیر و نسبت میرے خاص عزیزان سے ہیں میں اون کو آپ سے ملاتا ہوں۔ آپ ضرور اوقات سے ملتے رہیں اب کی دفعہ

سال بھر میرے پاس تشریف رکھا اور جب یہاں سے گئے تو آپ کی ملاقات کو گئے لیکن آپ نے اون کو نہیں پہچانا اور نہ انھوں نے کچھ اپنا اظہار کیا۔ آپس میں ملنے جلنے سے ترقی محبت و باعث زوال اختلاف ہوتا ہے اور آپ رسالہ مولود شریف مولفہ جناب مولوی عبدالحق صاحب مولوی عزیز الرحمن صاحب کو دیکھنے کے واسطے دیں عجب نہیں ہے کہ وہی لوگ بھی اس پر دستخط کر دیں کہ باعث رفع اختلاف ہو۔

مرقومہ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ

مکرر یہ ہے کہ بعد تحریر اس خط کے دو خط اور روانہ ہوئے ہیں ایک بذریعہ خط عزیزم حاجی مولوی کرامت اللہ صاحب دہلوی دوسرا بذریعہ خط عزیزم مولوی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی مدرس مدرسہ عربی شہر میرٹھ۔ بہت دنوں سے آپ کے خط نہ آئے، حالات معلوم نہ ہوئے، تعلق و انتظار ہے۔ اپنے قافلہ و جماعت و برادران طریقت سے اسباب مخالفت و مجادلہ کے دور و دفع کی کوشش و اسباب مصالحت و موافقت کے پیدا کرنے کی تدبیر میں ہمیشہ ہمت و نیت مصروف رکھنی چاہیے اور کوئی نئی تحریر اتہامات والزامات حسب وعدہ اشارۃً و کنایۃً کسی طور سے نہ لکھی جانی چاہیے زیادہ سلام و دعا۔

فقط المرقوم ۲۰ جمادی الاول ۱۳۰۱ھ ہجری از مکہ معظمہ

محلہ حارۃ الباب

مکرر یہ ہے:

اور آپ نے بہ نسبت رسالہ مولوی عبدالحق صاحب کوئی رائے تحریر نہ فرمائی یہ معلوم ہو کہ پسند آیا یا کیا بات ہے، ضرور لکھنا چاہیے۔

از کمترین غلامانِ حضرت قطب زماں، منور علی عفی اللہ عنہ

بعد تسلیم مسنون کے عرض ہے کہ مضمون نامۂ والا حضرت سے روشن رائے عالی ہوگا
امید کہ پہلے چار پانچ قطعہ عرائض کے ارسال خدمت سامی ہوئے ہیں اس کی رسید سے
سرفراز فرمایا جائے اور جناب مولوی محمد عبد الرحمٰن صاحب نازی کی یہاں کے صالحین میں
سے منتخب بزرگ ہیں اطلاعاً عرض کیا ہے۔ نئی خبر یہ ہے کہ جناب مولوی محمود حسن صاحب
دیوبندی و حافظ احمد صاحب صاحبزادہ مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے حضور
میں اپنے عرائض بھیجے ہیں کہ ہم لوگوں کو بڑی آرزو ہے کہ سال دو سال خدمت میں
حاضر رہ کر استفاضہ و استفادہ کریں۔ اعلیٰ حضرت نے اس کے جواب میں اپنا عذر و
ضعف و نقاہت و عدم صلاحیتِ تعلیم لکھ بھیجا ہے۔ ہر چند کمترین نے عرض کیا کہ ان
بزرگوں کی تشریف آوری میں بہت سے ظاہری فائدے ہیں لیکن یہی ارشاد ہوا کہ کسی
کو امیدوار کر کے بلانا مناسب نہیں جس حالت میں کہ مجھے کسی شے کا کچھ اختیار نہ ہو۔
ان کو اختیار ہے کہ اگر تمنا و شوق ملاقات ہو آویں، حج کی نیت کر کے آویں۔

ازفقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت سراپا خیر و برکت عزیزم مولوی عبد السمیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرّر تحریر کی یہ وجہ ہے کہ فقیر کو مبلغ دو سو ساٹھ روپے حاجی محمد شفیع صاحب ساکن
بڈھانہ کو دینا ضرور ہے لیکن یہاں سے اس وقت بھیج دینے کا کوئی عمدہ طریق و سبیل
نہیں ہے۔ نہ یہاں سے منی آرڈر و ہنڈوی وغیرہ جا سکتی ہے نہ اور کوئی سبیل ہے اس
لیے فقیر کی یہ خواہش ہے کہ آپ اس وقت دو سو روپے ان کو معرفت مولوی حاجی عبد اللہ
صاحب منصف تھانوی کی معرفت کسی سبیل سے بھیج دیں تو ہم اس کو یہاں سے آپ کے
پاس کسی حجاج کی معرفت بھیج دیں گے۔ اور سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ اکثر حجاج یہاں
روپے اپنے ساتھ لاتے ہیں کہ دو سو روپیہ آپ کسی حجاج سے لے کر حاجی محمد شفیع صاحب
کے پاس معرفت منصف صاحب بھیج دیں اور ہم کو اس کی اطلاع دیں کہ فقیر وہ روپیہ
اُن حاجی صاحب کے حوالے کر دے اور چونکہ یہ روپیہ فقیر پر دَینِ واجب ہے اس لیے
اس کی بہت تشویش ہے اور جلد ادا ہونا اس کا چاہتا ہے آپ اس میں ایسی کوشش فرمائیے
کہ جلد وہ روپیہ اُن کے پاس پہنچ جائے اور جب اس کا بندوبست ہو جائے یا جو صورت ہو
فقیر کو بہت جلد اس سے اطلاع دیجیے۔ کہ بصورت نہ ہونے کوئی صورت وہاں کی اور
کوئی تدبیر اس کے ادا کی کی جائے اور حاجی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے کہ اس طریق سے
ان کے پاس روپیہ بھیج دیے جائیں قصبہ بڈھانہ ضلع مظفر نگر مسجد کلاں بذریعہ ـــــ

اس کی پیشانی پر غالباً حضرت مولانا عبد السمیع نے اپنے قلم سے یہ عبارت لکھی ہے:

٭ [illegible] ۔ ۵ محرم ۱۳۰۳ھ ۔ [illegible]

٭٭ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۳ھ کا ہے۔

حافظ عبداللہ صاحب اور ایک خط بنام جناب مولوی عبدالحکیم صاحب جا آ جانے
جواب لے کر جلد روانہ فرما دیں۔
سب عزیزوں کو دعا و سلام۔ فقط

محمد امداد اللہ فاروقی
۱۲۷۹

مہر

مکرر یہ ہے کہ آپس میں موافقت و مصالحت کی کوشش و تدبیر کرنی چاہئے و
حتی الوسع اسباب اختلاف و نا اتفاقی دور و دفع کرنا چاہئے عزیزم حاجی مولوی عزیز الرحمن
صاحب جو عالم، متقی و جوانِ صالح ہونے کے سوا صاحب تاثیر و کیفیت فقیر کے عزیزان
خاص میں سے ہیں اور میرٹھ کے مدرسہ عربی کے مدرس دوم ہیں۔ چونکہ آپ بھی میرے
عزیز خاص و رفیق مخلص ہیں اس لیے فقیر اُن کو آپ سے ملاتا ہے۔ آپ آپس میں
آمد و رفت و میل جول رکھیں وہ جب یہاں سے گئے تھے تو آپ کی ملاقات کو بھی گئے تھے
لیکن آپ نے اُن کو نہیں پہچانا نہ انھوں نے اپنا اظہار کیا۔ وہ ایک سال اس
دفعہ بھی یہاں سے رہ کر گئے ہیں اور کچھ دنوں پہلے بھی یہاں رہے ہیں۔ زیادہ والسلام
اپنے فرزند کو دعا کر دیں۔ فقط

اور سب اعزہ احباب کی خدمت میں سلام و دعا فقط اور رسالہ میلاد شریف
مولفہ جناب مولوی عبدالحق صاحب مولوی عزیز الرحمن صاحب کو دیکھنے کے واسطے دیدیں۔

از مکہ معظمہ محلہ حارۃ الباب فقط
۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۷ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

از طرف فقیر امداد اللہ عفی عنہ

بخدمت بابرکت جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا نامہ مورخہ ۲۰ رجب ۱۳۰۹ھ مع ایک پرچہ مطبوعہ محبوب المطابع شہر میرٹھ جو فقیر
کے خط سے منسوب ہے جناب مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کے ہاتھ پہنچا۔ اس کی اصلی
کیفیت یہ ہے کہ ایک عرصہ سے بباعث ضعف بصر اپنے ہاتھ سے تحریر موقوف ہے دوسروں
کو مضمون بتا دیتا ہوں اس خط میں یا کاتب صاحب سے بمقتضائے بشریت سہو ہوا ہے کہ
اَلْاِنْسَانُ مُرَكَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْيَانِ یا فرط محبت وبہ نیت خیرخواہی اپنی تحقیق کے موافق لکھا
ہے۔ سو ہر کسی سے جائز نہیں۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ خصوصاً کاتب صاحب سے کہ
ایک متورع عالم ہیں اور یہ تحریر جس کی بعض باتیں ذیل میں ہے فقیر کے قول وعمل کے
موافق نہیں ہے۔ فقیر کو علماء کی باہمی نزاع میں مداخلت سے کیا علاقہ بلکہ فقیر کا یہ
مسلک مقرر ہے کہ اہل اسلام کی تکفیر پر جرأت نہیں کرتا بلکہ اس سے تنفر طبعی رکھتا ہے۔
اور اس میں صرف اوقات کو حماقت بلکہ خسران وخذلان کا موجب سمجھتا ہے۔ جہاں تک
ممکن ہو تاویل کو محبوب سمجھتا ہے بشرطیکہ سواد اعظم کے خلاف نہ ہو اور فقیر مصلح بین المومنین
کا دل خواہاں ہے اور اپنے احباب کو بھی فقیر کی یہی وصیت ہے کہ نزاع سے کنارہ کش
رہیں اور مسائل مختلف فیہا میں سواد اعظم کی اتباع کریں اگرچہ وہ مسئلہ اپنی تحقیق کے مخالف
ہو کیونکہ سواد اعظم علماء ومشائخ کا خلاف تنزل مرتبہ ایمانیہ کا موجب واحباط کمالات کا
مظہر ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ فقیر کو اپنی تکفیر کا غم نہیں بلکہ اپنے نفس کی خرابیوں کا خوف
ہر ہے اگر فقیر کی تکفیر کا فتویٰ لکھا جائے تو فقیر اپنے تئیں اکفر لکھ دیوے گا۔ علاوہ ازیں
اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاذ اللہ کافر ہوں تو تمام کا مومن کہنا مجھے مفید نہیں۔ اس خط

۵ [illegible] مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۲۲ ہجری ص ۳۲۵ — ۳۲۶

میں جو فقیر کے خلاف ہے اس کی تصریح کرتا ہوں :

جواب اوّل میں امکان و وقوع کا فرق بتا دیا گیا ہے۔ فقیر کو اس سے تسلیم ہوا کہ کذب کا نقائص میں ہونا متفق علیہ ہے، پھر ذاتِ مقدس باری تعالیٰ کی طرف نقص کا استناد کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ گو بر سبیل امکان ہی سہی۔

جواب ثانی میں آیۂ انما انا بشر مثلکم کا منکر کوئی اہل اسلام نہیں سب کا یہی اعتقاد ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں، حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں ہیں انکار اس بات کا ہے کہ کوئی بشر سمجھ کر بڑا بھائی کہنے لگے یا مثل اس کے اور کلمہ گستاخی زبان سے نکالے یہ البتہ موجب خذلان ہے۔ فقیر کے اعتقاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشرف المخلوقات ہیں اور باعث ایجاد کائنات۔ مصرع : بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جواب ثالث کی تصریح یہ ہے کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مع ہیئت کذائی معمول علمائے ثقات وصلحاء ومشائخ کرام ہونا اقرار کر چکا ہے اور اکثر اس کا عامل ہے جیسا کہ فقیر کی دیگر تقریرات وتحریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے۔ فقیر کو اس مجلس شریف کے باعث حسنات وبرکات کے منعقد ہونے کے علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض وانوار وبرکات ورحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔

جواب رابع میں فقیر کا یہ عقیدہ ہے کہ علماء حرمین شریفین کی توہین ہرگز جائز نہیں اور ان کا اتفاق کسی مسئلہ شرعی میں حجت سمجھتا ہوں جیسے کہ بزرگان سلف لکھتے آئے ہیں۔

جواب خامس، فقیر ہمیشہ سے حنفی المذہب وصوفی المشرب ہونے کا مدعی ہے اگرچہ اپنے دعوے میں کامل نہ ہو فقیر تقلید کو واجب جانتا ہے اور اس بات کو اچھا نہیں جانتا ہے کہ کوئی حنفی المذہب ہو کر کسی ایسے مسئلہ کی تائید کرے جس میں حمایت لامذہبی پائی جاوے اور عوام ضلالت میں پڑیں۔

(آئندہ نزاعی تحریرات میں فقیر سے استفسار نہ کیا جاوے ورنہ جواب سے

والسلام

ذیقعدہ ۹۶ھ

اللّٰھم یا ربنا بجاہ نبیک المصطفیٰ ورسولک المرتضیٰ طہر قلوبنا من کل وصف یباعدنا عن مشاہدتک ومحبتک وامتنا علی السنۃ والجماعۃ والشوق الی لقائک یا ذا الجلال والاکرام، وصلی اللہ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم تسلیماً۔ الحمد للہ رب العالمین۔ فقط

محمد امداد اللہ فاروقی

۱۳۷۹ھ

ے [illegible] ص ۳۲۶ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

از امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمات عزیزم پیرجی مولوی خلیل احمد صاحب انبہٹوی و عزیزم مولوی محمود حسن صاحب
دیوبندی سلمہا اللہ تعالیٰ   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمام بلاد و ممالک ہند سے مثلاً بنگال و بہار و مدراس و دکن و گجرات و بمبئی
و پنجاب و راجپوتانہ و رامپور و بہاولپور وغیرہ سے متواتر اخبار حیرت انگیز و حسرت خیز اس
قدر آتے ہیں کہ جس کو سن کر فقیر کی طبیعت نہایت ملول ہوتی ہے۔ اس کی علت یہی
براہین قاطعہ و دیگر (ایسی ہی) تحریرات ہیں۔ یہ آتش فتنہ انوار ساطعہ کی تردید سے
مشتعل ہوئی کہ تمام عالم اس کی حمایت میں کھڑا ہوگیا۔ فقیر نے صرف اس کے دو مسئلوں پر یعنی
مجلس میلاد شریف و فاتحہ پر اتفاق رائے ظاہر کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسی مقبولیت
عطا فرمائی کہ تمام ممالک کے علماء و مشائخ نے ساری کتاب کو تہ دل سے پسند فرما کر اس
پر اتفاق کیا۔ آپ اس کے ہر فقرہ کی تردید کے ایسا درپے ہوئے کہ معاذ اللہ امکان کذب
باری تعالیٰ تک کے قائل ہو گئے اور یہ بلا ایسی عالمگیر ہوئی کہ سب قصے مولود شریف
وغیرہ کے دب گئے اور اس مسئلہ کا چرچا ہر شہر و ہر قریہ میں حتیٰ کہ حرمین شریفین —
زادہما اللہ شرفاً و تکریماً و ممالک غیر میں بھی پھیل گیا اور آپ کی تحریر کی بدولت علماء مکہ
پر اشاعت کے ساتھ تکفیر ہونے لگی۔ آپ صاحبوں کو اللہ تعالیٰ نے دولت علم و فضل سے
مشرف و مکرم کیا ہے مجھ جیسے کو کچھ نصیحت و وصیت کرنی حکمت بہ لقمان آموختن کی مثل
ہے۔ لیکن بباعث جوش محبت و بمقتضائے جذب یک جہتی اپنی ناقص عقل کے موافق بنظر
خیر خواہی۔ الدین النصیحۃ۔ ولا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب
لنفسہ۔ کچھ تحریر کرنا ضرور ہوا۔

[illegible]

عزیزم! ایسا مسئلہ جس سے عوام کا فہم اس کی تفہیم سے قاصر ہو یا کوئی نقصان و فتنہ کا خوف ہو یا بہ نسبت فائدہ کے مضر زیادہ متصور ہو۔ اس کو شائع کرنا خلافِ مصلحت ہے دینوی یا شرعی۔ جب خود شارع صلی اللہ علیہ وسلم صاحب السیف و صاحب السلطان نے خلاف بنائے ابراہیمی علیہ السلام کے کفار کے بنائے ہوئے قبلہ کی مصلحتِ وقت سے باعث اصلاح نہیں فرمائی، بخوف فتنہ کعبۃ اللہ ایسی اسلام کی بنیاد کو اپنی حالتِ ناتمام پر چھوڑ دیا، تو ہم ایسے ضعیف و بے حقیقت کو یہ امر خلافِ مصلحت کرنا کب سزاوار ہے؟

مقبولیت ہر عمل کی عند اللہ وعند الناس صدق و اخلاص سے ہے۔ علامت اخلاص تحریر و تحقیق مسائل میں (یہ ہے کہ) حسنِ خُلق و لینت سے بغرض استفادۂ خلق ہو، کسی کا ساکت کرنا یا نقصان و عجز ظاہر کرنا (یا اپنے) فضل و برتری کا اظہار نہ ہو، نہ اپنے کلام کی تائید کے درپے ہو، نہ مجادلہ و نہ مراء ہو (جب کسی) کی رائے کسی حجت و دلائل کی وجہ سے اس کی تحقیق کے خلاف ہو تو اس سے ضد و تعصب و عناد نہ ہو اور نہ اس کی نسبت الفاظ توہین و تحقیر کے مستعمل ہوں۔

عزیزم! یہ نہایت تعجب کی بات ہے کہ ایک چھوٹا سا گروہ تو اپنے کو برسرِ صواب و حق و ہدایت کے سمجھے اور دنیا کے علماء و صلحاء کو جمہور و سوادِ اعظم کو خطا و ناحق و ضلالت پر جانے۔ کیا انسان سے خطا و غلطی نہیں ہوتی؟ تو یہ انصاف کی بات ہے کہ جو کچھ زبان و قلم سے نکل جائے اس کی تائید میں عمر بھر اپنی ہمت مصروف کر دی جائے؟ دیانت و حقانیت و عند اللہ وعند الناس بڑی قدر و بڑائی کی یہ بات ہے کہ جب اپنے قول کی غلطی ظاہر ہو جائے تو اس سے رجوع کیا جائے۔

عزیزم! کیا کسی عالم کو یہ حق ہے کہ دوسرے علماء کو اپنے اتباعِ رائے کے واسطے پابند کرے؟ پھر بار بار ایک مسئلہ کو لکھنا کس مصلحت سے ہے؟ اس نصِ صریح کے خلاف (لا تنازعوا فتفشلوا) اپنے عالم بھائیوں کی بات کاٹنی، تردید کرنی (آپ جیسے) حقانی عالم کو کب لائق ہے۔ ویسا ہی اپنی تحریر و تقریر کو مجادلہ بنانا اور ۔ ۔ ۔ ۔ اس حکم کے (معنیٰ کو) بھول کر (ولا تجادلوا ... الا بالتی هی احسن) کرنا کب زیبا ہے!

آپ صاحبوں کی عالی شان یہ ہے کہ اس حدیث شریف پر عمل ہو (مَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُبْطِلٌ بُنِيَ بَيْتٌ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ) عزیزم بہت بڑا شرک اللہ تعالیٰ اور رسول کے احکام مقدس میں اپنی خواہش نفس کو شریک کرنا ہے اور اپنے نفس کے مطابق احکام شریعت کی تاویل کرنا ہے۔ نفس کو شریعت کے تسلیم و تتبع کرنا سچا اسلام ہے و اطاعت احکام الٰہی میں نفس کو فنا کرنا عالی مقام ہے آپ صاحب چراغ ہدایت ہو کہ سب لوگ آپ صاحبوں سے نور حاصل کریں بشرطیکہ وہ نفسانیت سے اس میں ظلمت کو راہ نہ ہو۔

عزیزم جائے غور ہے کہ جب ایک عالم معتمد علیہ و مقتدائے وقت ہو اور خلق اللہ اس کی ہدایت و فیوض ظاہر و باطن سے مستفیض اور ہزاروں فائدوں سے مستفید ہوتے ہوں پس ایسے عالم ہادی زماں کو ایک ایسے مسئلہ غیر ضروری کا اظہار و اشاعت جس کے فہم کا عوام متحمل نہ ہو سکے اور اس کے باعث خلق میں انتشار پیدا ہو کر مخالف متعصب و جمعیت ہو جائیں اور اس کے فیوض و فوائد عظیم و برکات ظاہر و باطن سے محروم ہو جائیں تو کتنے بڑے نقصان و ضرر عظیم کا باعث ہے اور مصلحت وقت کے خلاف ہے۔ جب حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے مقرب صحابی کے قرآن شریف کے تطویل قرأت کو باعث انتشار جماعت سمجھ کر یہ ارشاد نبی صلے اللہ علیہ وسلم زجراً ہو (أَفَتَّانٌ أَنْتَ يَا مُعَاذُ) تو انتشار ( ) کس مصلحت سے ہے۔ اور جب فقیر کے پاس بھی شکایتیں جا بجا سے پہونچیں تو فقیر نے اس سوء ظن کے (دفع کرنے) کو ایک مضمون مطابق مذہب اہل سنت و جماعت کے جس کو اس شعر مثنوی شریف کی شرح سمجھنی چاہیے (شعر)

کفر ہم نسبت بخالق حکمت است   گر بما نسبت کنی کفر آفت است

لکھ کر عزیز سلمہ کو بتلایا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ذات باری تعالیٰ کی طرف استناد کذب من حیث خالقیت کے ہو سکتا ہے۔ بمعنای (القدر خیرہ وشرہ من اللّٰہ تعالیٰ) و من حیث کاذبیت نہیں ہو سکتا۔ خالقیت و کاذبیت میں فرق بین ہے کیونکہ ذات باری تعالیٰ مستجمع کمالات ہے وہاں نقائص کا امکان و وقوع دونوں ممتنع

ہیں وخلاف عقائد اہل سنت وجماعت۔ اب عزیز نے تقریر مذکور کو فقیر کے مسلک کے
خلاف اپنے طور پر لکھ کر باوجود فقیر کی ممانعت کے طبع کرا کر مشتہر کرایا، اس قصیدہ القول
بما لا یرضی قائلہ سے یہ حاصل ہوا کہ فقیر کو بھی اپنی نیک نامی میں شریک کرنا چاہا۔
عزیز موصوف، اس مسئلہ خلاف عقائد علمائے جمہور کو بار بار لکھ کر یہاں تک بدنام کیا کہ جن
بزرگوں کا نام بڑے ادب و عزت سے لیا جاتا تھا اور ہر قول و عمل مستند عالم تھا (ان کی تحقیر
و تکفیر تک کی نوبت پہنچائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اور ان وجوہ سے
اب لوگ (علمائے) دیوبند وغیرہ کے بھی مخالف و دشمن بن گئے اور اس کی خرابی کا منصوبہ
و تدبیر کرنے لگے۔ ان (. . . . .) بہت سی بدظنیاں پھیل گئی ہیں کہ ان میں سے ایک
کا ذکر یہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں پھر روپے حیدرآباد کی جانب سے مستحقین کو تقسیم ہوئے
تو عزیزم مولوی رفیع الدین صاحب سلمہ کو باوجود سفارش ثقات اور سعی کرنے
اس وہم کے نہیں دیا گیا کہ مدرسہ دیوبند کے مہتمم گروہ وہابیہ میں سے ہیں۔ ان بدظنیوں
سے مدرسہ کی بھی خیر نہیں معلوم ہوتی۔ وہ مدرسہ کہ کس خلوص سے قائم کیا گیا تھا اور کیا نام
و عزت حاصل کر چکا تھا اور کیسا معتمد علیہ و نافع خلائق ہو گیا تھا اب وہ کچھ اجڑا سا
معلوم ہوتا ہے۔ بڑی عبرت و حسرت کا مقام ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمادے۔
فقیر نے ابتداء ہی میں منع کیا تھا کہ نزاعی تحریرات میں فتوے سے کنارہ کیا جاوے
اور وہابی و غیر مقلد کے دستخط و مہر کیے ہوئے فتوے پر دستخط و مہر نہ کی جاوے۔ اس پر
بعض مکلین نے اعتراض کیے کہ اثبات حق کی ممانعت کی جاتی ہے۔ اب بخلاف مصلحت
اثبات حق کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہزار خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ کینہ، حسد، بغض، عداوت، غیبت،
مجادلہ، مراء، نفسانیت، تعصب، تماشۂ کلام، اختلاف باہمی، انتشار طبع خلق و خود،
و قطع اخوت و اتہام خلق و بدظنی، سامان زوال مدارس۔ جو اکثر ان میں سے گناہ کبیرہ ہیں۔
اب ہندوستان میں سیکڑوں مذاہب کفریہ و عقائد باطلہ، مخالف دین و بیخ کن اسلام
ظاہر ہوتے جاتے ہیں اور کیسے کیسے الزام و اعتراض و شبہات و شکوک مذہب اسلام پر
وارد کرتے جاتے ہیں کہ اس سے ہزاروں مسلمان کو کئی شبہ و شک میں، کوئی متصدی

ونتوہم کوئی مرتد تک ہوتے جاتے ہیں (پس ایسے) وقت میں آپ علماء پر فرض ہے کہ آپس کے جھگڑوں سے کنارہ کر کے سب متفق ہو کر ان کے (شکوک) وشبہات کو دین کیا پر سے اٹھا کر خلق کو اطمینان و تشفی دیتے رہیں۔ دیکھو ابھی مذہب آریہ والوں نے ایک رسالہ مسمیٰ تکذیب براہین احمدیہ کیسی توہین و تحقیر اسلام کے ساتھ چھاپ کر تمام دنیا میں مشتہر کیا ہے پس ایسے وقت میں آپس کے مجادلہ کی جگہ اس کی تردید کرنی چاہیئے اور قرآن شریف کی خوبیاں و فضائل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد و مکارم اخلاق و محاسن اوصاف کو ہر مقام و ہر شہر و قریہ میں نہایت زور و شور سے مشتہر کرنا چاہیے۔ ایسے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محامد اوصاف و مکارم اخلاق کو مشتہر و اشاعت کرنے کے لیے ہر مقام میں ایسے مضامین میں مجلس مولود شریف کا چرچا بڑا عمدہ ذریعہ و مستحسن وسیلہ ہے۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ یہ فقیر کی اخیر تحریر ہوگی۔ تمہارے حسن خُلق کے اعتماد پر یہ جرأت ہوئی ہے (اگر) کوئی خطا ہوئی ہو تو معاف فرماؤ۔ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاھْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ ـــ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ فقط

مہر

از مکہ معظمہ

۱۳ر ذی قعدہ ۱۳۰۷ھ

محمد امداد اللہ
فاروقی ۱۲۷۹

(۱۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت سراپا برکت ومحبت عزیزم مولوی الحاج عبدالسمیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسرت نامہ مورخہ ۲۰۔ رمضان شریف بذریعہ رجسٹری ورود مسرت آمود لایا مضمون جس کا
بخیر وعافیت وصیانت کرکے مسرور ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بدین محبت واخلاص کے (
آسیب زمانہ سے مامون رکھ کر درجات عالیات وقرب مراتب دارین عطا کرے۔ الحمد للہ
(خوشی ہوئی کہ اکثر میری ضروری تحریریں آپ کو مل گئیں لیکن ویسا ہی یہ سن کر اس
بات کے سننے سے رنج وافسوس ہوا کہ بہت سی تحریرات آپ کی فقیر تک نہ پہونچی اس لیے
حیرت وتعجب تھا کہ کیوں بہت دنوں سے آپ کی خط وکتابت موقوف تھی۔ آپ کا محبت نامہ
مرقومہ نہم شعبان بذریعہ رجسٹری کے پہنچا اس کا جواب مفصل اخیر رمضان شریف میں بذریعہ ڈاک
کے معظمہ ارسال خدمت ہوا۔ آپ کے ضعف دماغ وچشم کو سن کر افسوس ہوا اللہ تعالیٰ صحت
کلی جسمانی وروحانی آپ کو عنایت فرماوے۔

مولوی عبدالحی صاحب کو اگرچہ خط سفارش دیا گیا تھا لیکن فقیر کو بھی ان سے واقفیت
کلی نہیں ہمیشہ سے فقیر کی یہ عادت ہے کہ جب کوئی اپنی حاجت پیش کرتا ہے تو مجبور ہوتا
ہوں، حتی الوسع اس کی حاجت روائی کی تدبیر کردیتا ہوں یا بتلا دیتا ہوں۔ بخصوص یہاں
ذکر کئے آپ کے خط نہ پہنچنے کا خصوصاً میرزائی و پاجامہ وغیرہ کے نہ پہنچنے کا افسوس ہوا۔ اب
بباعث ضعف ایسے کپڑوں کی حاجت بھی پڑتی ہے اور یہاں ایسی چیزیں ملتی بھی نہیں بالخصوص
جلدی اعتباری بات [illegible]۔ آپ جو ازراہ محبت میری خاطر داشت کا بہت کچھ خیال
رکھتے ہیں میں تہ دل سے اس کا شکر کرتا ہوں اور دعا دیتا ہوں۔ آپ نے مولوی عبدالحی صاحب
کے ساتھ جو سلوک وعنایت میری خاطر سے کی اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا جزائے خیر عنایت کرے۔

ابھی ایک مہینہ حجاج کے آنے کے دن اور باقی ہیں شاید اخیر میں آجائیں خدا جانے اب تک کس مانع کی وجہ سے ( ) حاجی محمد شفیع صاحب بڑھانوی کے قرض کے ادا کر دینے کی صورت معلوم ہوئی اللہ تعالیٰ آپ کو (اس کا اجر عطا فرمائے) میاں وحید الدین صاحب سلمہٗ کو کر دیا تھا تشویشات دارین سے محفوظ رکھ کر جمعیت صوری و معنوی و صلاح و فلاح دارین عطا کرے آپ میاں موصوف کی خدمت میں بعد سلام و دعا فقیر کی طرف سے اس کا بہت بہت شکریہ ادا کیجیے اور یہ فرما دیں کہ فقیر ہمیشہ اپنے عزیزوں و محسنوں کے واسطے خصوصاً ایسے اہل خیر و حاجت کے لیے دعا کرتا ہے اور ان کا یہ احسان عظیم اور بھی زیادہ تر اس امر کا تاکید کرنے والا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے تمام خاندان کو شر و فساد سے حاسدوں و مفسدوں کے محفوظ رکھے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال رہے گا۔ چونکہ آپ و مولوی عزیز الرحمٰن صاحب ایک قصبہ میں رہتے ہیں اسی خیال سے یہ مشورہ دیا گیا کہ آپس کی ملاقات و میل جول سے محبت پیدا ہوتی ہے لیکن جب کسی مانع و عذر کے باعث اس کی امید و توقع نہیں یا کوئی کسر شان و خفت ہوتی ہو تو ایسی صورت میں ہرگز مصلحت نہیں ہے۔ اپنی خود داری کے خلاف کوئی برتاؤ مناسب نہیں اور آپ کو در نظم رسالہ جناب مولوی عبد الحق صاحب سلمہٗ کا بعد چھپنے کے ( ) ان کے پاس بھیجنا کچھ ضرور نہیں ہے اگر مناسب و مصلحت وقت ہوگا تو عزیزم مولوی کرامت اللہ صاحب ( ) بھیج دیں گے۔ اور فقیر کے نام سے جو ایک خط مسئلہ امکان کذب کی نسبت چھپا ہے اس کی مفصل کیفیت اور مع نقل خط ثانی مولوی نذیر احمد خاں صاحب مع نقل اس کے جواب کے پہلے خط میں ان کی خدمت میں روانہ ہو چکا ہے پھر بھی اس کی نقل بجنسہٖ آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔

اگر مناسب سمجھا جائے تو اس کو ہی یا مولوی نذیر احمد خاں سے نقل عاجلانہ لے کر چھپا دو۔ اور حالات منور علی کی تحریر سے روشن ہوں گے۔ مولوی عبد الرحمٰن غازی کبھی کبھی عقل سے باہر ہو گئے اس لیے کوئی تجربہ زیادتی کا مصلحت وقت اچھی طرح سے نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مشکلوں کو آسان فرمائے۔

اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو خط میرے نام سے مولوی عزیز الرحمٰن وغیرہ نے چھپایا
ہے وہ احقاق حق کی نیت سے ظاہر نہیں معلوم ہوتا ہے کیونکہ میری مرضی کے خلاف چھاپا ہے اور
جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ اپنے مطلب و غرض کے موافق اکثر خلاف مرضی میری ہے اس
لیے کہ کاتب اس کے خود مولوی عزیز الرحمٰن تھے۔ میں نے لکھ کر بھیجا تھا کہ مجھ کو اس کا
مضمون یاد نہیں جو میں اجازت طبع دوں اور بھی نہ طبع کرنے کے بہت سے وجوہ لکھے
تھے مگر خود رائی سے اس کو جو حقیقت میں انہیں کی تحریر ہے چھاپ دیا۔

حافظ عبد اللہ صاحب مرحوم کے اسباب و سامان سب بیچ دیے گئے اور تجہیز و تکفین
(کے بعد) جو کچھ روپے باقی رہے ایک ربع ان کی بی بی کو سہام شرعی دیا گیا اور اب تین
ربع یعنی ایک سو پچیس ما ۱۲۵ (ڈیڑھ) آنہ میرے پاس امانت ان کی اور ورثہ کا حق ہے۔
ان کے وارث شاید بہن یا بھانجی یا بھتیجی کوئی ہے کہ ان سے حاجی عابد حسین صاحب دیوبندی
خوب واقف ہیں اور آپ کی سرکار سے یعنی میاں الٰہی بخش صاحب مرحوم کے عہد سے کچھ
وظیفہ بھی ان کے ورثہ کا مقرر ہے تو وہاں سے بھی حال معلوم ہو سکتا ہے جب کسی کا
روپیہ یہاں بھیجا ہو تو اس قدر روپیہ یعنی ایک سو پچیس ما ۱۲۵ اور ڈیڑھ آنہ ان کے
ورثہ مستحق کو دے کر مجھ کو اطلاع دو کہ میں اس کے موافق کاربند ہوں۔

بخدمت حافظ صاحب عبد الکریم خاں بہادر سلام مسنون کے بعد فرما دو کہ میں بھی
دعائے خیر سے غافل نہیں ہوں اور نیز بخدمت مولوی عبد الحکیم صاحب سلام مسنون
و آرزوئے ملاقات کے (بعد) یہ التماس ہے کہ ہنوز کوئی نامہ ان کا نہ پہنچا ہے اور نہ کسی کی
معرفت کچھ پیغام آیا ہے۔ آپ اپنے فرزند اور اپنے اور میرے احباب کی خدمت میں
سلام و دعا فرما دو۔ آئندہ فقیر کے حسن خاتمہ کے واسطے دعا کرو۔ چونکہ حضرت مولانا محمد یعقوب
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی مجھ کو ہمیشہ تقاضا کرتی ہیں کہ میں مریض رہتی ہوں اور
مجھ کو اپنے پوتے پر کچھ اطمینان نہیں ہے اس لیے میں مولوی عبد الحکیم صاحب کی بابت
سے بہت متفکر و مضطر(ب) رہتی ہوں اسی وجہ سے بھی بار بار مولوی صاحب کو یاد دلانا
ہوتا ہے۔ آپ بھی پھر ان سے (. . . .)

مکرر یہ ہے کہ جناب مولانا محمد یعقوب صاحب کی صاحبزادی کا خط بنام مولوی
عبدالحکیم صاحب جدا جاتا ہے اس خط ( ) یہ واقع ہوا کہ وہ طہارہ میں تھی
تھیں اس عرصہ میں ان کا پوتا آکر ایک صندوقچہ امانتی مولوی صاحب اٹھا لے گیا وہ
اطلاع کر چکی۔ اس وجہ سے وہ لڑکا خراب محل میں برباد کر دیا گیا۔ حاصل اگر ان کو یہی
منظور ہے تو بی بی صاحب کو اجازت دیں کہ وہ اپنے مصرف میں لا دیں (... بیچاریہ)
مقابلہ کر سکتی ہیں وہ بے چاری کی جان کا دشمن ہو رہا ہے مرزا صاحب کے متروکہ کو
خراب کر دیا اس امانت کو اپنی جان کے ساتھ رکھتی ہیں کہیں لحظہ بھر کو نہیں جاتی
یہاں ہر قسم کی منتاجیں ملتی ہیں اس نے رکھ چھوڑی ہے جب فرصت پاوے گا باقی
کو بھی یوں ہیں برباد (...) رکھا ہے کہ نہ اس کی نسبت کچھ کرتے ہیں نہ کچھ بولتے
ہیں ( ) کرتی ہیں، ضرور جواب چاہیے۔

یکے از کمترین غلامان متحد علی تسلیم مسنون و آرزوئے دست بوسی کے بعد عرض
کرتا ہے کہ سابق نامہ سے مفصل کیفیت معلوم ہوئی۔ حضور کی اکثر باتوں کا جواب قبل
میں بجواب گرامی نامہ مورخہ نہم شعبان لکھا جا چکا ہے۔ باقی حالات جناب حضرت اعلیٰ
اقدس دام ظلہ کے کرامت نامہ سے روشن ہوں گے۔

پہلے جو لفافہ بذریعہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب نازی کی گیا ہے اس میں ایک
خط بنام مولوی عزیز الرحمٰن صاحب تھا جس کو جناب نے ان کے پاس بھیج بھی دیا؟
اس لفافہ بھیجنے سے یہی غرض تھی کہ حضور کے ملاحظہ مبارک میں (...) ہو
سے ایسا نہ لکھا بلکہ جب حضور نے رقم فرمایا کہ میں نے اجازت نہ ہونے کی وجہ سے
اس کو بجنسہ (...) پاس بھیجدیا تو حضرت اعلیٰ اقدس سلمہٗ نے بطور الزام
بندہ کو فرمایا کہ کیوں اجازت نہ لکھی؟ اس خط میں بھی تاکید (...) مولوی
نذیر احمد خاں کا جواب نہ چھاپا جائے اور نئی تحریرات و تردیدات و طول مباحثہ
و معاملہ کی برائی لکھی تھی۔ اب جناب والا کو رسالہ "در منتظم" کا مولوی عزیز الرحمٰن
صاحب کے پاس ضرور دینا نہیں ہے جناب مولوی کرامت اللہ خاں صاحب نے جناب

مکرر یہ ہے کہ جناب مولانا محمد یعقوب صاحب کی صاحبزادی کا خط بنام مولوی عبدالحکیم صاحب جدا جاتا ہے اس خط (   ) یہ واقع ہوا کہ وہ طیارہ میں تھی تھیں اس عرصہ میں ان کا پوتا آکر ایک صندوقچہ امانتی مولوی صاحب اٹھا لے گیا وہ اطلاع کر چکی۔ اس خرچ سے وہ لڑکا خراب محل میں برباد کر دیا گیا۔ حاصل اگر ان کو بھی منظور ہے تو بی بی صاحب کو اجازت دیں کہ وہ اپنے مصرف میں لا دیں (... بحاشیہ) مقابلہ کر سکتی ہیں وہ بے چاری کی جان کا دشمن ہو رہا ہے مرزا صاحب کے متروکہ کو خراب کر دیا اس امانت کو اپنی جان کے ساتھ رکھتی ہیں کہیں لحظہ بھر کو نہیں جاتی یہاں ہر قسم کی منتاصیں ملتی ہیں اس نے رکھ چھوڑی ہے جب فرصت پاوے گا باقی کو بھی یوں ہی برباد (. . .) سکھا ہے کہ نہ اس کی نسبت کچھ کرتے ہیں اور نہ کچھ بولتے ہیں (   ) کرتی ہیں، ضرور جواب چاہیے۔

بعد از کمترین غلامان متضمن تسلیم مسنون و آرزوئے دست بوسی کے بعد عرض کرتا ہے کہ سابق نامہ سے مفصل کیفیت معلوم ہوئی۔ حضور کی اکثر باتوں کا جواب قبل میں بجواب گرامی نامہ مورخہ نہم شعبان لکھا جا چکا ہے۔ باقی حالات جناب حضرت اعلیٰ اقدس دام ظلہ کے کرامت نامہ سے روشن ہوں گے۔

پہلے جو لفافہ بذریعہ مولوی عبدالرحمن صاحب نازی کی گیا ہے اس میں ایک خط بنام مولوی عزیز الرحمن صاحب تھا جس کو جناب نے ان کے پاس نہ پہنچا بھی دیا؟ اس لفافہ بھیجنے سے یہی غرض تھی کہ حضور کے لاحظہ مبارک میں (. . .) ہو سے ایسا نہ لکھا بلکہ جب حضور نے رقم فرمایا کہ میں نے اجازت نہ ہونے کی وجہ سے اس کو بجنسہ (. . .) پاس بھیجدیا تو حضرت اعلیٰ اقدس سلمہ نے بطور الزام بندہ کو فرمایا کہ کیوں اجازت نہ لکھی؟ اس خط میں بھی تاکید (. . .) مولوی نذیر احمد خاں کا جواب نہ چھاپا جائے اور نئی تحریرات و تحدیدات و طول مباحثہ و معارضہ کی برائی لکھی تھی۔ اب جناب والا کو رسالہ "در منتظم" کا مولوی عزیز الرحمن صاحب کے پاس موجود نہیں ہے جناب مولوی کرامت اللہ خاں صاحب نے جناب

کے خط میں بھی لکھا تھا کہ یہی در منظم کی تقریظ انوار ساطعہ کے واسطے بھی کافی ہے اسی
لیے احقر نے عرض کی تھا۔ اور جو کوئی استفسار کسی رسالہ و کتاب و اخبار میں چھاپا جائے گا
تو وہ نقل ہی ہوگا، اصل (...) پھر کیا وجہ ہے کہ اس استفسار کا اعتبار نہ
کریں گے تمام خلقت کو کیا معلوم ہے کہ (...) اصل سے نقل ہوا ہے یا نقل سے
نقل ہوا ہے۔ یوں تو منکرین تمام دنیا کے علماء و جمہور (...) کے مخالف ہیں۔
الحمد اللہ انوار ساطعہ کو اللہ تعالیٰ نے تمام ملکوں میں مقبول کیا اور (...) کی طرف
سے براہین قاطعہ کو غیر مقبول اور ہم تمام خدام حضرت اقدس کو یہ یقین ہے کہ ان
دونوں کی مقبولیت و غیر مقبولیت ایک ولی اللہ زماں و قطب دوراں کے قبول و
رد کی وجہ سے ہے اور ایک مخلص کے اخلاص کا ظہور ہے۔ اگر موقع ہو تو مولوی
عزیز الرحمن صاحب سے استفسار فرماویں کہ جس تحریر میں حضرت کا ارشاد ہے
(...) مسئلہ امکان کذب کو واسطے تشفی خاطر مولوی عبدالسمیع صاحب کو بھی
دکھلادو وہ تحریر کہاں ہے؟ مجھ کو دکھلائی اگر وہ تحریر (...) جائے گی تو بالکل
حقیقت اس واقعہ کی اور تحریف و نفسانیت بھی ظاہر ہوگی۔ جناب مولانا رحمت اللہ
صاحب کی خدمت میں (بعد) تسلیم و آداب عرض کر کے انوار ساطعہ کی تقریظ لکھ
دینے کے واسطے استدعا کی، وعدہ تو فرمایا ہے۔ اگر آج کل میں عنایت کریں گے
تو اس کے ساتھ روانہ ہوگی ورنہ انشاء اللہ بعد کو۔ جس طرح حضور کو ملالت کی وجہ
سے خط لکھنے میں بہت تکلیف ہوئی ویسا ہی اس کے جواب طول طویل کے پڑھنے
میں بھی تکلیف ہوگی معاف فرمایا جائے۔ اللہ تعالیٰ دماغ کو اور کل اعضا کو قوت و
صحت بدرجہ اتم عنایت فرماوے۔

ایک خط بنام حاجی محمد اسحٰق صاحب و جناب مولوی کرامت اللہ خاں صاحب[1]
ملفوف ہیں۔ دونوں صاحب کے ہم لفافہ و ٹکٹ دے کر روانہ فرمایا جائے[2]

---

[1] اس کے بعد لفظ [illegible] مولوی عبدالرحمن صاحب [illegible] کی تحریر کو قلم زد کر دیا ہے۔

[2] [illegible]

مکرر یہ ہے کہ ایک خط جو بنام مولوی خلیل احمد امیٹھوی و مولوی محمود حسن صاحب
دیوبندی و حاجی محمد اسحاق صاحب وغیرہ کے نام کا خط جاتا ہے ملفوف فرما کر روانہ کیجئے
(....) بھیجا گیا بجنسہ اس کی نقل ملاحظہ عزیز کے واسطے جاتی ہے اس کے جلد ہونے
کی مصلحت ہے لیکن بعد کو جب حجاج واپس جائیں کیوں کہ ایسا نہ معلوم ہو کہ یہاں
سے آپ کے پاس بھیجا گیا جب یہاں کا حال معلوم ہوگا تو نصیحت کا کچھ فائدہ نہیں بلکہ
ناصح کو چھپا کر نصیحت نہ کرنا چاہیئے (.....) کے ذریعہ سے اپنا نقصان معلوم کر
بڑا (....) ہوتا ہے۔ (.....) آیندہ جیسی مصلحت ہو (ویسا کیجیے) یہ خط
مولانا رحمت اللہ صاحب و مولانا محمد عبد الحق صاحب وغیرہ علماء کی تجویز سے لکھا گیا ہے اور
اس کا مضمون پسند کیا ہے دونوں مولانا آپ کی خدمت میں بہت بہت سلام مسنون
پہنچاتے ہیں۔

از فقیر امداد الله عفی الله عنه

بخدمت عزیز باتمیز سعید کونین عزیزم مولوی عبد السمیع دام محبته

بعد سلام مسنون و دعاے خیریت دارین واضح آنکه مسرت نامه فرحت افزا شما بهر صدری ارسیده خوشنود ساخت حق تعالی آن عزیز را باین یاد آوری از جمیع حوادثات و مخالفات ظاهری و باطنی محفوظ دارد و از عارضه لاحقه شفا بخشد و ذوق و شوق محبت خود روزی کند و دائم بران دارد و خاتمه او شما بخیر کند آمین ۔ اوراد معمول خود کرده باشند و بذکر یکه مشتغل باشند بکنند ۔ معلوم شد که دماغ آن عزیز بسیار ضعیف گردیده و طاقت ذکر جهر و ضرب ندارد باید ذکر آهسته اسم ذات یعنی الله بکنند ترکیبش آنکه لسان و دہن و نوک قلب صنوبری را بخیال برابر کرده زبان را باسم ذات حرکت دهد ۔ الله الله بلبه و خیال کند که زبان دہن و نوک قلب برابر حرکت می کند و هر دو بار الله را ساکن دارد باین حیثیت صبح شش هزار بار هر روز کرده باشند مگر درین حال ذکر لطیفه معده باشد بهتر است والا بے خلو هم فائده خواهد بخشید ۔ ان شاء الله ۔ بکنند آن که به رسائل شغل ظاهر نکنند ۔ ۱۲

بر حاشیہ : از مولوی عنایت الله صاحب سلام و دعا برسد

[illegible]

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت سراپا خیر و برکت عزیزم مولوی عبد السمیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہ

قبل اس کے چند خطوط ارسال خدمت ہو چکے ہیں مولوی عبد الحی صاحب آئے اور حج بدل بفضلہ ادا کر لیا لیکن جس جہاز پر وہ سوار تھے بہت دیر کر کے پہنچا اس لیے وہ یہاں ساتویں ذی الحجہ کو پہنچے۔ رجبن بازار کے دو ماہ دوات آپ سب صاحبوں کی خیر و عافیت معلوم ہوئی لیکن آپ کی کوئی تحریر ان کے ہاتھ نہ آئی حالانکہ یہ دونوں صاحب کہتے ہیں کہ ہم ملاقات کر کے چلے اور ہم سے کہا کہ حضرت کے واسطے کچھ روپے لے جانے کو ہیں وہ لیتے جاؤ مگر شاید کسی دوسرے شخص کے ہاتھ آپ کے خط آتے ہوں۔ ایک جہاز کئی دن قریب مہینہ سے قرنطینہ میں کامران میں مقید ہے شاید اسی پر خط ہوں۔ فقیر نے قبل ہی عرض کر دیا تھا کہ بعد ادائے قرض حاجی محمد شفیع صاحب بڈھانوی کے اگر کچھ روپے یہاں بھیجا ہو تو وہ حافظ عبد اللہ صاحب مرحوم کے ورثہ کو دے دینا اس سے دونوں کو روپے کے ملنے میں آسانی ہے۔ فقیر کے پاس ان کا روپیہ جمع ہے کہ اس کا حساب قبل لکھا جا چکا ہے۔ بہر کیف حاجی محمد شفیع صاحب بڈھانوی کے پیغام کئی دفعہ آچکے ہیں اس لیے آپ مہربانی فرما کر ان سے رسید اس قدر روپے جس قدر آپ نے ادا فرمایا ہے لے کر جلد عنایت فرمادیں اور حالات ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ لکھے جائیں گے اور زبانی عزیزم حاجی میاں ظہور الاسلام صاحب سے روشن ہوں گے زیادہ والسلام۔ سب احباب و عزیزوں کی خدمت میں سلام علیک عرض کر دو خصوصاً اپنے شاگرد رشید کی خدمت میں۔ فقط

از مکہ معظمہ

۲۰ ذی الحجہ روز چہارشنبہ ۱۳۰۷ ہجری

کمے از کمترین غلامان کاتب الحروف منور علی عفی اللہ عنہ تسلیم مسنون معروض کے
واسطے عرفات و منیٰ و مزدلفہ مقامات متبرک میں بفضلہ تعالیٰ بالتخصیص دعا کی گئی۔
حضور کے سب خطوط کے جواب روانہ ہو چکے ہیں۔ جو خط کہ مولوی عبد الحی صاحب
لائے ہیں اس کا جواب بھی ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ عرض کروں گا۔ اس وقت باعث
عذر کے نہ لکھ سکا آئندہ امید وار دعا۔ اگر جناب مناسب سمجھیں تو مولوی نذیر احمد خاں
رامپوری (کذا) کا جواب طبع کرا دیں کہ بہت لوگ اعلیٰ حضرت کی رائے ان اختلافی
مسائل میں دریافت کرتے ہیں لیکن ابھی مولوی خلیل احمد امبیٹھوی کے نام کا خط
نہ مشتہر فرما دیں

جناب مولوی منظور احمد صاحب حسب معمول اعلیٰ حضرت کی زیارت و حج
کو مدینہ طیبہ سے آئے ہیں حضور کو سلام علیک فرماتے ہیں دو چار روز میں پھر واپس
جائیں گے۔ حاجی میاں محمود الاسلام صاحب کمترین سے نقل خط مولوی نذیر احمد خاں
صاحب (کذا) چاہتے ہیں حضور پچھلی نقل کی نقل ان کو عنایت فرما دیں اور مولوی خلیل احمد
صاحب کے خط کی بھی۔ فقط۔ بہر کیف آپ کو اختیار ہے کہ دیں چاہے نہ دیں جیسا
مناسب سمجھیں۔ چونکہ میں ان کو آپ کی جماعت کا سمجھتا ہوں نہ معلوم کہ یہ سمجھ صحیح
ہے یا غلط اس لیے گذارش کی۔ فقط

بر حاشیہ:
خط اسی ماہ کا [illegible] چشتی صابری کا ملفوف [illegible] کے پاس روانہ فرما۔ فقط

لفافہ:
[illegible] مقام میرٹھ
بخدمت [illegible] مولوی [illegible] صاحب [illegible]
بمعرفت حاجی محمود الاسلام صاحب میرٹھی

[illegible]

بقلم امداد اللہ عفی اللہ عنہ[1]

باعث تحریر ضروری کا یہ ہے کہ عرصہ ہوا کہ تم نے لکھا تھا کہ قرضہ حاجی محمد شفیع بیدانی کا دو سو ساٹھ روپیہ کا جو میری طرف ہے یعنی فقیر کی طرف اُس کے ادا کرنے کا ذمہ عزیز جان محی الدین خلف حافظ عبد الکریم خان بہادر نے اپنی طرف کر لیا ہے سو معلوم نہیں کہ وہ ادا ہوا یا نہیں۔ محمد شفیع کی تحریر سے معلوم ہوا کہ نہیں ہوا اس واسطے لکھا گیا (جاتا ہے) کہ فقیر محمد شفیع کا دو سو ساٹھ روپیہ کا مقروض ہے اس میں جس قدر عزیز جان موصوف دیں اس کو مشارٌ الیہ کو دے کر رسید لے لیں باقی فقیر کو لکھیں کہ یہاں سے تجویز کر کے روانہ کیا جائے اس حال سے جلد اطلاع دیں۔ عزیز جان حافظ محی الدین و جناب حافظ عبد الکریم خان صاحب مولوی عبد الحکیم صاحب و دیگر دوستاں نام بنام سلام دعا قبول باد۔

مولوی عبد الحی صاحب آئے اور حج ادا کیا اور جو پارچہ پیسہ مجھ کو تم نے روانہ کیے تھے پہنچائے حسب مرضی فقیر کے ہوئے بدن میں بہت اچھے آئے جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ مولوی موصوف بیماری کا عذر کرتے تھے کہ دیر میں آئے اگر بیمار نہ ہوتا تو رجب شعبان میں آجاتا۔ اطلاعاً لکھا گیا۔

فقط

---

[1] یہ تحریر حضرت حاجی صاحبؒ نے خط نمبر   پر اپنے دست مبارک سے اضافہ کی ہے۔

(۱۴)

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت بابرکت عزیز القدر مولوی عبد السمیع صاحب سلّمہ

بعد سلام مسنون و دعاے خیر واضح رائے عزیز باد مسرت نامہ آن عزیز مع دو اشرفی
بے پوری مرسلہ عزیز جانی وحید الدین و دہ روپیہ مرسلہ آن عزیز در رضائی اطلس مرسلہ
ہمشیرہ مرحوم شما ہمراہ منشی عبد الرحمن خاں صاحب رسیدند و نیز دو تھان ململ و چکن
و بست و دو روپیہ مرسلہ والدہ وحید الدین رسیدند۔ ہر دو تھان بموجب تحریر بصرف
خود آوردم و بست و دو روپیہ بمحتاجین دادہ شد۔ نوشتہ بودند کہ ہشت تن از معرفان
در فقیر خانہ بندہ بودند در سہ چہار سال بسبب انتقال نمودند انا للہ و انا الیہ راجعون
در تقدیر الٰہی کسے را چارہ نیست اللہ تعالیٰ آن مرحومان را بخشد و بجنت رساند۔
آمین۔ منشی عبد الرحمن خاں صاحب مرد صالح و دین دار و امانت دار ہستند کہ عطیہ
حافظ عبد الکریم خاں صاحب بادشان سپردہ بودند بدیانت و امانت بخیر و خوبی بجا
آوردند باتمام رسانیدند لائق تحسین ہستند۔ بصلاح مولوی رحمت اللہ صاحب و فقیر
عزیزم احمد حسین را شریک حال شان کردند و نیز حافظ عبد اللہ در تقسیم خیرات ہمراہ بودند
مگر الحمد للہ بروز قلیل بسبب امور طے شدند اطلاعاً بقلم آمدند ۱۲ از فقیر بخدمت حافظ
عبد الکریم خاں بہادر صاحب و مولوی عبد الحکیم صاحب و عزیز جان وحید الدین سلام
رسانند ۱۲ و عبد الرحمن خاں صاحب داخل سلسلہ شدند اللہ تعالیٰ قبول فرماید۔

ل [illegible]

بحضور مخدومی ومطاعی جناب مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب دامت برکاتہم

از فقیر سراپا تقصیر متعدد علی بعد تسلیم مسنون و دست بوسی کے یہ عرض ہے کہ کل حالات
جناب حضرت اعلیٰ اقدس سیدی و مرشدی کے کرامت نامے سے روشن ہوئے ہوں گے حضرت
نے قطعہ مریضہ بذریعہ جناب مولانا خلیل الرحمن صاحب مع رسید پانچ روپیہ مطبع
والا ارسال خدمت والا کیا ہے) احقر نے حضور کا رسالہ جا بجا سے حضرت اعلیٰ اقدس
کو سنا دیا ہے حضرت سلمہ نے خود بھی اکثر جگہ سے ملاحظہ فرمایا ہے اور بعد از سماعت
فرمایا ہے۔ بہ رسالہ کے بعض علماء کو بھی ملاحظہ کو ارشاد کیا ہے۔ احقر کو یہ وہم پیدا ہوا
ہے کہ احقر سے کوئی تقصیر ہو گئی ہے اس لیے حضور کو کچھ ملال ہے کہ دو قطعہ نامہ
مبارک آیا اس میں احقر کو سلام و دعا سے سرفراز نہ فرمایا خدا کرے کہ یہ وہم احقر کا غلط
نکلے اور کسی اور وجہ سے سلام و دعا لکھنا سہو ہو گیا ہو۔ اس دفعہ جو حضرت اعلیٰ اقدس
سلمہ کے نام مبارک سے آپ کا خط آیا ہے نہ اس میں سلام ہے اور جو پہلے بنام مولانا
خلیل الرحمن صاحب آیا تھا نہ اس میں سلام تھا۔ اگر کوئی خطا معلوم ہوئی ہو تو حضرت وہ
معاف فرمادیں اور احقر کو اس سے مطلع فرمادیں کہ عذر پیش کرے یا معافی چاہے۔
زیادہ تسلیم و امیدوار دعا و عنایت۔ فقط

بخدمت سراپا محبت عزیزم مولوی محمد صاحب سلام مسنون و بخدمت شریف جناب حافظ
عبدالکریم خان صاحب بہادر نجم الہند و جناب شیخ وحید الدین صاحب سلمہ و جمیع شاگردان و
فیض یابان جناب والا سلام مسنون عرض ہے۔ مولوی محب الدین و مولوی عبداللہ و منشی
عبداللہ و میاں نیاز احمد و میاں عبدالرحیم خاص خادم حضرت سیدی و حافظ احمد سعید
صاحبزادہ سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ

بخدمت سراپا عنایت و محبت عزیزم مولوی عبد السمیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے چند خطوط آئے، خوشی ومسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دینی یا دنیاوی مکروہات دارین سے محفوظ رکھ کر صلاح و فلاح دارین عطا فرماوے۔ آپ کے خطوط کے جواب عزیزم مولوی منور علی صاحب سلمہٗ کے ہاتھ پہنچیں گے۔ عزیز موصوف کو آپ صاحبوں کی خدمت میں جس غرض و منشا سے بھیجتا ہوں اللہ تعالیٰ اس میں کامیاب الرام کرے۔ آپ اپنی طرف سے اس معاملہ میں جہاں تک ممکن ہو اس کی کامیابی میں کوشش کریں۔ الحمد للہ فقیر کو دنیا کے کسی امر کا غم نہیں ہے لیکن آپ لوگوں کے آپس کے اختلاف کا ایسا سخت غم و رنج ہے کہ ہمیشہ اس کے باعث دل منقبض و پژمردہ رہتا ہے اس لیے آپ لوگوں کو مناسب تھا کہ ہمارے غم و الم کے دور کرنے میں بہت مستعد و آمادہ ہو جاتے، میری رضامندی و خوشنودی کو حاصل کرتے۔ فقیر نے حتی الوسع اپنی جماعت کی مخالفت دور کرنے کو اور مصالحت پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن ابھی تک حسب خواہ نتیجہ نہ نکلا، اب بالآخر یہ مصلحت معلوم ہوئی ہے کہ عزیزم مولوی منور علی صاحب سلمہٗ کو اپنی طرف سے آپ صاحبوں کی خدمت میں بھیج کر صورت مصالحت کی پیدا کی جائے، چنانچہ عزیز موصوف بہر وجوہ تیار ہیں۔ ان شاء اللہ آئندہ جہاز میں سوار ہوں گے، وہ جو کچھ کہیں یا رائے دیں وہ بعینہٖ میرا کہنا و ستا سمجھیں آئندہ سب حالات زبانی عزیز موصوف ظاہر ہوں گے زیادہ والسلام۔ فقط

بخدمت میاں وحید الدین صاحب و میاں محمد صاحب و دیگر عزیزان واحباب السلام علیکم۔ فقط ۲۲ صفر ۱۳۱۳ھ

مہر
محمد امداد اللہ فاروقی
۱۲۷۹ھ

برحاشیہ : از مکہ معظمہ محلہ حارۃ الباب

از منور علی عفا اللہ عنہ و حاضرین خدمت عالیہ تسلیم مسنون قبول باد کاتب الحروف نیاز احمد تسلیم می رساند

از حافظ احمد حسین صاحب و جناب مولوی رحمت اللہ صاحب سلام مسنون!

(۱۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت سراپا اختصاص وسراسر اخلاص عزیزم مکرم جناب مولوی عبد السمیع صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط مورخہ ۲۹ جمادی الاولیٰ آیا، کیفیت معلوم ہوئی۔ نہایت مسرور و شکور کیا خداوند تعالیٰ اس عزیز کو اپنی محبت عطا فرما کر خاتمہ بالخیر کرے۔ بوجہ ضعف طبیعت گو سست رہتی ہے، حرم شریف کو جمعہ کے دن جانا دشوار ہوتا ہے۔ کبھی سواری پر اور کبھی پیدل جانا ہوتا ہے تو نہایت تکلیف ہوتی ہے حسن خاتمہ کی دعا کریں۔ اتفاق ہونے کی کیفیت دیکھ کر نہایت فرحت (و) سرور فقیر کو ہوا۔ اتحاد برادران طریقت سے فقیر کو بہت فرحت ہے۔ اللہ تعالیٰ فقیر کے جمیع احباب کو آپس میں ہمیشہ شیر و شکر رکھے۔ مبالغ مرسلہ آپ کے وصول ہوئے۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

اشتہارات چھپوا کر اگر تقسیم کیے جاویں تو کوئی حرج نہیں، جہاں فقرہ (اتخذ لہ بنا بر ظہر محکن ہے) اس کو جناب مولانا رشید احمد صاحب سے دریافت کر کے درد کر دیا جاوے۔ اور جو لفظ آپ کے خط میں غیر مناسب ہو وے وہ نکالا جاوے اور ختم کیا جاوے تو اچھا ہے جس طرح ممکن ہو صلح صفائی ہونا بہت بہتر ہے اور موجب منفعت ہے۔ عزیزم مولوی ( ) علی صاحب کو اسی غرض سے روانہ کیا گیا ہے تاکہ آپس میں ربط ضبط ہو جاوے۔ تفرقہ انداز ( ) ہستا چاہیے۔ حنفی مذہب صوفی مشرب رہنا فقیر کو پسند ہے۔ بذریعہ خطوط حالات سے مطلع کیا کرو۔ جناب مولوی رفیع الدین مرحوم ۱۱ر جمادی الاول کو مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بڑے بانصیب تھے کہ اپنے شیخ کے حد پر جا پڑے۔ عزیزم حافظ

عبدالکریم خان صاحب بہادر و عزیزم وحید الدین وغیرہ سب صاحبوں کو السلام علیکم
دینا۔ اللہ تعالیٰ ہمارا تمہارا خاتمہ بالخیر (فرمائے)

از مکہ مکرمہ محلہ حارۃ الباب

مورخہ ۱۱ رجب سنہ ۱۳۰۴ھ

کیفیت مکان واقع جبل عمر مولوی احسن صاحب کے خط سے مفصل معلوم ہوگی
اور اس میں مقیم ہیں۔ انوار ساطعہ طبع جدید سے، نسخہ اطلاع نہ ہوئی اور نہ اب تک
رسالہ لمعات الانوار مولوی انوار اللہ صاحب کا طبع ہوگیا ہو تو روانہ کریں۔

لفافہ
ہشم پہنچ بالخیر بمقام کیمپ میرٹھ کوٹھی عبدالکریم خاں صاحب بہادر
بخدمت فیض درجت سراپا محبت و عقیدت عزیزم مولوی عبدالسمیع صاحب بیدل سلمہ
صفر سنہ ۱۳۰۴ھ

خلیل اللہ پنجابی نہ میرا مرید نہ میرے پاس
اس کی کارگزاری لکھی آتی ہے

جناب قبلہ و کعبہ این احقر عبیدان مخدوم معظم فرزندان جناب مولانا صاحب دام ظلکم
السَّلامُ علیکم و عینی تحت نعلیکم۔ اما بعد: وصول مع الخیر شرف (۱)
واجب الخدمۃ ام کہ حضرت مولانا و مرشدنا سرکار ہادی نامدار و پیر و مرشد قطب الاقطاب
ادام اللہ ظلالہم ہمچنین ماضیہ صحیح و قوی فی عیشۃ راضیۃ ہستند، سوائے جمعہ
بر سواری در حرم محترم تشریف نمی آرند۔ شکوۂ ضعف بصر است مگر تیز دم قوی البصر
شدند کہ اول بلا امداد عینک دیدن نمی توانستند و حالا اشیائے بعیدہ و اشیائے قریب
بلا عینک ملاحظہ می فرمایند و خط جناب بچشم مبارک خود بتمامہ ملاحظہ فرمودند و ہم نامہ جناب
برادرم شیخ وحید الدین صاحب دام اقبالہم ملاحظہ فرمودند۔ کلمات مقبول پُر ثنا و دعا
بر زبان مبارک آوردند بندہ ہم نہایت محظوظ شدہ آمین گفت سلام مجاز بہ شیخ صاحب
موصوف (........) توہین و تحقیر مولوی عبد السمیع نوشتہ شد شاید ازین باعث
(....) و کدورت در خاطر مولوی عبد السمیع نشستہ باشد بلاشک در بر این کلمات
خلاف تہذیب نوشتہ است۔ الحاصل حضرت شیخ در بارہ ثنائے و مسائل جانبین
کلمات صاف نمی فرمایند۔ گاہے چنین و گاہے چنان می فرمایند۔ و مولوی منور علی، مولوی
غلام دستگیر قصوری را قصوروار کثیر و کذاب و شریر و مفتری و مدوح گو علی الاعلان می گویند
رو بروئے حضرت ہمین کلمات مولوی قصوری را یاد می کنند۔

و بتاریخ ۲۲ رمضان المبارک سنہ ۳۰ شب جمعہ بعد عشاء مولوی رحمت اللہ صاحب
مرحوم و مغفور از دار فانی در جنت جاودانی برضائے ربانی انتقال فرمودند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا
اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وارثان جناب مولانا مرحوم اہل خانہ و پسرے از حرم و ابن برادر
مولوی صاحب محمد سعید نامی باقی ہستند و وصی ہم محمد سعید است۔ بہت دن تا رجوع
جناب خود حضرت سرکار امانت داشتہ ام اگر ارشاد حضرت می نافذ شود مبلغان مذکورہ بہ
مولوی صاحب مرحوم دادہ شوند در ہمین رائے حضرت سرکار است۔ اگر مقبول شود دیگر

بعد رجوع از مدینہ منورہ جواب عریضہ ہذا نخواہم رسید سلطان معظم بہ بابیہ مولوی
صاحب دادہ نخواہم آمد چرا کہ رائے ( ) و ہم تربیت پسر مولوی صاحب
مرحوم کہ بے مادر است ( ) ایشان را ضرورت خرچ بسیار است۔ آیندہ ہرچہ
رای جناب ( ) سرکار خطی قبل رمضان شریف روانہ کردہ شدہ است اگرچہ بعض
کرم کہ تا ۱۵ شوال نزد مولوی صاحب ہرگز نرسیدہ، حضرت می فرمودند و مولوی
منور علی نیز می گفتند کہ دران خط بسیار مضامین نوشتہ شدہ بودند افسوس نرسیدہ جوابش
یعنی این خط کہ ہمراہ من بود خواہم آورد زیادہ نیاز۔ و مولوی عبداللہ صاحب مع دیگر
دیوبندیان راہی مدینہ منورہ شدہ اند عن قریب قریب وصول اند (کذا) وقت وصول کتب
نیز حقیر بہ مولوی عبداللہ صاحب دادہ خواہد شد روزے حضرت می فرمودند کہ فقیر دہلوی
کتابے نوشتہ است آن را سبب از دیاد فساد پوشیدہ داشتہ ام بسیار خراب نوشتہ
در ہند بسیار ہستند کہ جوابش بخوبی خواہند داد فقیر بسیار بد کردہ خوب نہ نوشتہ۔ و درین ایام
بہ مولوی منور علی و مولوی منظور احمد وغیرہ ہم کتاب فقیر حضرت دادہ اند آنہا دیدہ اند و من
ہنوز در بارہ کتاب فقیر ہیچ ذکر نکردہ ام فقط گفتگوے ہر یک گوش می دارد و دیگر افسوس
چیزے گفتن (نمی توانم) و خطوطے دیگر بخانۂ غلام رسانند و خیریت ( ) و جواب
عریضہ ہذا و جواب امانت مولانا رحمت اللہ کہ بابیہ شان دادہ شود نہایت جلد روانہ فرمایند
و در جبری وار باشد و یک پرچہ علیحدہ متعلق مضمون خاص باین خاکسار در ان خط تحریر
فرمایند و خط دیگر چنان باشد کہ اگر بحضرت سرکار نمودہ شود مضمونے ناگوار خاطر نباشد
و اگر ممکن باشد یک نسخہ انوار ساطعہ اگرچہ یک صفحہ آن ناتمام است ترتیب کنانیدہ
بہ عجلت پارسل روانہ فرمایند کہ حضرت تاکید آن بسیار می فرمایند۔ آیندہ آنچہ مناسب
ملی الضمیر منیر باشد زیادہ حد ادب۔

بخدمت برادرم جناب معلی القاب شیخ وحید الدین صاحب و بشیر الدین صاحب
دام اقبالہم سلام مسنون الاسلام و آداب محبت التیام پذیرا باد و بخدمت جناب مستطاب
مخدوم و قرۃ چشم محرک عرق انس میاں محمد صاحب زاد علمہ و عملہ و عمرہ و قصۂ السلام علیکم

مقبول باد و بخدمت همه پرسان حال سلام مسنون برسانند ۔ فقط
محمد خلیل الرحمن احقر تلمیذان و غلام فرزندان
(   ) حارۃ الباب بمکان حضرت مولانا شیخ امداد اللہ صاحب دام فیضہم
(   ) روز چہار شنبہ

بر حاشیہ :
مولوی منور علی صاحب دقیقہ از شناء وصفت مولانا (   ) نگذاشتند
و چیزے از پہلو تہی جناب از ملاقات فیما بین نہ برداشتند این کلمات بر سرکو دانفہم
روبروے من ہم گفتند کہ مولوی رشید احمد صاحب ہیچ عذرے براے ملاقات
نکردند و بہمہ وجوہ راضی شدند و من بحلف روبروے بیت اللہ شریف می گویم کہ مرید
صادق جناب فقط ہمون مولوی رشید احمد است و بس و مولانا عبد السمیع صاحب با خواہ
بعض مخالفان و معاندان این خاندان از ملاقات پہلوے تہی بعذرہاے ناموزون
کردند از دل این محزون براے (   ) بلاتکلف بری آید کہ (   ) حضرت
سلمہ اللہ تعالے (   ) درخط خود براے مولوی (   ) بسیار خفیف و
حقیر ....

بر حاشیہ :
۱۱ ذی قعدہ کو چوتیس روز میں مع الخیر داخل (   ) سہ شنبہ کو ۲۲ ذی قعدہ
مکہ معظمہ میں ۲۵ ذی الحجہ کو مدینہ جائیں گے (   ) ہندوستان پہنچیں گے ۔

۷۸۶

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت فیض درجت سراپا اخلاص و محبت عزیزم مولوی عبد السمیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب بہجت اسلوب مورخہ یازدہم ذی الحجہ مرسلہ من مقام رامپور بذریعہ ڈاک
ورود سرور لایا مشکور و مسرور ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بدین بہجت و عنایت مکروہات دارین سے
محفوظ رکھ کر درجات عالیات و قرب مراتب دارین میں اعلیٰ فرمائے۔ اس سال بسبب
انواع اقسام کی آزمائش ہمارے بداعمال و کثرت عصیان کے باعث سرزد ہوئی کہ
جس سے ظاہراً مخلوق کو سخت مصیبت و تکلیف ہوئی کئی برسوں سے مینہ نہ برسنے کی وجہ سے
تمام ملک حجاز میں سخت قحط ہوا اس سال بفضلہ برسات اچھی ہوئی مینہ حسب خواہ ہوا،
اسی وجہ سے اس ملک کی پیداوار بھی خوب تھی لیکن اس دو تین مہینے کے عرصہ میں دو دفعہ
ٹڈیاں اس کثرت سے آئیں کہ سب نباتات و سبزوں کو چٹ کر گئیں بڑے بڑے کھجور وغیرہ
کے درختوں کے پتے تک نہ رہے اسی طرح اس سن کے بعد ہیضہ شروع ہوا اور
تیسرے روز تمام مکہ معظمہ میں ایک بلا عالمگیر ہوگیا ایسے طوفان و زور شور سے یہ وبا پھیلی
کہ قیامت کا نمونہ سب کو معلوم ہوتا تھا سینکڑوں روزانہ مرتے تھے تمام ملک کے لوگ ناگاہ
دو ایک روز میں بھاگ نکلے اور شامی و مصری قافلہ بھی جلد روانہ کر دیا گیا اور مدینہ طیبہ کا
قافلہ بھی بہت جلد روانہ ہوگیا اسی وجہ سے یہاں کے پیشہ ور اہل حرفہ تاجروں سوداگروں کا
سخت نقصان و خسارہ ہوا کچھ بھی خرید و فروخت نہ ہوئی کیونکہ یہاں کے تجار و اہل حرفہ
سال بھر اسباب کے مہیا کرنے میں مصروف رہتے ہیں بیع و شرا صرف حاجیوں کے ذریعہ سے
ہوتی ہے اور حسب لیاقت سب کے سال بھر کا مصرف اللہ تعالیٰ انھیں چند روزوں کی
خرید و فروخت میں دے دیتا ہے اور جب شہر میں اور ملکوں کے روپیہ وصول بذریعہ
تجارت و حرفہ آ جاتے ہیں اور جمع ہو جاتے ہیں تو پھر بہت سے تنگ حال شہر کے باشندوں

کو اُن سے فائدے ہوتے رہتے ہیں لیکن دو سال سے تجارت و پیشہ میں بھی سخت آفت
و خسارہ ہے اللہ تعالیٰ رحم فرماوے۔ غرض کہ جو قافلہ مدینہ طیبہ حج کے بعد گیا اس کو حکام
نے بخوف وبا اندر شہر کے گھسنے نہ دیا صرف زیارت کی اجازت دی۔ تیسرے روز سب قافلہ
کو واپس کر دیا اس سے سخت تکلیف زائرین کو ہوئی۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ میاں کرم الٰہی
صاحب جن کے ہاتھ آپ نے خط وغیرہ بھیجا تھا دکھن جہاز پر تھے وہ یہاں نہ آیا بلکہ قریب
دو ماہ کے جزیرہ کامران میں بقاعدہ قرنطینہ مقید رہا اس کے حجاج کو سخت تکلیف پہنچی
ہوئی ان سب کے حج کے فوت ہو جانے اور چند ماہ معذب رہنے کا رنج از بس ہوا اللہ تعالیٰ
اپنے بندوں کی تقصیرات کو معاف فرما کر رحم و کرم فرماوے۔ دکھن جہاز میں میرٹھ و سہارنپور
وغیرہ اپنے اطراف کے بہت لوگ تھے بڑی کوشش کی گئی لیکن ایک ذرہ بھی کچھ کسی کی
خبر نہ ملی نہایت تشویش ہے۔ چونکہ اب جہاز واپس گیا حجاج بھی سب گئے ہوں گے اس
لیے امید ہے کہ آپ صاحبوں کو کچھ خبر ملے گی۔ اس لیے امید ہے کہ آپ مہربانی فرما کر جہاں
تک آپ سے دریافت ہو سکے دریافت فرما کر ان کے حالات۔ اور اپنے ملاقاتی کی خیریت جو
اس میں تھے جلد رقم فرماویں کیونکہ یہاں کے حکام نے اس جہاز کی خبر نہایت سختی سے بند کر دی
تھی۔ اس لیے کچھ حال وغیرہ عافیت کسی کی معلوم نہ ہوئی۔ ڈپٹی نجابت علی صاحب وغیرہ بھی
اُسی میں تھے۔ معلوم نہیں کہ میاں کرم الٰہی صاحب کی معرفت جو خط آپ نے بھیجا تھا اس
میں کیا حقیقت تھی۔ فقیر کو یقین ہے کہ جب حاجی محمد شفیع صاحب بڑھانوی اپنی جگہ میں
آجائیں گے تو اُن کے روپے اُن کو مل جائیں گے۔ اس لیے اب کوئی تشویش نہیں ہے۔
آپ میاں وجیہ الدین (.......) کی خدمت میں فقیر کی طرف سے بعد سلام مسنون فرما کر
یہ فرماویں کہ جس جولاہے سے کہ بہت سی مخلوق کو فائدے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ایسے وجود با جود
کو شرور مفسدان و حاسدان سے محفوظ رکھ کر ترقی درجات عالیات دارین فرماوے گا۔ فقیر
دعا سے غافل نہیں ہے خصوصاً اپنے محسن و احباب کے واسطے دعا کرنا افضل عبادت یقین
کرتا ہے۔
دیگر اینکہ مخلص و مکرم خاصی محب دلی مولوی محمد علی صاحب سلمہ کہ جن کی مفارقت

نزاع سخت ناگوار ہے ان سے فقیر کو ہر طرح کی راحت ہے صرف آپس کی صلح کے واسطے
آپ کی خدمات رکھنا میں حاضر ہوتے ہیں اور یہی تاکید ہے سب کو کہ اپنی طرف عدل
میں حتی الوسع کچھ کد و کاوش نہ رکھیں۔ دل صاف رہیں۔ اگر کسی مسئلہ میں کچھ بھی اختلاف
ہو مجتہدانہ اور مجتہدین دین کا سمجھ کر کد و کاوش کو دل میں جگہ نہ دیں اخلاص اور محبت
رہیں۔

محمد امداد اللہ فاروقی ۱۲۷۹	مہر

(۴۹)

مہر محمد امداد اللہ فاروقی

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ بخدمت فیض درجت سراپا عنایت و محبت عزیزم مولوی عبد السمیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب بہجت اسلوب عزیزی مع ہدیہ عطیہ مرسلہ عزیز ۔ عزیزم مولوی خلیل الرحمن صاحب کی معرفت پہنچا ممنون و مشکور ہوا ۔ یہاں کے حالات زبانی عزیز موصوف کی روشن ہو گئے اور خط سے منور علی کے بھی معلوم ہوں گے ۔ جناب مولانا رحمت اللہ صاحب کے انتقال فرمانے سے مدرسہ وغیرہ کے سب کاموں میں بباعث مخالفت و (بااخوا) (کذا) کے سخت تنزل ہے ۔ افسوس ہے ۔ جو امید کہ مولوی صاحب مرحوم اور دیگر اہل خیر کو ان کے بعد خیر جاری کی تھی وہ منقطع ہو گئی ۔ اللہ تعالیٰ کی کچھ ایسی مشیت تھی کہ مولانا کی زندگی سے سب کاموں کی بنیاد معکوس پڑی ۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماکر ان کے نیک ارادوں کو جاری فرمادے ۔ اب فقیر کو صبح و شام ہے ۔ دعا حسن خاتمہ سے مدد فرمائیے ۔ اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا خاتمہ بالخیر فرماکر اپنے صدیقین مقربین کے زمرہ میں داخل فرمادے آمین ۔ والسلام

گذارش یہ ہے کہ آپ کے ہاتھ پر جو کوئی پیران عظام و اولیاء کرام کے مقدس سلسلہ میں داخل ہو تو آپ بلا عذر بیعت لے کر اللہ تعالیٰ کا نام مبارک و ذکر و شغل بتلا دو ۔ ہادی و مرشد حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور پیران عظام واسطہ اور ہم سب تابع احکام ۔ پس بزرگوں کی تابعداری و اطاعت کر دینا چاہیے آئندہ سنوارنے والا خود سنوار لے گا ۔ ہم کو اپنی قابلیت و لیاقت کا کیا خیال چاہیے ۔ فقط

از مکہ معظمہ

۱۲ / صفر ۱۳۱۰ھ

بخدمت عزیز از جان محمد وحید الدین صاحب سلمہ بعد دعا کے واضح ہو کہ آپ کا ہدیہ پہنچا ۔ ممنون ہوا اللہ تعالیٰ تم کو دارین میں جزائے خیر دے ۔

بخدمت حافظ عبد الکریم خاں بہادر سلمہ و بخدمت جناب مولوی عبد الحکیم صاحب و جمیع احباب سلام مسنون فرمادیں ۔ فقط

عزیزم میاں محمد صاحب سلمہ دعوات ترقی درجات مطالعہ فرمایند ۔

جناب مولانا ۔۔۔۔۔ وسیدی جناب حضرت مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب جنت فیوضہم
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

الحمد للہ احقر اس دم تک مع الخیر رہ کر ہمیشہ حضور کی صلاح و فلاح دارین کی دعا کرتا ہے۔ احقر اپنے حالات سفر و کیفیت بخیریت پہنچنے کی قبل عرض کر چکا ہے کرامت نامہ مع پانچ روپیہ عطیہ جناب مولانا خلیل الرحمن صاحب کی معرفت ورود اجلال فرمایا ممنون و مشرف ہوا۔ جناب حضرت اعلیٰ اقدس سیدی و مولائی سلمہٗ کا ضعف بر سر ترقی ہے۔ ارادہ مدینہ طیبہ کا بھی ہے اگر تشریف لے جائیں گے تو احقر بھی ہم رکاب جاوے گا۔ حضرت اعلیٰ اقدس سلمہٗ کا احقر پر سخت اعتراض رہا کہ روداد صلح کیوں نہیں اخبار میں شائع ہوئی، جس قدر کارروائی صلح ہوئی اس قدر واسطے خوشنودی اپنے قافلہ و اطمینان صلح جماعت و خواہان صلح کے بس ہے۔ حسن ظن والے سب کو اچھا ہی ظن کرتے بدگمانوں سے کچھ مطلب غرض نہیں۔ رسالہ انوار ساطعہ جو ترمیم ہو کر چھپا ہے اس کی نسبت بھی فرمایا کہ جس قدر جیسا چھپا تھا، ساتھ لانا ضرور تھا۔ اور حالات یہاں کے جناب مولوی خلیل الرحمن صاحب سے روشن ہوں گے آئندہ امیدوار دعا۔

اس دفعہ بھی حسب معمول عرفات و مزدلفہ و منیٰ میں نام بنام دعا کی گئی اور بہ توجہ و جنت حضرت اعلیٰ و اقدس سلمہٗ اس دفعہ عرفات میں حاضرین مجلس پر فیوض و برکات و انوار عرفانی کی بارش سب سالوں سے زیادہ رہی اور رقت و بکا سے اکثروں کی بلکہ خود حضرت سیدی کی حالت متغیر رہی۔

الحمد للہ عجیب برکت و خوبی کی کیفیت اس سال رہی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک الحمد للہ۔

دعا میں حضور بھی شامل تھے ۔ زیادہ والتسلیم بعد تکریم۔ بخدمت عزیزم مولوی محمد صاحب و بھاجی صاحب و شاگردان جناب بہت بہت سلام مسنون و دعا فرمادیجی فقط۔ بخدمت جناب مولوی عبدالحکیم صاحب و حاضرین بخدمت عالیہ و دعا قاتی بندہ

(۲۲)

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ
بخدمت فیض درجت سراپا عنایت و محبت عزیزم مولوی عبد السمیع صاحب متع اللہ المسلمین
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بطول حیاتہ و دوام افاداتہ

مکتوب بہجت اسلوب مورخہ ۱۲ صفر مع رسالہ انوار ساطعہ ترمیم شدہ و مولود شریف مسمّٰی قصیدہ سلسبیل ہفتم ربیع الثانی کو بہت دیر کرکے پہنچا مشکور و مسرور ہوا اللہ تعالیٰ آپ کو بدین محبت و ارادت درجاتِ عالیات و قرب مراتب عنایت فرماوے۔ قصیدہ سلسبیل اسم با مسمّٰی فقیر کو بہت پسند ہے دو دفعہ پڑھوا کر سنا۔ سامعین کو بڑی لذت و کیفیت ہوئی اللہ تعالیٰ نے جزائے خیر دے۔ انوار ساطعہ کو خود بعض بعض مقام سے مطالعہ کیا ہے اور اکثر مقامات سے پڑھوا کر سنا ہے ماشاء اللہ بہ نسبت سابق کے اس دفعہ تقریر بھی عالمانہ و طرز بھی محققانہ نہایت مدلل و تحقیق سے لکھا گیا ہے اور عبارت بھی دلچسپ اور زبان بھی دل کش ہے۔ آپ نے فقیر کے مشورہ کے موافق جو ترمیم و اصلاح فرما کر نرمی و لینت سے لکھا ہے اور جو مضمون کہ سختی و تیزی سے لکھے گئے تھے ان کو نکال دیے ہیں فقیر آپ کی اس محبت و عنایت کا بہت مشکور ہوا اور آپ کے علم و حسنِ خلق آپ کا اور فقیر کے ساتھ جو محبت و ارادت ہے وہ ظاہر ہوئی اس وجہ سے فقیر کے دل میں بھی محبت آپ کی اور زیادہ مستحکم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دارین میں اس کے برکات عطا فرماویں کیونکہ اس زمانے کے طلبا و علما اپنی بات کی پچ میں اپنے پیشوا و اکابر کی نہیں سنتے تو مجھ فقیر عزلت گزین کی کون سنتا ہے؛ فقیر آپ کی منصف مزاجی و انصاف پسندی و حق نیوشی سے بہت خوش ہوا و محظوظ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی خوش رکھے۔ لیکن فقیر کا مقصود یہ تھا کہ مسائل مختلف فیہ کی تحقیق جہاں تک ممکن ہو کی جائے اور محض نفع خلق کے فائدے کے واسطے احقاق حق کیا جائے مگر مضمون کتاب و سیاق تقریر و تحریر سے ہرگز یہ غیر دل پر ظاہر نہ ہو کہ فلاں شخص کے جواب میں لکھی گئی ہے یا فلاں شخص اس کا مخاطب ہے کیونکہ

معانی کیسے ہی چند در چند نسخہ قصیدہ سلسبیل کے یہاں کسی کی معرفت بھیج دیں۔ فقط

خاص دوستوں کی نصیحت و پند و فہمائش اگر اپنے برادرِ دینی و احبابِ طریقت کے واسطے ہو تو بمقتضائے تہذیب شرعی و عقلی کے یہ ہے کہ سوائے اس برادر کے کوئی دوسرا نہ دیکھے کہ کون اس کا مخاطب ہے۔ بمصداق اس کے (شعر):

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

اس لیے گنگوہی و دیوبند وغیرہ مثل اس کے لکھنا دوستوں کے کان کو چھنا نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اور دشمنوں کو خوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ اس لیے اگر پھر طبع ثانی کی نوبت آوے تو اُن قسم کے مضمون کو جسے کوئی مخاطب پڑھے وہ نکال دیے جائیں تو بہت خوب ہیں۔ آیندہ اللہ تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو اسلام و مسلمانوں کی امداد و ہدایت و استفاضہ کا وسیلہ و واسطہ بناوے آمین۔ بس ہماری یہی رائے اس باب میں ہے جو ظاہر کی گئی اگر کوئی شخص اس کے خلاف یا اسے کچھ بڑھا و گھٹا کر آپ سے بیان کرے یا کوئی تحریر دکھاوے تو آپ اُس کو نہ ماننا۔

میاں محمد صاحب سلمٰہ کے عقد کا مژدہ پہلے ہی آیا تھا و مبارکباد بھی لکھا تھا اللہ تعالیٰ مبارک و میمون کرے اور اس کے عمدہ ثمرات سے دنیا کو فائدہ پہنچاوے۔ میاں محمد صاحب اور اپنے کل طلبہ کو سلام و دعا فرما دو خصوصاً بخدمت حافظ عبد الکریم خاں بہادر دستانہ بند و عزیزم شیخ وحید الدین صاحب و مولوی عبد الحکیم صاحب سلام مسنون و دعا فرما دیں۔

الراقم الآثم فقیر حقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ
از مکہ معظمہ محلہ حارۃ الباب
۱۱۔ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۹ھ

مہر محمد امداد اللہ فاروقی ۱۳۰۹

بعد دستخط بقلم خود و مہر کے یہ بات یاد آئی کہ فقیر کی ہمیشہ سے یہ وصیت ہے کہ آپس میں اپنے قافلہ کے ساتھ محبت و ربط ضبط کی ترقی میں کوشش فرماتے رہو اور جو حالت وموافقت کہ باخود با ہم ہوتی ہے اس کو نعمتِ غیر مترقبہ سمجھ کر ہمیشہ اس کے بڑھانے میں بدل کوشش فرما ہو۔ طلبا دیوبند آپ سے ملنے کو آپ کے گھر میں آئے آپ کا اپنے مکان کے آگے جاتے وقت مدرسہ کے ملاحظہ کے بجانے سے سب مل لیا کرو۔

۴۳.

از فقیر امداد اللہ عفا عنہ

بخدمت فیض درجت سراپا عقیدت و محبت مکرمی عزیزم مولوی عبد السمیع صاحب زید افادہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خط آپ کا ۲۲ ذی الحجہ بذریعہ رجسٹر وصول ہوا۔ کمال ممنون و مشکور
کیا اللہ تعالیٰ آپ کو دارین میں خوش رکھے۔ آمین
مبلغ مرسلہ ایک سو پچیس روپیہ (مالعہ) اور دس روپیہ (عہ) وصول ہوئے
اس کی جزا اور اجر اللہ تعالیٰ عنایت فرماوے۔ روغن زیتون دو رطل بمعرفت
عزیزم مولوی محسن صاحب میرٹھی کے روانہ کیا گیا ہے۔ اور دو نسخے کتابوں کے ایک
صواعق محرقہ اور ایک مسامرات بدست عزیزم عبد الرحیم صاحب دہلوی کے روانہ ہیں
ان شاء اللہ تعالیٰ پہنچیں گے۔ رسید سے مطلع کرنا اور پانچ نسخے مرسلہ عزیز کے
بدست حافظ احمد صاحب وصول ہوئے۔ عزیزم مولوی منور علی صاحب طائف کو گئے
ہوئے ہیں۔ ان کے آنے پر روغن زیتون اور روانہ کیا جائے گا۔ اور خلیل اللہ نامی
واعظ کا حال جو آپ نے تحریر کیا ہے۔ فقیر اس سے واقف نہیں اور نہ ایسے شخص
فقیر کے زمرہ میں ہیں جو صوفیہ کرام کی نقلیں کریں اور نہ کوئی کارروائی اس کی فقیر
کے پاس آتی ہے۔ ایسی باتوں اور ایسے شخصوں سے فقیر ہرگز راضی نہیں۔ بہرحال
کثرت سے لوگ آتے ہیں۔ اگر کوئی آیا ہو تو فقیر کو معلوم نہیں۔ فقیر آپ کے اور آپ
کے اتباع کے واسطے دل سے دعا خیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جمیع حوادث
سے بچاوے۔ آمین۔ اپنے کام میں مصروف رہو۔ اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہے۔ فقط
اللہ تعالیٰ ہمارا تمہارا خاتمہ بالخیر کرے آمین۔ از طرف حافظ احمد حسین صاحب
و مولوی منور علی صاحب و مولوی عبد اللہ صاحب و میاں عبد الرحیم صاحب و کتب فروش
نیاز احمد السلام علیکم بعد شوق برسد۔

فقط

مہر [محمد امداد اللہ فاروقی]

از مکہ معظمہ محلہ حارۃ الباب

۲ رمضان [illegible]

نور خلیل اللہ نامی واعظ کا حال جو آپنے تحریر کیا ہے۔ فقیر
اُس سے واقف نہیں اور نہ ایسے شخص فقیر کے زمرہ میں
ہیں جو صوفیہ کرام کی نقلیں کریں اور نہ کوئی [illegible] اُنکا
فقیر کے پاس آتی ہے ایسی باتیں اور ایسے شخص ہونے فقیر ہرگز راضی
نہیں۔ ہر سال کثرت سے لوگ آتے ہیں اگر کوئی آگیا ہو تو
فقیر کو معلوم نہیں۔ فقیر آپکے اور آپکے اتباع کیواسطے دلی دعا
خیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ آپکو جمیع حوادث سے بچاوے آمین۔ اپنے
کام میں معروف رہو اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہے فقط
اللہ تعالیٰ ہمارا تمہارا خاتمہ بخیر کرے آمین از طرف حافظ
احمد [illegible] صاحب و مولوی [illegible] صاحب و مولوی عبد اللہ صاحب
و میاں عبد الرحیم صاحب و کاتب الحروف نیاز احمد السلام علیکم
[illegible] شوق [illegible] فقط

از [illegible]
۱۳[illegible]

بحضور اعلیٰ و اقدس مخدومی و سیدی جناب حضرت مولانا عبد السمیع صاحب دامت فیوضہم
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
کرامت نامہ فیض شمامہ مورخہ ہشتم جمادی الثانی باعث اعزاز و افتخار کمترین ہوا۔ احقر کس زبان سے شکر ادا کرے شعر
از دست گدائے بے نوا ناید ہیچ ٭ جز آنکہ بصدق دل دعائے بکند
اللہ تعالیٰ جناب والا کو درجہ قربیت عطا فرماوے۔ جس وقت احقر طائف گیا تھا جناب کی فرمایش کی نسبت بحضور سیدی و مولائی سلمہ عرض کر گیا تھا۔ جناب حضرت اعلیٰ اقدس سلمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کچھ قیمت نہ چاہیئے جس قدر قیمت آئی تھی وہ کافی تھی بلکہ اس میں سے ایک روپیہ بچ گیا تھا وہ احقر کو عنایت فرمایا کہ تو صرف کر۔ غرضیکہ بے کہ سب چیزوں کی قیمت کے دریافت کی حاجت نہیں ہے حضرت سلمہ کے مال میں سب اولاد دینی کا حق ہے۔
روغن زیتون اگر شیشہ میں رکھا جائے تو بہتر ہے اور مین کے کنہ کے ظرف میں بھی رہتا ہے اور لوگ اس کو کھاتے ہیں کچھ نقصان نہیں کرتا۔ آپ بلا وسواس اس کا استعمال فرماویں۔ یہاں مین کے ظروف کے باب میں خاص قانون ہے کیونکہ یہاں زمزم وغیرہ صدہا تبرکات مین کے ظرف میں رکھتے ہیں۔ آپ بذوق نوش فرماویں اور لکھیں تو اور بھی بھیج دوں۔ اس خط کے جواب میں کچھ توقف ہوا، معاف فرماویں۔ چونکہ جناب والا (نے) یہاں کی بعض چیزوں کو بدون اجازت اپنی کتاب میں درج فرمایا ہے۔ اس لیے اب احقر یہاں کی کارروائی سے جناب والا کو اس وقت تک مطلع نہیں کرے گا کہ آپ وعدہ کریں گے کہ آیندہ بدون اجازت نہ چھاپوں گا۔ بعض امر ایسا ہوا ہے کہ آپ سن کر بہت خوش ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ ارسال خدمت کروں گا۔ یہاں تمام علماء و ثقات میں مشہور ہے کہ اس سال حج اکبر ہے بلکہ قاضی مکہ معظمہ نے تو حنفیہ کے مذہب

میں سے ہیں احقر سے فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سال حج اکبر ہوگا اگر حج و زیارت
کرنے والے اس سال آویں تو خوب ہے۔ اگر مناسب ہو تو یہ خبر کسی اخبار میں مشتہر
کرا دیں۔ جناب نواب محمد محمود علی خاں صاحب جو حضرت کے خدام میں سے ہیں اور
بڑی محبت و ارادت ہے وہ بعزم دولت اپنی ریاست چھتاری کو جاتے ہیں، امید
ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ حج تک واپس آویں گے۔ احقر کے بھی بہت عنایت فرما ہیں۔
آئندہ بجز تسلیم مسنون و طلب دعا کے کیا عرض کروں۔ احقر نے بہت دفعہ آپ کی
طرف سے طواف کیا ہے اور روزانہ ملتزم شریف پر آپ کے واسطے اور کل برادران
طریقت کے واسطے دعا کرتا ہوں۔ والسلام

بخدمت جناب حافظ عبد الکریم خاں صاحب بہادر نجم الہند و جناب میاں
وحید الدین صاحب مشہور بہ ببا جی، و میاں بشیر الدین صاحب و عزیزم میاں محمد صاحب
و جمیع شاگردان و احباب واقف کار بندہ (کو) سلام مسنون و دعا فرما دیں۔

منور علی عفی عنہ

از مکہ معظمہ

۲۷ رجب ۱۳۲۲ھ

لفافہ:

بعونہ تعالیٰ مقام کیمپ میرٹھ، لال کرتی بازار، کوٹھی حافظ عبد الکریم خاں بہادر
بخدمت فیض درجت سراپا محبت و ارادت عزیزم مولوی عبد السمیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

از مکہ معظمہ

۲۷ رجب ۱۳۲۲ھ

وصل الی فی الیوم الثالث عشر من رمضان یوم السبت سنہ ۱۳۲۲ھ

نیچے لفافہ پر عبارت مولوی عبد السمیع بیدلؔ کے قلم سے ہے۔

حق حق حق

برادر عزیز القدر محقق دقائق عارف حقائق عزیزم مولوی محمد عبد السمیع صاحب زاد اللہ فی کمالکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد دعاے ترقی مدارج اعلی العلی کاشف مدعا ام کہ نامہ محبت شمامہ آن عزیز مع مبلغ
یک صد و بست روپیہ علاوہ پنج روپیہ مولوی منور علی صاحب حسب تفصیل ذیل بدست عزیزی
محمد خلیل الرحمن رسیدہ مشکور گردانید احسن اللہ جزاکم جمیعا۔ نامہ نامی کہ در ماہ رمضان رسیدہ بود
جواب سوالاتش روانہ کردہ شد اغلب کہ بعد تحریر این نامہ نزد آن عزیز رسیدہ باشد۔ حالا
جواب سوال ثالثہ این است کہ حال محل قلب ارباب تشریح کہ می نویسند بران خیال نکنند
بلکہ بزرگان باطن را فیضان الٰہی از ہمین جاے معلوم یعنی از زیر پستان چپ مشہود گشتہ
از ہمین محل جویاے انوار شدہ باشند و باشد کہ قاعدہ اش در وسط صدر باشد از ان جا کہ جسم
تحصیل فیضان می شود مگر نام آن محل نزد ارباب بصیرت لطیفہ سر است و لون انوار بر دو
محل چنانکہ معلوم است جداگانہ است و حرکت قلب کہ بعد کثرت ضرب و ذکر پیدا می شود
بر محلش شاہد بدیہی و علامت حسی است کہ ذاکر را محلش محسوس می شود و حرکت تمام اعضا
می باشد نوک ہم بہ نسبت قاعدہ چیزے زائد متحرک می باشد و ذکر اسم اللہ جل شانہ از باطن
قلب تصفیہ نمایند کہ عبارت از قلب حقیقی است و این مضغہ بمنزلہ مرکب او و متعلق بدوست
چنان تعلق جسم و روح کہ از انکشاف لطائف درین مضغہ نیز پیدا می شود فقط و یک
صد و پنجاہ و یک روپیہ بابت ماہ ربیع الثانی بہ سعی دار مرسلہ عزیزم میان بشیر الدین احمد صاحب
برائے رفع احتیاجات سہ ماہ سرکار رسیدہ۔ اطال اللہ بقاءہ و رزقہ اللہ حبہ و لقاءہ آمین
و سلام سنت الاسلام مع دعاے حفظ از شر معاندین من الانام و امن و صحت از اسقام
من الروح والاجسام بجناب حافظ عبد الکریم صاحب و عزیزان شیخ وحید الدین و رشید الدین احمد
صاحب از فقیر رسانند و از کامیابی عزیز میان محمد طول عمرہ بنہایت خوشنود گشتم
بلغہ اللہ تعالیٰ علی مراتب الارتقاء من الآخرۃ والاولیٰ آمین۔

حق حق حق

خادم الفقرا ...
محمد عبد السمیع

برادر عزیز القدر محقق دقایق عارف حقایق عزیزم گرامی

السلام علیکم و رحمة الله و برکاته بعد دعای ترقی مدارج اعلی العلیین حال شغف و عالم نامه

محبت شمار آن عزیز رسید مبلغ یکصد و بست روپیه علاوه پنج روپیه مولوی محمد علیشاه صاحب

حسب تفصیل ذیل بدست عزیزی محمد خلیل الرحمن رسید مشکور گردانید احسن الله جزاکم جمیعا

نامه نامی که در ماه رمضان رسیده بود جواب سوالاتش روانه کرده شد اغلب که جواب تحریر

این نامه نزد آن عزیز رسیده باشد حالا جواب اصل مقصد این است که حال محل قلب با آنچه

که میل سینه بر این خیال گشته بکلی بر زبان یا من را فیضان الهی از همین جای معلوم می شود

زیر پستان چپ مشهور گشته از همین محل جاری انور شده باشد و باشد که تا مدت ...

نزد انجا هم تحصیل فیضان میشود مگر نام آن محل نزد ارباب بصیرت لا ... سر است ... انوار

ارواح محل خیال دماغ معلوم است حبه اعانه است و حرکت قلب که بجود ضرب ذکر پیدا می شود

بر مضغه شاید بدیهی و علامت حسی است که ذکر با مضغه محسوس میشود و حرکت تمام قلب جاری باشد

ذکر اسم بنسبت تامه چیزی مایه شرف میباشد و ذکر اسم الله جل شانه در باطن قلب ...

تفصیل زر موصولہ این است ۱

مولوی محمد عبد السمیع صاحب
عہ

شیخ وحید الدین صاحب بنگلہ
عہ

مولوی رعایت الحق صاحب
عہ

منشی مہربان علی صاحب
عہ

منشی محمد صدیق صاحب
عہ

منشی عبد الرحمن خان صاحب
عہ

حافظ کرم الٰہی صاحب سوداگر
صدر بازار میرٹھ
عہ

حافظ محبوب علی خان صاحب نقشہ نویس
و واعظ صدر بازار
عہ

میزان | برائے ہر صاحبان مرقومہ صدر دعائے خیر نمودم اللہ تعالیٰ قبول فرماید
عہ | از فقیر سلام مسنون رسانند۔ فقط

الراقم فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ از مکہ معظمہ

محررہ ۲۳ صفر ۱۳۱۳ھ

مہر: محمد امداد اللہ فاروقی ۱۲۶۹

از فقیر امداد اللہ عفا اللہ عنہ
بخدمت فیض درجت سراپا محبت و عقیدت عزیزم مولوی عبد السمیع صاحب زید مجدہٗ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ایک خط مسرت آپ کا مورخہ ۲۸ ربیع الاول بذریعہ ڈاک وصول ہوا۔ کمال ممنون و مشکور کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی دارین عطا فرما کر حسن خاتمہ نصیب کرے۔ الحمد للہ فقیر بہر نوع خیریت سے ہے ضعف روز افزوں ہے۔ موسم سرما میں اور زیادتی ہو جاتی ہے۔ خدا رحم کرے۔ آپ بھی فقیر کے لیے حسن خاتمہ کی دعا کریں فقیر آپ جیسے احباب کی دعا کا طالب ہے۔ آپ کی طرف بھی تعلق خاطر تھا۔ آپ کے خط آنے سے خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش و خرم رکھے۔ آپ کے امراض دور ہونے کے لیے بھی دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرما دے۔ آپ صاحبوں کا مبلغ ایک سو دس روپیہ (۱۱۰) بذریعہ رقعہ ملفوفہ دوکان عسل جان والوں سے وصول کرا لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مال و جان میں برکت دیوے۔ حافظ عبد الکریم صاحب خان بہادر کی صحت کے لیے اور شر اعداء سے محفوظ رہنے کے واسطے دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب موصوف کو تمام امراض سے شفا بخشے اور شر اعداء سے امن میں رکھے۔ میاں شیخ وحید الدین صاحب اور شیخ بشیر الدین صاحب اور میاں محمد کو دعا اور سلام کہہ دیں۔ اور کتابیں حسب تحریر خرید کرا کر بدست قاری حافظ احمد صاحب روانہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے پہنچاوے۔

مغنی — قوت القلوب مجلد — حیوۃ الحیوان مجلد

فتوح الاسلام مع ترجمہ کے مکرر مجلد — ۲ روپیہ ۲۷

باقی ماندہ قیمت میں سے حمائل وکرایہ شتر وصندوق میں صرف ہوا۔ رسید کتب و دیگر کیفیت سے مطلع کریں۔

بخدمت منشی عبدالرحمٰن خاں صاحب و حافظ محبوب خان صاحب و حافظ کرم الٰہی صاحب، و مولوی رعایت الحق صاحب و منشی محمد صدیق صاحب و غیرہ احباب السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ و دعا بہ بدرجہ برسد۔

حافظ عبدالکریم صاحب خان بہادر کی خدمت میں بعد سلام دعا کے کہیں کہ آپ نے فیاضی اور دریادلی سے عزیزم مولوی قاری حافظ احمد صاحب کے مدرسہ کا چندہ سالانہ ساٹھ روپیہ مقرر کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا فرماوے۔ فقیر بھی آپ کے لیے دعا کرتا ہے اوّل تو اس مدرسہ کا چندہ ایسا کہیں سے مقرر نہیں کہ مدرسہ کے مصارف کو کفایت کرے، دوسرا فقرا و مہاجرین کے لڑکے اس مدرسہ میں تعلیم پاتے ہیں، تیسرا مسائل ضروریہ دینیہ جن کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے علاوہ اسباق روزمرہ کے سکھائے جاتے ہیں۔ اور یہ طریقہ فقیر کو بھی پسند ہے۔ بوجوہات مذکورہ اس مدرسہ کا آپ کو خیال رہے۔ فقط

از مکہ مکرمہ دوم جمادی الآخر ۱۳۱۲ھ

مہر | محمد امداد اللہ فاروقی

مکرر آنکہ یہ خط اور کتابیں ہمراہ قاری احمد صاحب کے روانہ کرنا چاہا تھا چونکہ قاری صاحب مذکور کو توقف ہوا، اتنے میں آپ کا دوسرا خط مورخہ ۲۲ جمادی الاوّل بھی وصول ہوا۔ رسید روپیوں کی معرفت ملی جان والوں کے روانہ ہوگئی، ان شاء اللہ پہنچ گئی۔ اور عزیزہ و راحیل صاحبہ کو بعد سلام و دعا کے کہہ دیں کہ فقیر نے دونوں لڑکیوں کی صحت کے واسطے دعا کی اللہ تعالیٰ شفا عطا فرماوے۔ فقیر کا کام دعا کرنا ہے۔ اجابت خدا کی طرف سے ہے۔ فقط خط ملفوف ڈاک میں ڈال دینا۔

استخارات جو ضیاء القلوب میں ہیں سب کی آپ کو اجازت پہلے سے ہے دوبارہ بھی آپ کی تسلی کے لیے اجازت دی جاتی ہے۔ فقط۔ المرقوم ۳ رجب ۱۳۱۲ھ

از فقیر امداد اللہ عفا اللہ عنہ

بخدمت فیضدرجت سراپا محبت و عقیدت شیر [illegible] مولوی عبدالسمیع صاحب زید عزواہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک خط رجسٹری آپکا مورخہ ۲۰ ربیع الاول
بذریعہ ڈاک وصول ہوا کمال ممنون و مشکور کیا اللہ تعالیٰ آپکو
ترقی دارین عطا فرمائے اور حسن خاتمہ نصیب کرے۔ الحمد للہ فقیر بہ
نوع خیریت ہے ضعف روز افزوں ہے موسم سرما میں اور
زیادتی ہو جاتی ہے خدا رحم کرے آپ بھی فقیر کے لیے حسن خاتمہ
کی دعا کریں فقیر آپ جیسے احباب کی دعا کا طالب ہے۔ آپکی طرف
بھی تعلق خاطر تھا آپکے خط آنے سے خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ آپکو
خوش و خرم رکھے۔ آپکے امراض دور ہونے کے لیے بھی
دعا کی گئی اللہ تعالیٰ شفاء عاجلہ عطا فرمائے۔ زیادہ حد ادب فقط

محبِ صادق مخلص واثق عزیزی و حبیبی مولوی محمد عبدالسمیع صاحب زادت عرفانکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخلاص نامہ محبت انضمام مع ہفت جلد "نور ایمان" و بست و سہ جلد سلسبیل[ل] مرسلہ
آن عزیز و یک تو شاد مرزائی و پایجامہ سرمائی و مدد تحفہ سلام حکیم میاں محمد طول عمرہٗ
و زید فیضہٗ و قرۃ عینہٗ صاحبزادہ وحید الدین و بشیر الدین حصل اللہ مرامہم و رفع اللہ مقامہم
و قیامہم و سلام مع پیام جناب محبت مآب حافظ عبدالکریم صاحب دام اقبالہم و فیضانہم
بطولِ بقاہم معرفت خلیل رسید باعث فرحتِ قلبی و راحتِ جسمی فقیر گردید برائے حصولِ
مرام حافظ صاحب علمہ اللہ تعالیٰ در اوقات خاص دعا باکردم، ان شاء اللہ تعالیٰ بہدف
اجابت رسیدہ باشند و آیندہ از خیرخواہی آں عزیزان غافل نیم۔ فقیر را ہم بدعائے خیر
حسنِ خاتمہ یاد آوردہ باشند و برخوردار حکیم میاں محمد را بدعائے مطلوب یاد آوردہ بہ بیعتِ
عثمانی در ہر سلسلۂ خود داخل کردم، شجرہ از عقب روانہ کردہ خواہد شد، لازم کہ بہ اشغالِ
باطنی حسب استعدادِ ایشان بتدریج ہدایت کردہ باشند کہ اشتغال بہ باطن ہم از اہم
امور است و برائے تعلیم آں برخوردار عزیز وجود شما زیادہ مفید و موثر خواہد شد،

سپردم بتو مایۂ خویش را

واللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔ فقط الراقم

ل اس خط میں حضرت نور ایمان اور سلسبیل کا ذکر ہے۔
یہ دونوں کتابیں [illegible] ([illegible]) میں شائع ہوئی تھیں۔ لہٰذا یہ خط بھی اسی سال یا [illegible] میں
لکھا ہے۔ نور ایمان حضرت [illegible] مشتمل ایک مختصر [illegible] ہے اور سلسبیل [illegible] منظوم ہے۔
[illegible]

محب صادق مخلص وائق عزیزی وحبیبی مولوی محمد عبد السمیع صاحب زاد کرمکم

السلام علیکم و رحمة الله و برکاته اخلاص نامه محبت ختامه مع هفت جلد نور ایمان

و بست و سه جلد سلسبیل و رسالة العزیز و یک جوغا زنانه و یک پاجامه سرمائی

و مع تحفه سلام حکیم میان محمد طول عمره و فدیه خلیفه و زوجه و صاحبزاده محی الدین

و شبیر الدین حصل الله مرامهم و رفع الله مقامهم و فیاهم و سلام مع چهارم

جناب محبت مآب حافظ عبد الکریم صاحب دام اقبالهم و فیضانهم بحصول انعام

موصوف جلیل رسیده باعث فرحت قلبی و راحت جسمی فقیر گردید برای حصول

مرام حافظ صاحب سلمه الله تعالی ابدا اوقات خاص دعا نموده ام انشاء الله تعالی

بصنف اجابت رسیده باشند و آینده از خیر خواهی آن عزیزان غافل نیم

فقیر را هم بدعای خیر حسن خاتمه یاد آورده باشند و بر خود و در یکم مبارک ما

بدعای مطلوب یاد آورده بجمعیت حقانی و در سلسله خود داخل کرده

شجره از عقب روانه کرده خواهد شد لازم که اشتغال باطنی حسب استعداد

ایشان بتدریج هدایت کرده باشند که اشتغال به باطن هم

از اهم امور است و برای تعلیم آن برچند از عزیز

وجود شما زیاده مفید و موثر خواهد شد سپردم تو را به خویش بار

والله خیر حافظا و هو ارحم الراحمین فقط

الراقم

عزیزی مولوی عبدالسمیع صاحب زاد اللہ علماً وعملاً

السلام علیکم!

الحمد للہ والمنۃ میں بخیریت ہوں۔ صحت دری احباب شب و روز چاہتا ہوں۔

آپ کا محبت نامہ موصول ہوا' حال مندرجہ معلوم ہوا۔ عزیزم شیطانیت مسئلہ کی نسبت جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ اہالیانِ دیوبند وغیرہ نے نہیں مانا بلکہ بعض بعض مقامات پر خورد بُرد بھی کر دیا گیا ہے' سو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ہمیشہ سے یہ ہوتا آیا ہے۔ کسی کی بات کل جہان نے کب مانی ہے؟ خاص خاص لوگوں نے ہمیشہ تسلیم کی ہے' لیکن مخالفت و عدم مخالفت کا نتیجہ بھی فوراً ہی ظاہر ہو گیا ہے۔ خیر میاں' تم اپنا کام کرو' کسی کے افعال پر نظر مت ڈالو۔ اپنا فعل ساتھ جائے گا کسی کا کیا ہمارے کیا کام آئے گا؟۔۔۔ ہاں باقی طبع کے لیے جو آپ نے اجازت چاہی ہے سو شوق سے آپ طبع کرائیے میں آپ کو اجازت دیتا ہوں' لیکن تشریح طلب مقامات (کی شرح) اب مجھ سے نہیں ہو سکتی ہے۔ ایک وقت تھا کہ ذہن نے رسائی کی جو بات جی میں آئی لکھی گئی۔ اتنی فرصت کہاں کہ میں اب اس پر حاشیہ لکھوں اس کی شرح کی کوئی ضرورت نہیں' آپ کی کتاب خود اس کی شرح موجود ہے اور اگر آپ کو ایسی ہی ضرورت ہے کہ اس کے بعض مقامات کی شرح کی جائے تو آپ کو اجازت ہے کہ اس کو واضح کر دیجئے یا اپنے بھائی عزیزی مولوی اشرف علی صاحب سلمہ سے اس کی شرح کرائیے' مجھے معذور رکھیے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل خیر دے' استقامت نصیب فرمائے' محبت کاملہ عطا فرمائے اسی میں جلائے اسی میں مارے۔ آمین یا رب العالمین۔

زیادہ والسلام

از کہ معظمہ مورخہ دوم جمادی الثانی روز چہارشنبہ

آج ایک رقعہ آپ کا بذریعہ جناب حافظ امیر محمد صاحب وصول ہوا جس میں آپ نے رسید ہنڈوی طلب فرمائی ہے۔ عزیزم وہ ہنڈوی جناب حاجی جان صاحب کی دکان سے وصول ہوگیا۔ اس کی رسید بھی میں پہلے روانہ کرچکا ہوں۔ معلوم نہیں وہ کہاں غائب ہوگئی۔ خیر اب آپ خاطر جمع رکھیے روپیہ مجھ کو مل گیا۔

مہر | امداد اللہ فاروقی

لفافہ:

ملک ہندوستان میرٹھ بازار لال کورتی بر کوٹھی جناب حافظ عبد الکریم صاحب خان بہادر

بملاحظہ اقدس مخدوم معظم جناب قبلہ مولانا محمد عبد السمیع صاحب دام فیضہم گذرد

مرسلہ محمد خلیل الرحمن از کہ معظمہ حارۃ الباب

یکم ذی الحجہ یوم خمیس ۱۳۱۲ھ

لفافے کی عبارت پر کسی نے لکھا ہے: ذکر بیعت حکیم میاں محمد

جناب قبلہ و کعبہ من ادام اللہ فیضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام لا تعد علی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین۔

الشکر للہ کہ این نالائق لائق زیارت بیت ربی و سیدی مرشدی شد نامہ و پیام پیشکش کردم بعد انجام سرور پذیرا فرمودہ بجواب نامہ مرشد شدند مضمون نامہ و پیام بخوبی عرض داشتہ ہمہ را جواب با صواب یافتم و تعلیم آوردم۔ برائے حافظ صاحب دائم اقبالہم در خلوت و جلوت مرا نیز بدعا پرداختند۔ اللہ تعالی قبول فرماید و ہمچنین برائے برادران عزیزان جناب شیخ وحید الدین صاحب و بشیر الدین صاحب و حکیم میاں محمد صاحب بعد خوشنودی دعا ہائے خیر فرمودند و برخوردار سعادت آثار حکیم میاں محمد صاحب را بہ بیعت قبول فرمودہ شجرہ مرحمت فرمودہ تعلیم او شان بجناب پدر بزرگوار ایشان تفویض فرمودند۔ واخبار ناہموار بہ نسبت فیصلۂ ہفت مسئلہ کہ در ہند واقع شدہ مشہور شدند حضرت قبلہ را یک بیک معلوم بودند بیان فرمودند کہ بعض مخالفین ہند در ہند بہ کتاب من این چنیں بے ادبی ہا نمودند و سائر ایمانداران ہر چہار اطراف ہند این فیصلہ را قبول فرمودہ اکثر بہ نزدم شکریہ نوشتند و در بارہ اجازت مخصوص برائے صاحبین سماع استفسار نمودہ سکوت فرمودند و انکار اجازت نہ کردند و عرض تحریر برائے ممانعت تالیف جواز ملاہی نامنظور شد و بہ نسبت این غلام گاہے حکم اقامت گاہے حکم مراجعت صادر می شود الہی خاتمہ بالخیر باد ــــ نور ایمان و تسبیل وطراز سخن پسندیدہ خاطر شدند ــــ سوم ذی الحجہ یوم سبت سلسبیل در مجلس خاص در مجمع عام مع التعظیم حسب الحکم وقت صبح خواندم۔ حضرت خود ارشاد قیام فرمودند۔ اگر بجواب این عرضی قلیل تکلیف فرمایند موجب شادمانی مہجور شود آمین۔

از جناب قبلہ منشی مولا بخش صاحب خیریت جملہ دریافت فرمودہ تحریر فرمایند
و خیریت این جا و سلام مسنون رسانند از کنیز و بنت سلام قبول فرمایند۔ ماشاءاللہ
حضرت بخیریت اندیکم محرم بمدینہ خواہم رفت۔

اس خط میں مولانا عبدالسمیع بیدل کی تصانیف کا ذکر ہے۔ رسالہ [illegible] ۱۳۰۲ھ میں چھپا
تھا اس لیے یہ بھی اسی سال کے بعد کا مانا جائے گا۔

محبی و مخلصی مولوی محمد سمیع صاحب زید عرفانہ
بعد سلام سنت الاسلام کے معلوم ہو اول رجسٹری میں حوالہ مبلغ ایک سو پچیس روپیہ
کا تھا اس کی رسید ۱۲ ربیع الثانی کو دوسری رجسٹری کا جواب ۲۳ جمادالاول کو
اور تیسری رجسٹری کا جواب یہ ہے۔ کتابیں مولود اوس وقت تک نہیں پہونچی تھیں۔
اب ہمراہ اس تیسری رجسٹری کے ۲ نسخہ پہونچا، فقیر نے اول سے آخر تک بالاستیعاب
سنا فقیر کا جو مذہب و مشرب ہے وہ لکھا ہے بہت پسند آئی اللہ تعالیٰ مصنف صاحب کو
اور آپ کو اس کی سعی میں قبول فرما کر اپنے مخلصین سے کرے۔ آپ کے شاگرد صاحب
کی طبیعت بہت مناسب اور توحید کی طرف متوجہ ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس کا حصہ
تام بخشے۔
فقیر بفضلہ بخیریت ہے۔ والسلام فقط
المرسل فقیر محمد امداد اللہ عفی اللہ
باقی خطوط ہر جگہ لفافوں میں ڈاک خانہ ڈلوادیں ۲۹ جمادالاولی ۱۳۱۰ھ

مہر

بر حاشیہ مکتوب:
بشیر الدین صاحب نے مولوی احمد حسن صاحب کو ایک ہزار روپیہ قرض دیا ہے کہ
جس کی وجہ سے دقت تمام ختم ہوا اب مولوی صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ پانسو روپے
جو کسی دوسری جگہ سے قرض لیا گیا ہے اوس کے بارہ میں بھی شیخ صاحب نے ان کو
تحریر کیا ہے کہ اگر وہ تقاضا کریں تو پہلے سے ادا کر دیا جائے مگر اس قدر جفت ہے شیخ
صاحب کی فقیر دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنی محبت عطا کریں۔ فقط

۷۸۶

از جانب فدوی کمترین محمد شفیع الدین بعد تسلیم - المرام آنکہ مولود شریف مرسلہ اول
سے آخر تک حضرت قبلہ مدظلہ کو سنایا گیا بہت محظوظ ہوئے اور دعا فرمائی۔ گو یہ ایک
خوش خبری آپ کو اور جناب حافظ بشیر الدین صاحب کے لیے ہے کہ جس روز آپ کی
رجسٹری آئی تھی اسی روز جناب استادی مولوی احمد حسن صاحب مدظلہ کا خط آیا تھا
اور اس میں یہ بھی تحریر تھا کہ پانسو روپیہ تیسری جلد کے طبع کے لیے قرض لیا گیا ہے پھر
جناب حافظ بشیر الدین کا شکریہ اور ان کی دریا دلی کا حال لکھا تھا کہ دوسری جلد انہیں کی
امانت سے طبع ہوئی یعنی ہزار روپیہ قرض دیے تھے اور اب بھی یہ لکھا ہے کہ جو پانسو
روپیہ قرض لیا ہے اگر وہ تقاضا کریں تو ہم کو اطلاع دینا پھر یہ بھی مولوی صاحب نے
تحریر فرمایا تھا کہ میں نے جواب یہ لکھ دیا ہے کہ پہلا قرض آپ کا ادا ہو جاتا تو مجھ کو
جرأت ہوتی اب مجھ کو شرم آتی ہے۔ حضرت قبلہ نے جب مضمون خط اور اُن کی اس
قدرسی کا حال سنا نہایت درجہ خوش ہوئے اور وہ وقت تنہائی کا تھا اسی وقت آپ
کے لیے اور شیخ صاحب موصوف کے لیے بڑی توجہ سے ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی ' اور
اس عاجز کو بھی اشارہ کیا۔ دعائے بزرگاں خصوصاً ایسے شیخ کامل کی اور پھر ایسے
مقام متبرک میں ' بھلا کیونکر رد ہو سکتی ہے ' یہ شیخ صاحب کے لیے بڑی خوش خبری ہے
کہ دعا دلی مع التوجہ ہر شخص کے لیے نہیں ہوتی ہے۔ واقعی جناب استادی مدظلہ
کی جان نثاری مثنوی شریف اُقرمن الشمس ہے ' فنافی الشیخ اسی کا نام ہے کہ تعمیل حکم میں
یک سر مُو فرق نہ کیا اب حضرت قبلہ کو چونکہ ضعف تو اکثر زیادہ ہی ہوتا جاتا ہے اور
ضعف بصارت سے کسی کو اچھی طرح سے شناخت بھی نہیں کر سکتے ہیں لہذا حضرت
قبلہ کی خواہش اور مرضی یہی ہے کہ یہ کتاب میرے سامنے طبع ہو جائے اور
ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ کی عمر میں ترقی فرمائے مگر سامان
ظاہری طبع کا نہیں ہے۔ حضرت استادی صاحب کا جو کچھ اس میں طبع میں شوق

ہے وہ از حد بیرون ہے مگر کیا کریں جوان کا کام ہے وہ کرتے ہیں اس محنت شاق
شب و روز میں تین سال میں دو دفتر ہوئے ہیں اگر سامان ہوتا تو سب ہو جاتے تھے
اگر یہی حال رہا تو مدتے باید۔ مگر چونکہ حضرت قبلہ کی توجہ شامل ہے کیا تعجب ہے
کہ اللہ تعالیٰ چشم زدن میں سامان کر دے جیسا کہ پہلے دو دفتر دنوں میں کر دیا ہے۔

والسلام

محمد امداد اللہ فاروقی ۱۲۰۹

مہر

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت بابرکت سراپا محبت وعنایت عزیزم مولوی عبد السمیع صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بہت دنوں سے کوئی مسرت نامہ نہ آیا اس لیے تعلق ہے اور اگرچہ باطن قلب میں متعدد افراد و بستگان کے باب میں اطمینان و تسلی ہے لیکن چونکہ بظاہر کوئی خبر نہ آئی ہے اس لیے انتظار ہے امید کہ مقدمہ جعلی کا مفصل حال لکھیں۔ روغن زیتون و دو نسخے کتاب مطلوبہ سابقہ و (. . . . . .) ارسال خدمت ہوئے۔ روغن زیتون معرفت مولوی محسن صاحب دیوبندی اور کتاب ہر دو نسخہ معرفت حاجی عبد الرحیم صاحب دہلوی۔ ہنوز رسید نہ آئی۔ فقیر کے ضعف کا حال بدستور ہے اب حرم محترم میں صرف جمعہ کو بمشکل تمام جاتا ہوں۔ مدینہ طیبہ کا ارادہ کئی سال سے ہے مگر ضعف و نقاہت کی وجہ سے ہر قافلہ میں فسخ عزم کیا جاتا ہے آپ کے جس قدر ہدیہ حلیہ مندرج خط تھے سب پہنچے اور اس کی رسید قبل ہی بھیجی جا چکی ہے۔ تمہاری کتاب انوار ساطعہ اکثر دیکھی ہے اور اکثر اس کو دیکھتا ہوں۔ فقیر کو طرز تحقیق و زبان فصیح و سلیس اس کی بہت پسند ہے اللہ تعالیٰ مقبول و مفید خاص و عام کرے۔ معلوم نہیں کہ بالفعل ہی علمائے دیوبند سکوت میں ہیں یا وہی رد و تردید کا مشغلہ جاری ہے۔ آئندہ فقیر کے حسن خاتمہ کی دعا سے مدد کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا خاتمہ بالخیر فرما کر اپنے مقبولین کے زمرہ میں داخل فرمائے۔

مکہ معظمہ محلہ حارۃ الباب۔ ہشتم جمادی الاولیٰ

برحاشیہ:
بخدمت عزیزم مولوی محمد و دیگر احباب خصوصاً حافظ عبدالکریم خان بہادر اور اُن کے صاحبزادوں کی خدمت میں سلام مسنون فرمادیں۔

پشت پر:
بعد سلام آنکہ یہ گرامی نامہ بباعث دو امر کے مؤخر ہوا، ایک یہ کہ چند روز طالب علم نہیں دوم یہ کہ حضرت شمس العارفین قبلہ کے ارشاد کی وجہ سے مثنوی شریف و کثرت مشاغل سے فرصت کم۔

والسلام

ابو احمد

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت عزیز القدر مولوی عبد السمیع صاحب سلمہ

بعد سلام مسنون و دعا خیر آنکہ جواب خط و رسید اشیاء مرسلہ آن عزیز ہمراہ منشی
حاجی مہربان علی (صاحب) فرستادہ شد خواہند رسید - حالا باعث تحریر آنکہ حامل
خط میاں حاجی دین محمد صاحب داخل سلسلۂ بزرگان شدند و بسبب عدم قیام بودن اوشان
نوبت تعلیم ذکر وغیرہ نآمدہ است لہٰذا مشارٌ الیہ را تلقین کردہ شد مناسب کہ اگر ازاں
عزیز از قسم ذکر و شغل و یا مسائل ازاں عزیز استفسار نمایند حسب استعداد اوشاں
تلقین کردہ باشند فقط

(و مدام) بر حال اوشاں (توجہ) مرعی دارند ۱۲

مہر

محمد امداد اللہ فاروقی
۱۳۰۹ھ

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ
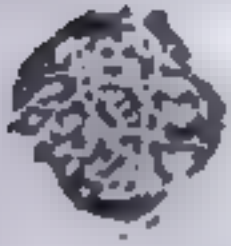
بخدمت بابرکت عزیز القدر مولوی عبد السمیع صاحب نوّر اللہ قلوبہ بانوار العارفین

بعد سلام مسنون و دعائے ترقی درجات عالیات واضح رائے عزیز باد مکاتبہ (یا بھیجا؟) ہمراہ حافظ محمد امیر صاحب مع دو اشرفی کلاں سکہ شاہ عالم مرسلہ میاں وحید الدین صاحب و دس روپیہ مرسلہ آن عزیز رسید و از حال مندرجش آگاہی بخشید۔

عزیز من کسی نے تمہاری شکایت نہیں لکھی (..... تمہاری) طرح اوروں کو بھی بعض عزیزوں نے لکھا ہے تمہاری خصوصیت نہیں۔ فقیر کو کسی کے لکھے پر خیال نہیں خاطر جمع رکھو اپنے کام میں مشغول رہو اور ہدایت کرتے رہو۔ مسائل اختلافی میں نہ تکرار کرو نہ تحریر کرو بلکہ اکثر خوے ان دنوں میں خالی نفسانیت سے نہیں حتی المقدور اپنے آپ کو (.....) ضرور ہے۔ فقط

ایک خط ڈاک میں آیا اس کے مضمون سے (.....) ہوا بموجب تحریر کے تین تعویذ ایک عزیز جان وحید الدین کے نام کا اور دو تعویذ دو نو فرزند میاں محی الدین مرحوم کے واسطے لکھ کر ملفوف خط روانہ کیا جاتے ہیں۔ تینوں صاحبوں کے بازوؤں پہ باندھ دیں ان شاء اللہ تعالیٰ حفاظت الٰہی میں رہیں گے۔ اور سحر و افسوں سے محفوظ۔ خاطر جمع رکھو، نظر بچار کھو اور میاں وحید الدین کو کہہ دو کہ دعائے حزب البحر کو یاد کر لیں صبح شام ہر روز ایک ایک بار پڑھ لیا کریں اور معوذتین کو بھی تین تین بار ہر روز ورد رکھیں فقیر بھی آپ کے واسطے دعا حفاظت کی کرتا ہے۔

از فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ

بخدمت بابرکت عزیز من مولوی عبد السمیع صاحب زید مجدہٗ باللہ

بعد سلام مسنون و دعائے خیریت دارین مشہود رائے عزیز باد، للہ الحمد فقیر
بہر حال مشکور و بحق آن عزیز دعائے خیر می کند۔ دو خط شما پے در پے رسیدہ مسرور گردانید۔
یکے خط و دہ روپیہ ہمراہ منشی مہربان علی خان صاحب رسیدہ و خط دیگر بہمراہی منشی وزیر
محمد خان صاحب مرحوم مع دو اشرفی قیمتی [illegible] مرسلہ میاں وحید الدین صاحب بن حافظ
عبد الکریم صاحب رسیدہ خاطر جمع دارند چنانچہ بموجب تحریر آن عزیز مبلغ سہ روپیہ
منجملہ مبلغ دہ روپیہ برائے سبیل زمزم بزمزمی دادہ شد ان شاء اللہ تا مدت معہود سبیل
زمزم جاری خواہد ماند و ثواب آن بروح زوجہ مرحومہ شما خواہد رسید خاطر جمع دارند
و ہفت روپیہ و دو اشرفی بصرف خود آوردم۔ بعد یافت انتقال زوجہ آن عزیز رنج
گردید اللہ تعالیٰ او را بہ بخشد و شما را صبر و شکیبائی عطا فرماید، برائے مغفرت شان دعا
کردہ شد و می کنم او تعالیٰ قبول فرماید۔ آمین۔

بخدمت میاں حافظ عبد الکریم صاحب سلمہ و عزیز جان وحید الدین و فخر الدین و
معین الدین سلام و دعائے خیر گفتہ دہند۔ فقط